Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

عالمی شہرت یافتہ کتاب

# احقاق الحق

شہید ثالث

حضرت آیت اللہ قاضی نوراللہ شوستریؒ

شاہد برادرز لاہور پاکستان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

الحمد للہ علی احسانہ و افضالہ و صلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد و آلہ ما راق الرقیع ببدرہ و ہلالہ و لاح جنوبہ و شمالہ

امّا بعد پس جملہ مومنین بالیقین کثرہم اللہ تعالیٰ رب العالمین کی خدمت بابرکت میں التماس کرتا ہے عبد حقیر ضعیف ابوالقاسم سید حسن عباس الموسوی النشاپوری کہ جناب قاضی سید نور اللہ الشوشتری المرعشی الحسینی الملقب بہ شہید ثالث اپنے وطن مقام شوشتر ملک ایران میں پیدا ہوئے سنہ ولادت ۹۵۶ھ نوسو چھپن ہجری ہے آپ بعد حصول علم و کمال ملک ایران سے ۹۹۵ھ نوسو پچانوے میں ہندوستان تشریف لائے آپ اس پایہ کے محقق اکمل و عالم اجل ہیں کہ جو کمالات علمیہ و مجاہدات دینیہ آپ کے منصۂ شہود و ظہور میں آئے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں محتاج بیان نہیں میں اس مقام پر تیمناً آپکا شجرۂ نسب مبارک نقل کرتا ہوں قاضی سید نور اللہ بن شریف بن ضیاء الدین نور اللہ بن محمد شاہ بن مبارز الدین بن الحسین بن نجم الدین محمود بن احمد بن الحسین بن الحسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد ابی طالب بن ابراہیم بن یحییٰ بن الحسین بن محمد بن ابی علی بن حمزہ بن علی المرعش بن عبداللہ بن محمد الملقب بالسلیق بن الحسن بن الحسین بن امام علی زین العابدین بن الامام الحسین الشہید المظلوم جناب شہید علیہ الرحمہ کا یہ سلسلۂ نسب اٹھائیس واسطوں سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جناب سید الشہداء خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثناء تک پہونچتا ہے آپکی عظمت وجلالت کو عام اخوان مومنین کی آگاہی کے لئے حضرت جد علّام سید المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین ونقمتہ علی الجاحدین جناب مولانا السید حامد حسین الموسوی النیسابوری فردوس مآب طاب ثراہ صاحب عبقات الانوار کی ایک تحریر پر تنویر سے اخذ کرکے یہاں پیش کرتا ہوں وہی ہذہ ۔

"یہ جناب علّامہ شہید ۔ اور ولی رشید ۔ برگزیدہ وسعید ۔ بڑے عالم اور فائدہ بخشنے والے نہایت عالی فہم اور عمدہ کلام کرنے والے سردار بزرگ اور عالم متبحر اسرار کا سرچشمہ تھے انوار کے معدن تھے ۔ ان کے مقامات بلند اور ان کے کرامات روشن تھے اونھوں نے اصول و فروع دین کے مضبوط کرنے میں بڑی سعی کی علم کی قندیلیں اور شمعیں روشن کیں شریعت کے مکان محفوظ سے دشمنوں کو دور رکھا منازل بلند آخرت کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی شبہات شیاطین کو باطل کیا **احقاق حق** سے ہدایت کی راہیں واضح کیں نواصب کے ظلم ظاہر کر دیئے ان کو عذاب پاینده سے معذب کر دیا اون کے پوست شمشیر براں سے کھینچ لئے ان کو غم شدید میں مبتلا کیا اُن کے فضائل کا آوازہ تمام اطراف میں پھیل گیا ہر میدان اُن کے باران افادات سے سرسبز ہو گیا یہ بڑے سندی سید اور متکلم مستند تھے آپ بعہد جہانگیر بادشاہ علمائے مخالفین کے فتویٰ پر ۱۸ جمادی الآخرہ یوم جمعہ ۱۰۱۹ھ میں درّہ خاردار سے شہید کئے گئے سبب قتل تصنیف کتاب احقاق الحق ہے جیسا کہ جناب شیخ حرّ عاملی علیہ الرحمہ کتاب امل الآمل میں تحریر فرماتے ہیں وقتل بسبب تالیف احقاق الحق مادہ تاریخ وفات سے

عدن جائے میر نور اللہ شدہ

۱۰۱۹ ھ

سالِ ولادت ۹۵۶ھ مقام شوشتر ملکِ ایران — سالِ شہادت ۱۰۱۹ھ مقام آگرہ ملکِ ہندوستان

جناب شہید کا مزار فائض الانوار شہر آگرہ (اکرہ البلاد) میں واقع ہے سب سے پہلے جناب سید محمد موسوی نیشاپوری نے شہید علیہ الرحمہ کی شہادت کے ۱۶۹ سال بعد ۱۱۸۸ھ میں

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



اس روضۂ اقدس کی تعمیر کرائی یہ بزرگوار سادات موسوی نیشاپوری سے ہیں جو مقام نیشاپور ملک خراسان سے ہندوستان میں آئے تھے اولاً نواب شجاع الدولہ بہادر کی خدمت میں باریاب ہوئے بعد اوسکے نواب مرزا نجف خان کی رفاقت میں رہے اور نواب مذکور کی نظر توجہ سے اکبر آباد جو آگرہ کے نام سے مشہور ہے اوسکی صوبہ داری پر فائز ہوئے آپنے اپنے زمانۂ صوبہ داری میں اس عالم ربانی کے مشہد کی تعمیر فرمائی چنانچہ تاریخ مختصر سیر ہندوستان میں مرقوم ہے۔ مقبرۂ سید نور اللہ شستری بعمارت نفیس ومتین وباغ بسیار عمدہ وسرسبز ورنگین تعمیر وتعریض نمود۔ پھر امتداد زمانہ سے تعمیر میر منصور موسوی منہدم ہوگئی اور مزار اقدس ایک غیر آباد جنگل میں مدتوں ویران پڑا رہا جیسا کہ حضرت فردوس مآب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ جب ۱۲۰۰ھ میں آگرہ تشریف لائے اور مزار مقدس کی زیارت فرمائی تو اُس کی حالت جناب مرحوم نے اپنے مخلص مولوی علی حسن صاحب مرحوم کو تحریر فرمائی ہے اُسکے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں آگرہ میں ضریح مطہر ومنور قاضی نور اللہ نوّر اللہ مرقدہ وعظم مشہدہ کی زیارت سے فائز ہوا میری آنکھیں اُن کے مزار کے دیکھنے سے روشن ہوگئیں اور مجھ پر انوار حق اوسکی چمک سے نمایاں ہوگئے یہ قبر پاک ایسے حال میں ہے کہ اوس پر تعمیر کی زینت وآرائش کا سامان مطلقاً نہیں ہے وہ ایسے مقام غیر آباد بلکہ جنگل میں ہے کہ سوائے کوشش بلیغ سے تلاش کرنے والے کے اور کوئی اُس تک نہیں پہونچ سکتا عجب نہیں کہ اُس کا نشان بھی مٹ جائے اور کچھ خبر اسکی معلوم نہوا اس لئے کہ حق اس شہر میں نہایت پوشیدہ ہے اور اس شہر کے ظالم لوگوں پر جہل غالب ہے لیکن خدا تو اپنے نور کو پورا ہی کرکے رہیگا اور حق کا ظہور ضرور زیادہ ہوگا اس شہر کے اہل عناد سے اگر کوئی غریب اس قبر شریف کا پتہ پوچھتا ہے تو اُس کو نہیں بتاتے یا تو جہل کی وجہ سے یا دشمنی کے سبب سے باوصف علم کے انتہی بقدر الحاجۃ مزار مقدس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ۱۲۹۰ھ میں سید علی نقی صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر جعفری بہرسری نے بشرکت مومنین اسکو تعمیر کرایا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: http://www.jafrilibrary.com/



اور ۱۲۹۰ھ سے ۱۳۳۰ھ تک آگرہ و بیرونجات کے بعض مومنین نے مزار کی تعمیر و اصلاح میں کچھ توجہ فرمائی لیکن عام طور سے مومنین ہندوستان اس مزار مقدس کی برکات سے بالکل ناواقف تھے حسن اتفاق سے جناب آیۃ اللہ ناصر الملۃ مدظلہ العالی نے ۱۳۲۶ھ میں آگرہ تشریف لاکر مزار کی زیارت فرمائی اور اوسکی حالت ملاحظہ فرما کر کمال تاسف فرمایا اوس وقت جناب سید ناظم حسین مرحوم متولی تھے متولی صاحب کی توجہ پاکر حضور ممدوح نے وسائل ترقی مزار مبارک تجویز فرمائے اور یہ امر طے پایا کہ مزار مقدس پر جناب شہید ثالث کی کوئی مستقل یادگار قائم کی جائے جس کے ذریعہ سے اس مشہد کریم کی کما ینبغی شہرت ہو اور عام مومنین کی توجہ اسکی جانب مبذول ہو سکے لہذا جناب ممدوح کے ارشاد کے بموجب سالانہ مجالس یادگار کی بنا قائم کی گئی لیکن متولی صاحب کی خواہش پر کوئی بزرگوار اہل آگرہ و بیرونجات سے اس اہم خدمت کے بجالانے پر آمادہ نہوئے آخرکار متولی صاحب کی متواتر زبانی و تحریری اصرار کے بعد باجازت جناب ناصر الملۃ مدظلہ العالی انتظام مزار مقدس کے لئے اس حقیر کا انتخاب کیا گیا اور بمصداق قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند جملہ خدمات مزار بانتخاب عام جلسہ سالانہ راقم سطور کے سپرد کی گئیں جس کو سید ناظم حسین مرحوم متولی مزار اپنی تحریر مرقومہ ۲۶ رجب ۱۳۳۲ھ میں ارقام فرماتے ہیں۔ جب سے مزار اقدس میرے اہتمام میں آیا اور بعض حضرات کی خواہش ہوئی کہ اس کا انتظام بہتر طریقے سے ہونا چاہیئے اور میں خود اس کا ذمہ دار ہوں۔ تب میں نے خیال کیا کہ اس کام کو میں کسی عالم کے سپرد کروں تاکہ کسی صاحب کو کوئی موقع شکایت کا نہو پانچ چھ سال سے میں نے اکثر حضرات سے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن وہ بوجوہ چند آمادہ نہوئے چنانچہ میں نے عالی جناب مولانا سید حسن عباس صاحب قبلہ سے درخواست کی کہ وہ جلسہ کا انتظام فرماویں اور بطور سکریٹری کے جملہ امور کو اپنے ہاتھ میں لیں میری درخواست منظور ہوئی اور پہلا جلسہ باشان و شوکت صرف ممدوح کی کوشش و محنت کی وجہ سے مع الخیر انجام کو پہونچا بعدہ میں نے باصرار تمام سکریٹری صاحب کی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خدمت میں عرض کیا کہ وہ یہاں قیام فرما کر جملہ انتظامات و تعمیرات وغیرہ وغیرہ کو انجام دیں چنانچہ مومنین کی خوش نصیبی سے یہ معروضہ بھی قبول ہو گیا اور ایک انجمن بنام انجمن معین الزائرین آگرہ قائم ہو گئی اور جملہ آمدنی و اخراجات جناب سکریٹری صاحب کی زیر نگرانی ہونے لگے تعمیر مسافر خانہ و اہتمام مجالس وغیرہ سب سکریٹری صاحب کے انتظام میں ہے ایکسال تک نہایت عمدگی کے ساتھ یہ کارروائی چلتی رہی دوسرے جلسہ میں بکثرت زائرین قریب و بعید سے تشریف لائے جناب سکریٹری صاحب نے اسقدر محنت و جانفشانی سے کام کیا کہ کوئی معاوضہ دنیا میں اُس کا نہیں ہو سکتا ایک سال کے اندر جو ترقی ہر قسم کی ہوئی ہے وہ ظاہر و ہویدا ہے مسافر خانے تعمیر ہو گئے ہر پنجشنبہ کو مجالس باقاعدہ ہونے لگیں اور عام مومنین کو شوق پیدا ہو گیا ہے کہ مزار اقدس کو عالی شان بنایا جائے۔

حضرت ناصر الملۃ والدین کے اس احسان سے یہ حقیر کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتا کہ بعد قبول فرما لینے میری رائے کے جو جلسہ سالانہ کی بابت تھی جناب ممدوح نے میری دوسری خواہش کو بھی منظور فرما لیا اور اپنے پارۂ دل اور قوت بازو جناب صفوۃ الافاضل مولانا السید حسن عباس دام افضالہم کو حکم دیا کہ وہ اس تحریک میں شرکت فرما کر میرے ساتھ کام کریں۔ چنانچہ ممدوح نے شروع سے آخر تک جو کوشش بلیغ فرمائی وہ پوشیدہ نہیں حق یہ ہے کہ اس ذات بابرکات کے احسانات سے قوم کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتی خداوند عالم اس معدن خلق و احسان کو بتصدق ائمہ طاہرین قائم و سالم رکھے اور مدارج اعلیٰ پر فائز کرے۔

سید ناظم حسین متولی مزار اقدس۔ منقول از رسالہ الشہید آگرہ

الغرض ۱۳۲۱ھ سے ابتک کہ ۱۳۲۵ھ ہے ستائیس سال سے یہ حقیر مزار اقدس اور مومنین زائرین شہید ثالث علیہ الرحمہ کی خدمت کر رہا ہے اور جو جو صعوبات میں نے برداشت کئے ہیں اون کے لئے خدا سے طالب اجر ہوں کیونکہ وہ کسی عمل خیر کے اجر کو ضائع نہیں کرتا وَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادُ بہرحال بمصداق اول بہ آخر نسبتے دارد ابتدا میں بھی اس

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شہید راہ خدا کے مزار مقدس کو ایک جلیل القدر ایرانی النسل سید **موسوی نیشاپوری** نے آباد کیا تھا اور اس مشہد مبارک کی تعمیر فرمائی لیکن امتداد زمانہ سے وہ تعمیر منہدم ہوگئی اور تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد پھر زمانہ نے کروٹ لی اور اوسی نسل کے ایک **موسوی نیشاپوری** فرد فرید کے ہاتھوں یہ مشہد کریم منتہائے ترقی و عروج پر پہونچ گیا ہے یعنی اُس خاندان کے راس و رئیس فخر دودمان موسوی مرجع وملاذ دین نبوی حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب ناصر الملۃ والدین ایدہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی و نظر توجہ والتفات سے اس مشہد عظیم کی تعمیر و آبادی منصۂ ظہور میں آئی ہے جس سے شیعی دنیا کا ہر فرد واقف ہے اس **خاندان موسوی** کے مورث اعلیٰ **جناب ابوطالب سید شرف الدین** واقعۂ ہلاکو خاں کے بعد نیشاپور ملک ایران سے ۶۱۸ھ چھ سو اٹھارہ ہجری میں ملک ہندوستان میں تشریف لائے اور مقام **کنتور** کو اپنا مسکن و وطن بنایا جو کالنور علیٰ شاہق الطور مشہور نزدیک و دور ہے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء بالجملہ مجالس یادگار کی بنا قائم ہوگئی اور اسکی اصلی و اعلیٰ غرض یہ تھی کہ مومنین کی اعانت و توجہ سے مصنفات جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ کی اشاعت کی جائے چنانچہ جناب ناصر الملۃ مدظلہ العالی کے ایما و متولی صاحب مزار مقدس و دیگر حضرات کی فرمائش سے اشاعت مصنفات کی خدمت بھی اس نحیف کے سپرد کی گئی اور ۱۳۴۱ھ میں حقیر نے رسالہ آیہ تطہیر مصنفہ جناب شہید ثالث کا ترجمہ کیا۔ ترجمۂ رسالہ مذکورہ کے متعلق متولی صاحب عبارت ذیل تحریر کرتے ہیں "میں نے محسن قوم جناب صفوۃ الافاضل مولانا السید حسن عباس دام افضالہم سے عرض کیا کہ آپ کسی رسالہ کا ترجمہ فرماکر بسم اللہ کرکے اوسکو طبع کرادیجئے اس طور پر ترجمہ اور طبع کا کام جاری رہیگا چنانچہ ممدوح نے میری اس رائے کو قبول فرماکر نہایت حسن و خوبی کے ساتھ رسالہ آیۂ تطہیر کا ترجمہ مع حواشی و تفاسیر تیار کیا جسکو اس حقیر نے طبع کرادیا ہے"! اختر کو نین

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



سید ناظم حسین متولی مزار شہید ثالث۔"

وہ رسالہ طبع ہو کر شائع ہو گیا رسالہ مذکورہ کے چھ سو نسخے دفتر "الشہید" میں اس وقت بھی موجود ہیں اگر اُن کو ذی مقدار قوم خرید کر عام مومنین میں تقسیم فرما دیں تو یہ نشر فضائل اہلبیت علیہم السّلام کے سلسلہ میں بہترین خدمت ہو گی طبع رسالہ آیۂ تطہیر کے بعد بغرض اشاعت دیگر مصنفات شہید ثالث رسالہ "الشہید" آگرہ جاری کیا گیا اور اُس رسالہ کے ہمراہ کتاب مستطاب احقاق الحق جو جناب قاضی صاحب کے قتل وشہادت کا سبب ہوئی ہے اُس کا ترجمہ خلاصہ باب امامت بطور ضمیمہ شائع ہوتا رہا دلائل امامت جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی بہتّر دلیلیں طبع ہو چکی تھیں اور قریب تھا کہ یہ باب امامت پورا ہو جائے لیکن افسوس ہے کہ نامساعدت زمانہ سے رسالہ "الشہید" بند ہو گیا اور مترجم کی چھ برس کی محنت شاقہ ناتمام رہ گئی گیارہ سال کی مدت مدید گذرنے کے بعد بمفاد للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید اس عاجز و نحیف نے پھر اس امر اہم کے اتمام کا قصد کر لیا حق سبحانہ وتعالیٰ کا کمال تفضل واحسان ہے کہ باوجود تواتر آلام واسقام وہجوم افکار بطفیل حضرات ائمہ معصومین اطہار سلام اللہ علیہم ما اتصل اللیل والنہار۔ ترجمہ کو تمام کیا مخفی نہ رہے کہ ترجمہ مذکورہ میں بعض فوائد ایسے درج کئے گئے ہیں جو ناظرین وطلبۂ علوم دین مبین کے لئے بیحد نافع ہوں گے اور ایک خصوصیت خاصہ اس ترجمہ کو یہ بھی حاصل ہے کہ جناب آیۃ اللہ ناصر الملۃ والدین صدر المحققین سلطان الفقہاء والمتکلمین مولانا السید ناصر حسین الموسوی النیشاپوری مجتہد العصر ایدہ اللہ تعالیٰ وادام وجودہم العالی بتعاقب الایام واللیالی نے من اولہ الی آخرہ ملاحظہ فرما کر اپنی شرف اصلاح سے مشرف فرمایا ہے وکفی بذلک شرفاً وفضلاً میری بڑی فروگذاشت ہو گی اگر میں الحبر العلّام والبحر القمقام سلالۃ العلماء الاعلام وقدوۃ المتکلمین الناصرین الدین سید الانام الاخ الرشید والماجد الصندید مولانا السید محمد نصیر الموسوی النیشاپوری دامت معالیہم السامیہ کے اس امتنان کو بیان نہ کروں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہ ممدوح نے اس کتاب کے ترجمہ میں اس حقیر کو اکثر اوقات اپنے مشاغل علیہ کا حرج کرکے اعانت میں دریغ نہیں فرمایا خداوند عالم عزیز موصوف کو اس کا اجر کامل عطا فرمائے اور اُن کی عمر و علم و کمال کو یوماً فیوماً زیادہ کرے انہ ولی الاجابۃ اب میں بکمال عجز و خلوص خدا سے اعانت طلب کرکے اس ترجمۂ احقاق الحق کو بارگاہ عرش پناہ جناب امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب وصی حضرت ختم المرسلین علیہ وآلہ آلاف السّلام من اللہ الملک الحق المبین میں پیش کرتا ہوں اور یہ میرے افتخار کے لئے کافی ووافی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا

ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

لکھنؤ۔ ۱۵ ماہ صیام ۱۳۵۸ھ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


# اعلام

بالفعل کتاب مستطاب احقاق الحق تصنیف فخر العلماء والمجتہدین رئیس المتکلمین السید نور اللہ الشوشتری الحسینی المرعشی رحمہ اللہ کے بعض مباحث کا ترجمہ شائع کرنا مطلوب ہے اس ترجمہ میں اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اصل عبارت عربی کی شائع نہ ہوگی بلکہ اس کتاب کے وہ مضامین جن سے عامۂ مومنین کو دلچسپی ہوگی بطور خلاصہ عام فہم ترجمہ کرکے شائع کئے جائیں گے چونکہ ہم کتاب احقاق الحق کے مبحث امامت کو بطور تلخیص ترجمہ کریں گے لہذا اس سلسلہ کو حقائق الاحقاق کے نام سے موسوم کرتے ہیں امید ہے کہ ان مضامین سے مومنین بالیقین مستفید ہوکر محظوظ و بہرہ ور ہوں گے اور خدا سے دعا فرمائیں گے کہ وہ مجھے اس امر خیر و مبارک میں موفق فرمائے بحق محمد و آلہ المعصومین علیہم السّلام الی یوم القیام اس کتاب میں پہلے جناب علامہ حلی حلہ اللہ دار السّلام کی کتاب کشف الحق و نہج الصدق کی عبارات نقل کی گئی ہے اُسکے بعد **فضل بن روزبہان** کا جواب جس کا نام اُس نے ابطال الباطل رکھا ہے درج کیا گیا ہے پھر اس کے بعد **جناب قاضی سید نور اللہ شہید ثالث** علیہ الرحمہ نے کتاب ابطال الباطل کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



# مبحث امامت

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

پانچواں مسئلہ امامت کے بیان میں ہے اور باب امامت میں چند مباحث ہیں اول یہ کہ امام کے لئے واجب ہے کہ وہ معصوم عن الخطا ہو فرقۂ امامیہ اس امر کا قائل ہے کہ مثل انبیاء کے ائمہ علیہم السّلام کے لئے واجب ہے کہ وہ معصوم ہوں تمام بری باتوں اور جملہ فواحش سے ابتدائے عمر سے آخر تک عمداً ہوں یا سہواً اس وجہ سے کہ وہی ائمہ علیہم السّلام حافظان شریعت اور اس کے قائم کرنے والے ہیں قیام و حفظ شریعت میں اُن کا حال مثل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور امام علیہ السّلام کی حاجت اور ضرورت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ ظالم اور مظلوم کے درمیان میں انصاف کرے فسادات کو دور کرے اور مادّہ فتنہ کو قطع کرے اور وجود امام ایک لطف باری تعالیٰ ہے کہ جو ظالم کو ظلم و تعدی کرنے سے باز رکھتا ہے اور تمامی مردم کو طاعت الٰہیہ کی طرف رغبت دلاتا ہے اور محرمات پروردگار عالم سے اجتناب کرنے کا حکم کرتا ہے اور حدود و فرائض کو قائم فرماتا ہے اور اہل فسق سے مواخذہ کرتا ہے اور جو لوگ بسبب اپنے افعال کے موجب تعزیر ہوتے ہیں اُن کو سزا دیتا ہے پس اگر امام کے لئے معصیت جائز ہوتی اور اس کی ذات سے صدور معصیت روا ہوتا تو جسقدر فوائد اوپر بیان ہوئے سب معدوم ہو جاتے اور ایسی حالت میں ایک دوسرے امام کی حاجت ہوتی اور جب اس سے بھی معصیت ظاہر ہوتی تو ایک تیسرے ہادی اور امام کی ضرورت لاحق ہوتی اور اسی طرح سلسلہ چلا جاتا اور تسلسل باطل ہے فرقۂ اہلسنت نے اس امر میں مخالفت کی ہے اور وہ اس کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


قائل ہوئے ہیں کہ خواہ اہل فسق ہوں یا خدا کے عصیان کرنے والے یا چوری کرنیوالے ہوں سب کے لئے جائز ہے کہ وہ امام خلق ہو سکتے ہیں جیسا کہ علاّمہ زمخشری نے کہ جو اہل سنت کے افضل علماء میں سے ہیں اسکی مثال میں دوانیقی کو جو لقب منصور سے مشہور ہے ورد بیان کیا ہے پس کون عاقل اس بات پر راضی ہوگا کہ اپنے امور دینی اور تقرب باری تعالیٰ کے لئے ایسے شخص کا مطیع و منقاد ہو کہ جو ہمہ وقت فسق و فجور کا مرتکب ہوا اور اقسام فواحش میں ڈوبا ہوا رہے اور وہی عاقل اُن خدا کے خاص بندوں سے اعراض کرے کہ جو اُسکے مطیع بنارے اور زہد و عبادت میں نہایت درجہ سعی کرنے والے ہوں حالانکہ خداوند عالم نے اس امر کو بُرا ظاہر کیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے امّن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائماً یحذر الاٰخرۃ ویرجو رحمۃ ربّہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکرا ولوا الالباب خدا فرماتا ہے کہ آیا وہ شخص جو خضوع کرتا ہے ساعات لیل میں اور سجدہ کرتا ہے اور قیام کرتا ہے اور روز آخرت سے خوف رکھتا ہے اور اپنے پروردگار سے رحمت کا امیدوار ہے کہد واے رسول کہ نہیں برابر ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم سے بے بہرہ ہیں اور اس امر کو صاحبان عقل و فہم ہی سمجھتے ہیں نہ غیر۔ اور اشاعرہ کے قواعد پر یہ امر درست نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کے مذہب میں خود باری تعالیٰ سے (صدور قبائح) بری باتوں کا صادر ہونا جائز ہے اور منجملہ اُنھیں قبائح کے (کذب) یعنی جھوٹ بولنا ہے پس اس آیہ مبارکہ میں کذب جائز ہوگا حالانکہ باری تعالیٰ کذب سے بری ہے تعالیٰ عن ذلک علواکبیرا لیکن اور باقی فرقے پس اُن کے مذہب میں مفضول کو فاضل پر مقدم کرنا جائز ہے لہذا اس امر کو قبیح سمجھنا اُن کے قول کے موافق بھی درست نہ ہوگا پس ظاہر ہوا کہ اہل سنت کے دونوں فریق یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ دونوں مخالف ہیں کتاب عزیز کے (یعنی قرآن مجید کے) ختم ہوا قول علامہ حلی رحمہ اللہ۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



# قول ابن روزبہان

مبحث امامت فرقہ اشاعرہ کے نزدیک اصول دین وعقائد سے نہیں ہے

بلکہ اشاعرہ امامت کو فروع دین سے جو کہ افعال مکلفین سے متعلق ہے سمجھتے ہیں اور منصب امامت اشاعرہ کے نزدیک خلافت رسول ہے دین کے قائم کرنے اور ملت کی حفاظت کرنے کے لئے اس حیثیت سے کہ امام کا اتباع تمامی امت پر واجب ہے اور شرائط اُس امام کے جو امامت کا مستحق واہل ہو یہ ہیں کہ وہ اصول وفروع دین میں مجتہد ہو تاکہ امور دین کی اقامت کر سکے تدبیر حرب وترتیب جیوش کے لئے صاحب رائے وبصیرت ہو۔ شجاع وقوی القلب ہو تاکہ اسلام سے دشمن کو دفع کرے عادل ہو ظلم وجور نہ کرتا ہو کیونکہ شخص فاسق اموال عشیرہ کو اغراض نفسانیہ میں صرف کریگا اور عادل ہمارے نزدیک وہ شخص ہے جو گناہان کبیرہ کا مرتکب نہوتا ہو اور صغیرہ پر مصر نہو۔ امام کو عاقل ہونا بھی ضروری ہے تاکہ اُس میں تصرفات عشیرہ کی صلاحیت پائی جائے اور وہ امام بالغ ہو کیونکہ طفل کی عقل ناقص ہوتی ہے وہی امام مرد ہو کیونکہ عورات ناقص العقل والدین ہوتی ہیں اور وہ مرد آزاد ہو اور قبیلہ قریش میں سے ہو پس جو شخص ان تمام صفات کا جامع ہو گا وہی امامت اور ریاست کبریٰ کے اہل ولائق ہے لیکن امام کے لئے مرتبہ عصمت کا لازمی ہونا پس یہ شرط فرقہ شیعہ امامیہ اور فرقہ اسمعیلیہ نے ضروری قرار دی ہے اور استدلال کیا ہے اس شخص نے (یہ قول ہے ابن روزبہان کا جو جناب علامہ حلی رحمہ اللہ کے لئے اپنی کتاب ابطال الباطل میں لکھتا ہے) بحث امامت پر عصمت کے ساتھ کہ امام کی طرف آدمیوں کو امور مذکورہ بالا میں حاجت ہوتی ہے اور اگر امام کے لئے معصیت جائز ہوتی اور اُسکی ذات سے صدور معصیت روا ہوتا تو یہ فوائد باقی نرہتے اور ہم کہتے ہیں کہ علامہ حلی عصمت سے کیا مراد لیتے ہیں اگر اُنہوں نے عصمت سے مراد لیا ہے کہ امام تمام احوال میں صغائر وکبائر سے اجتناب کرتا ہو پس

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس کو ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں کیونکہ امام سے بعض گناہان صغیرہ کا صادر ہونا کہ جو اُسکے لئے معاف ہیں با وصف اسکے کہ وہ گناہان کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے اس امر کی نفی نہیں کرتا ہے کہ وہ امام مظلوم وظالم کے درمیان میں انصاف نہ کر سکے اور باقی امور مذکورہ کو بجا نہ لا سکے اور اگر ارادہ کیا ہے علامہ حلی نے وجود اصل ملکہ کا جو مانع ہوگا فجور سے پس ہم بھی اسی عصمت کے قائل ہیں اور اسکے وجوب کو امام کے لئے شرط جانتے ہیں کیونکہ ہمنے اوپر شرط کی ہے کہ امام عادل ہوگا اور شخص عادل وہی ہے جسکے لئے ایسا ملکۂ عصمت حاصل ہو جو ارتکاب فجور سے مانع ہو اور امام سے بعض گناہان صغیرہ کا صادر ہونا بعض اوقات میں ملکۂ عصمت کو باطل نہیں کرتا کیونکہ ملکہ ایک کیفیت راسخہ ہے جو نفس میں پیدا ہو جاتی ہے کہ جب ارادہ کیا جاتا ہے کسی فعل کے صدور کا تو وہ بلا مشقت وکلفت وفکر صادر ہوتا ہے اور کسی فعل کا خلاف ملکۂ راسخہ صادر ہونا اُس ملکۂ راسخہ کی نفی نہیں کرتا ہے کیونکہ انسان عوارض سے خالی نہیں ہے مثل اسکے کہ کسی شخص میں ملکۂ عفت وشجاعت خلقی ہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ اُس سے کبھی خلاف ملکہ بعض امور صادر ہوں اور باوصف صادر ہونے ان امور کے اُسکی ذات سے ملکۂ راسخہ زائل نہیں ہوتا ہے لہذا عصمت کہ جو ملکۂ راسخہ کے معنوں میں ہے وہ اُس شخص کے لئے حاصل ہے جو کبائر سے اجتناب کرتا ہو اور اُس کے ترک پر مصر ہو اگرچہ اُس سے کسی وقت میں بعض صغائر نادراً سرزد ہو جاتے ہوں پس مسئلہ عصمت میں جو اشکال تھا وہ جاتا رہا اور اب تسلسل لازم نہ آئے گا جیسا کہ علامہ حلی نے ذکر کیا ہے لیکن علامہ نے یہ جو کہا ہے کہ اہل سنت نے امر عصمت میں اختلاف کیا ہے اور اسکے قائل ہوئے ہیں کہ سارقین وفاسقین کے لئے امامت جائز ہے پس تجھکو معلوم ہے کہ یہ امر علامہ حلی کے افترا ات میں سے ہے جو اُنھوں نے اہل سنت پر کیا ہے کیونکہ کتب اہل سنت اس بات کے ذکر سے مملو ہیں کہ ائمہ کے لئے عدالت واجب ہے پس شخص فاسق کے لئے اہل سنت کے نزدیک کیونکر جائز ہوگا کہ امام ہو حالانکہ وہی شخص فاسق ضد ہے شخص عادل

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کا پس معلوم ہوا کہ علامہ حلی نے اہل سنت پر کذب و افترا کیا ہے اور باقی امور جو اُن کے کلام میں مذکور ہوئے ہیں اُن کے جوابات کو تو مکرر معلوم کر چکا ہے۔ ختم ہوا خلاصہ قول ابن روزبہان کا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ابن روزبہان کے اس قول میں کئی وجوہ سے نظر ہے لیکن پہلا امر جو اُس نے ذکر کیا ہے کہ مبحث امامت اشاعرہ کے نزدیک اصول دین سے نہیں ہے بلکہ اُن فروع سے ہے جو متعلق ہیں افعال مکلفین سے الی آخر الکلام پس یہ دلیل ہے علمائے اہل سنت کی عدم دیانت اور عدم اطلاع کی حقائق اصول دین پر کیونکہ انکار اُن لوگوں کا امامت کے اصل ہونے سے ایک مکابرہ ہے جو مردود ہے اس امر سے جسکو علامہ حلی نے ذکر فرمایا ہے کہ ائمہ حافظان شریعت اور اُس کے قائم کرنے والے ہیں اور ان ائمہ علیہم السّلام کی حالت مثل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور چونکہ یہ دلیل نہایت قوی تھی اسی وجہ سے ابن روزبہان نے اسکے جواب سے اغماض کیا اور نہایت تعجب ہے کہ علماء اہل سنت نے امامت کے فروع دین سے ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے یہاں تک کہدیا ہے کہ اس امر سے نہ بحث کرنا واجب ہے اور نہ اس میں حق کا طلب کرنا ضروری ہے بلکہ اس مسئلہ میں تقلید کافی ہے لہذا اس مسئلہ میں مخالفت کرنے والا کافر نہیں ہے بلکہ ان کے ظاہر اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخالف فاسق بھی نہیں ہے اور اس امر کا التزام محض اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اُن کے لئے ثبوت امامت بانتخاب میں سہولت ہو جائے اور نص اور اعتبار کی ضرورت باقی نہ رہے اور نیز فائدہ اس کا یہ ہے کہ جو حقوق اُنھوں نے ائمہ کے خلفاء کو دیدیئے ہیں اور جو احادیث کہ آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کر دیئے ہیں اُن کا فساد معلوم نہو۔

پھر اُنھوں نے اس امر کا مناقضہ کیا ہے اور اس بات کی تصریح کی ہے کہ حقوق نبوت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حمایت بیضۂ اسلام میں اور حفظ شریعت میں اور نصب رایات ونشانات جہاد کفار اور اہل بغاوت میں اور مظلوم کے لئے انصاف کرنے میں اور نیکی کے نافذ کرنے اور بدی کے دور کرنے میں اور علاوہ اسکے جو امور توابع منصب نبوت سے ہیں وہ سب امامت کے لئے ثابت ہیں کیونکہ مرتبۂ امامت خلافت نبوت ہے اور بسبب دلیل قول باری تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے پس اولی الامر وہی امام ہے بالاتفاق اور اُسی امام کی معرفت واجب ہوگی اصالۃً نہ من باب المقدمہ۔

اور اس دلیل سے کہ اہلسنت نے اپنی کتب میں روایت کیا ہے مثل حمیدی کے کتاب جمع بین الصحیحین میں تحقیق فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص مرجائے اور امام زمانہ کو نہ پہچانتا ہو اُسکی موت جاہلیت کی ہوگی اور یہ روایت نص صریح ہے اس بارے میں کہ مرتبۂ امامت اصول دین سے ہے بسبب اس علم ضروری کے کہ جاہل کسی امر کا فروع دین سے اگرچہ وہ امر واجب ہو اُسکی موت جاہلیت کی موت ہوگی اسلئے کہ اُس شئے کا جاہل ہونا اُسکے اسلام میں موجب قدح نہیں ہے اور امام زمانہ سے قرآن مجید مراد نہیں ہے جیسا کہ اہلسنت نے گمان کیا ہے ورنہ اُس کا سیکھنا واجب ہوگا ہر شخص پر (یعنی تمام اُسکے حقائق کا دریافت کرنا اور سمجھنا ہر ہر شخص کے لئے واجب عینی ہوتا) اس وجہ سے قرآن مجید مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام کی اضافت کی ہے زمانہ کی طرف اور اس میں یہ دلیل ہے کہ ہر زمانہ کے اہل کے لئے ایک امام مخصوص ہوگا کہ جس کی معرفت اہل زمانہ پر واجب ہوگی اور اس قول کی بنا پر کہ امام زمانہ سے مراد تمام قرآن مجید ہے یا بعض قرآن مثل سورۂ فاتحہ کے اس تخصیص کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا خاص کر مذہب حنفی کی بنا پر کہ وہ تعلم قرآن کو واجب نہیں جانتے ہیں اور نہ فاتحہ کتاب اور نہ کسی دوسرے حصۂ قرآن کو بلکہ وہ اس بات کا حکم کرتے ہیں کہ زبان فارسی میں (مدہامتان کا ترجمہ) دو برگ سبز کہہ لینا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کافی ہے جیسا کہ جمہور علماء میں مشہور ہے پس یہ تاویل مقتضائے حدیث کے مطابق نہ ہوگی قطعاً بلکہ کتاب منہاج کے مبحث اخبار میں قاضی بیضاوی نے اور ایک جماعت نے اُس کے شارحین میں سے اس امر کی تصریح کی ہے کہ مسئلہ امامت اعظم مسائل اصول دین سے ہے کہ جس کی مخالفت کرنا موجب کفر و بدعت ہے اور مذہب حنفیہ میں سے استروشنی نے اپنی کتاب فصول میں بیان کیا ہے کہ جو شخص ابوبکر کی امامت کا قائل نہیں وہ کافر ہے بلکہ اہل سنت اس امر میں اپنے فعل سے بھی مناقضہ کرتے ہیں کیونکہ ارادہ کرتے ہیں اُس شخص کے قتل کر دینے کا جو ابوبکر کو امام نہیں جانتا یا یہ کہتا ہے کہ میں اس کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ امیر المومنین علیہ السلام بلا واسطہ خلیفہ نبی صلعم ہیں بسبب اُس گمان کے کہ جو میرا ہے یا بسبب تقلید بعض مجتہدین کے بہرحال اگر مسئلہ امامت فروع دین سے ہوتا تو اس میں مجتہد کا گمان کافی تھا یا تقلید غیر کی پس ایسی حالت میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس مجتہد کو جس نے ایک گمان کیا ہے خاطی کہا جائے یا یہ کہ وہ قائل ہوا ہے ایسے امر کا جو گذر گیا نہ یہ کہ وہ اس امر کے قائل ہونے سے قتل کیا جائے حالانکہ فتوے اہلسنت بلکہ فعل اُن کا اس حکم کے خلاف ہے (یعنی اہل سنت اہل تشیع کو بسبب خلیفہ بلافصل جاننے امیر المومنین علیہ السّلام کے واجب القتل جانتے ہیں)

اور استدلال کیا ہے صاحب کتاب مواقف اور شرح مواقف نے دلیلوں سے امامت کے فروع ہونے پر اس دلیل سے کہ نصب کرنا امام کا اُمت پر واجب ہے ازروے سمع کے دو وجہوں سے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ صدر اول میں مسلمین کا اجماع متواتر ہوا کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی وقت کا امام زمانہ سے خالی ہونا ممنوع ہے یہاں تک کہ ابوبکر نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور اس دین کا قائم رکھنے والا کوئی شخص ضروری ہے پس تمام لوگ ابوبکر کے قول کی طرف متوجہ ہوگئے اور مہمات امور مثل دفن جناب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نماز اور تعزیت وتسلیہ اہلبیت سب کو ترک کر دیا اور خلفاء کے بعد سے اس وقت تک ہر زمانہ میں لوگ اسی امر پر قائم ہیں کہ ایک نہ ایک امام کا نصب کرنا واجب ہے کہ جو قابل اتباع ہو۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طریقہ سے امام بنا لینے میں دفع ضرر مظنون ہے اور دفع ضرر واجب ہے۔ اجماعاً۔

اور بیان اس کا یہ ہے کہ ہم نے اُس علم سے جو قریب بداہت ہے جان لیا ہے کہ مقصود جناب شارع علیہ السّلام کا بنا شریعت سے خلائق کے امور معاش ومعاد کے وہ مصالح ہیں کہ جن کا فائدہ اُنھیں خلائق کی طرف عائد ہے ختم ہوا کلام صاحب شرح مواقف کا۔

جناب قاضی سید نوراللہ شستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دلیل میں بہت سے وجوہ خلل وفساد کے موجود ہیں لیکن خلل اس استدلال کا کہ نصب امام امت پر واجب ہے پس وہ اسلئے ہے کہ یہ دعویٰ مصادرہ علی المطلوب ہے کیونکہ واجب ہونا نصب امام کا امت پر مبنی ہے اس امر پر کہ مسئلہ امامت فروع دین سے ہو باوصف اس امر کے کہ وجوب سمعی منحصر ہے کتاب وسنت واجماع میں اور یہ سب چیزیں باعتراف خصم اس مقام پر مفقود ہیں جیساکہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

اور نیز یہ کہ وجوب نصب امام امت پر مقتضی ہے اس بات کا کہ جب وہ کسی امام کی امامت پر متفق نہوں تو انعقاد امامت نہوگا بلکہ نصب امامت میں پے درپے اعادۂ نظر واجب ہوگا اور کبھی اس نظر کے اجماع سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کیونکہ اکثر اُن میں اختلاف آراء بھی ہوتا ہے اور یہ امر امامت کو امت کی رائے پر معلق کرنے کو باطل کرتا ہے ورنہ نصب امام کا متعذر ہونا لازم آئے گا یا ہر فریق کی اپنی رائے پر عمل کرنے کا جواز لازم آئے گا پس اس صورت میں ہر فریق کا منصوب کیا ہوا امام خاص اُس فریق کا امام ٹھیریگا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور یہ امر باطل ہے لیکن قول شارح مواقف کا کہ مسلمین کا بہ تواتر اجماع ہے محال ہونے پر خالی ہونے وقت کے امام سے تو یہ اسلئے باطل ہے کہ ممنوع ہونا خلو زمانہ کا امام سے عام ہے اس سے کہ وہ امام منصوب من اللہ والرسول ہو یا منجانب امت ہو اور دلالت عام کو خاص پر نہیں ہے پس حاصل مطلوب نہ ہوگا باوصف اس امر کے کہ اجماع جو ذکر کیا گیا ہے وہ حجت ہے خلاف پر انہیں اہل تسنن کے اور مفید نہیں ہے کیونکہ ہم بہت سے زمانوں کو پاتے ہیں کہ جو خالی رہے اُس امام سے کہ جو جامع ہو شرائط معتبر کا جیسے کہ قرشی ہونا جو اُن کے نزدیک بالاتفاق ضروری ہے اور عادل ہونا اور مجتہد ہونا کہ جس میں اختلاف ہے (یعنی بہت سے زمانوں میں ایسے خلیفہ رہے کہ جو نہ قرشی تھے نہ عادل تھے اور نہ مجتہد تھے) اور اس بات کا قائل ہونا کہ ایسا امام کسی غیر معلوم گوشۂ دنیا میں موجود ہوگا مکابرہ ہے لیکن یہ قول اُس کا کہ تمام لوگوں نے ابوبکر کے قول کی طرف سبقت کی پس یہ باطل ہے اسلئے کہ یہ کل در حقیقت بعض تھے کل اصحاب کے باتفاق اہل اسلام پس تمام لوگوں کے نزدیک یہ سبقت ہر شخص پر حجت نہ ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مبادرت امام منصوب من اللہ والرسول کے تفحص کے لئے ہو۔

اور اُس کا یہ قول کہ لوگوں نے اہم امور کو ترک کر دیا پس یہ باطل ہے اسلئے کہ جس نے ترک کیا امام کو اور دفن رسول کو وہ جائر (یعنی ظلم کرنے والا) اور جاہل و زندیق تھا نہ عالم و عادل اور نہ صدیق۔

اور فرقہ شیعہ ان لوگوں کے اس فعل سے اُن کے عصیان پر استدلال کرتے ہیں بلکہ اُن کا یہ فعل دلیل اُن کے عدم ایمان کی ہے اور اُنہوں نے اپنے اس فعل سے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اہل سنت ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی مغفور پر نماز پڑھے تو اُسکے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں پس اگر وہ لوگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے تصدیق کرنے والے تھے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تو ہرگز آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین و نماز سے کہ جو موجب سعادت کبریٰ و مغفرت عظمیٰ تھی اعراض نہ کرتے کیونکہ امور دین و دنیا میں مصلحت و مشورہ ایک یا دو دن کی تاخیر سے فوت نہ ہوتا پس اگر اُن اصحاب کو کچھ بھی ایمان و مروت کا پاس و لحاظ ہوتا تو وہ آنحضرت صلعم کی نماز تک ضرور صبر کرتے اور اہلبیت علیہم السلام کو اس مصیبت عظمیٰ میں تعزیت دیتے اُسکے بعد اُن حضرات کو اپنے مشورہ میں شریک کرتے کیونکہ نزاع امر خلافت میں اُنھیں کے ساتھ تھی یہی وجہ ہے کہ جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیونکر شوریٰ صحیح ہوگا جبکہ اصلی شوریٰ دینے والے اُس میں موجود نہوں اور کس قدر تعجب ہے کہ فیصلہ امر خلافت کیونکر واجب فوری ہو گیا حالانکہ جب قبل وفات آنحضرت صلعم نے بحالت مرض ارادہ فرمایا کہ اس معاملہ میں ایک تحریر لکھدیں تو اُسکو عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر منع کر دیا جیسا کہ اس کا بیان عنقریب آئے گا۔

اور یہ جو شارح مواقف نے بیان کیا ہے کہ خلفا کے بعد سے اس وقت تک نصب امام کے لئے یہی طریقہ جاری ہے پس یہ ایک مکابرہ ہے اور خلاف اس کا ظاہر ہے جو کسی شخص سے مخفی نہیں۔

اور یہ جو اُس نے کہا ہے کہ اجماع سے امام بنا لینے میں دفع مظنون ہے پس یہ اسلئے باطل ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور آنحضرتؐ کی غیبت میں اس طرح سے امام کے نصب کرنے میں ضرر مظنون ہی نہیں ہے بلکہ یقینی ضرر ہے۔

اور یہ جو شارح مواقف نے بیان کیا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ مقصود شارع علیہ السّلام کا صلاح معاش و معاد خلق ہے جس کا فائدہ اُنہیں کی طرف عائد ہوتا ہے پس یہ استدلال اسلئے باطل ہے کہ یہ قول باوجودیکہ اُسکے مقصود پر دلالت نہیں کرتا ہے اس میں اس بات کا اعتراف ہے کہ افعال باری تعالیٰ مُعلّل بالاغراض ہیں کیونکہ مقصود حق سبحانہ تعالیٰ اُس کے فعل کا موجب نہیں ہوتا ہے یہ ایک صریح مکابرہ ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اُن امور سے جن کو ہمنے بہ تفصیل بیان کیا یہ امر محقق ہوگیا ہے کہ مرتبہ امامت خلافت نبوت اور قائم مقام درجۂ نبوت ہے جیسا کہ اس کی طرف جناب مصنف رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اور جب یہ امر مسلم ہے تو جسقدر دلائل و براہین وجوب نبوت کے حکمت خدا میں ہمنے بیان کئے ہیں وہی بعینہ وجوب امامت پر حکمت خدا میں دلیل ہونگے کیونکہ منصب امامت منصب نبوت کے مثل ہے اور نبوت و امامت میں کوئی فرق نہیں ہے بجز اسکے کہ نبوت میں القاء وحی الٰہی بلاواسطہ ہوتا ہے اور اسی طرح کلام ہے اُن شرائط میں کہ جو معتبر ہیں ہمارے نزدیک نبی میں ۔

اور ابن روزبہان نے امام کیلئے جو شرط اجتہاد کا ذکر کیا ہے پس یہ دلیل مردود ہے اس طور پر کہ مرتبہ امام درجۂ اجتہاد سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے جس طرح سے کہ مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ اجتہاد سے بلند و برتر ہے جیسا کہ آیندہ مباحث اصول فقہ میں وہ دلائل مذکور ہوں گے جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں اور اُنہیں دلائل میں سے یہ امر ہے کہ اجتہاد کبھی خطا کرتا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطا کا واقع ہونا ہمارے نزدیک محال ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی عصمت ثابت ہے جیسا کہ اس کا بیان سابقاً گذرا اور اسی طرح ہوگا امام کہ جو قائم مقام رسول صلعم ہے یعنی امام سے بھی صدور خطا محال ہے اور اس کا بیان بھی اوپر مذکور ہوا ہے ۔ اور اس لئے بھی صدور خطا امام سے محال ہے کہ وہ اگرچہ موید بالوحی نہیں ہے لیکن اُس کو الہام ہوتا ہے اور وہ لوح محفوظ[1] کا مطالعہ کرتا ہے لیکن اہل سنت کا امام کے لئے یہ شرط کرنا کہ وہ بصیر

---

[1] اہل سنت کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ اولیا خدا لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں چنانچہ شیخ عنافیری نے یہ کہا ہے کہ لایکون الولیّ ولیاً حتی تری ما فی اللّوح المحفوظ یعنی ولی ولی نہیں ہوسکتا جب تک کہ مطالعہ لوح محفوظ کا نکرے دیکھو مقالید الاسانید ابو مہدی عیسیٰ بن محمد الثعالبی احوال ابن حجر عسقلانی ۱۲ مترجم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بہ تدبیر حرب ہو پس یہ شرط شرائط عصمت سے ہے اسلئے کہ معصوم مؤید بالعقل ہے بداہۃً اور بصارت کا ضروری ہونا ضروریات دین سے ہے اور اسی طرح سے شرط شجاعت ہے اور شاید کہ ابن روزبہان نے جب کہ یہ دیکھا کہ دعویٰ شجاعت کا ابوبکر و عمر و عثمان سے مشکل ہے اس لئے کہ وہ بارہا غزوات سے فراری ہوئے ہیں اور بہت دور نکل گئے ہیں اس لئے اپنے قول کے آخر میں شرائط امام میں قوی القلب ہونا بیان کیا ہے تاکہ جب کوئی شخص اسپر بوقت دعویٰ شجاعت اصحاب ثلثہ اعتراض کرے تو اسکو اس امر کی طرف فرار ممکن ہو اور قوت قلب کو بطریق قیاس علیٰ یا مثل اسکے جیسے کوئی تاریکی میں تیراندازی کرے اس طرح بیان کرتا ہے کہ قوت قلب جو منشاء شجاعت ہے اور ایک امر غیبی ہے کہ جس کو بجز خدا کے دوسرا نہیں جانتا ہے وہ اصحاب ثلثہ کے لئے حاصل تھی اگرچہ اس قوت قلب کے آثار و لوازم اُن میں ظاہر نہ تھے حالانکہ یہ تقریر باطل ہے لیکن امام کے لئے عدالت کا شرط ہونا پس امام کو بے پرواکرتی ہے وہ شے جس کی ہم نے امام میں شرط کی ہے یعنی عصمت اُس شے سے کہ جو کمتر ہے مرتبہ میں یعنی عدالت اور یہ جو بیان کیا ہے کہ امام کے لئے عدالت و عدم ظلم و جور شرط ہے تو اس استدلال میں جو اعتراض ہے وہ مخفی نہیں ہے اس لئے کہ دلیل اسکی مدعا سے خاص تر ہے (یعنی مال کا اغراض نفسانیہ میں صرف کرنا یہی سبب اشتراط عدالت کا نہیں ہے بلکہ امام کا تمام نقائص و گناہوں سے بری ہونا لازم ہے۔

اور امام کے آزاد ہونے کی شرط پس اُس میں کسی کو کلام نہیں ہے اور قریشی ہونے کی بھی شرط درست نہیں ہے لیکن ہمارے ائمہ اثنا عشر قریشی ہیں اور پھر بنی ہاشم ہیں اور پھر بنی عبدالمطلب ہیں اور پھر آل نبی صلوات اللہ علیہ وآلہ بھی ہیں۔

دوسرے ابن روزبہان کا یہ قول کہ استدلال کیا ہے علامہ حلی نے کہ حاجت امام کی طرف ان امور میں ہے اُسکے آخر قول تک معہ اعتراض و تردید کے باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ہے منع لزوم سے وہ منع ہے اُس دعویٰ کا جس پر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دلیل قائم ہو چکی ہے پس یہ منع قانون مناظرہ سے خارج ہوگا۔
اور ثانیاً اُس کا قول اس وجہ سے باطل ہے کہ ہم اولاً پہلی شق کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس منع کو اس نے ذکر کیا ہے اُسکے لزوم کو ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں لیکن منع کرنا واسطے وجوب اجتناب صغائرہ سے جیساکہ اُس کا قول اس پر دلیل ہے کہ صدور بعض صغائر کا معفو ہے آخر قول تک یا منع کرنا واسطے وجوب اجتناب کے کل احوال میں بھی اور دوسری شق کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ انسان کے احوال میں سے کبھی حالت کہولت ہے کبھی کبر سنی اور کبھی سفر و حضر ہے کبھی حالت قیام و قعود ہے اور کبھی وہ حالت رکوب میں ہے (یعنی سوار ہے) اور کبھی پیادہ۔
اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ مظلوم و ظالم کے درمیان میں انصاف نہ کر سکنا بعض حالات میں فائدہ امامت کے مخل ہوگا اور اسی طرح شق اول بھی باطل ہے کیونکہ کلام و بحث صدور صغائرہ میں نہیں ہے اور نہ اس میں کہ صغائر سے انصاف نہو سکتا ہو بلکہ کلام ہے صدور صغائر و کبائر میں امام سے اور صدور صغائرہ و کبائر ضرور مستلزم ہے کہ وہ خطا کرے اور انصاف نہ کرے پس وہ محتاج ہوگا ایک دوسرے امام کا اور اس طرح تسلسل لازم آئے گا حاصل کلام یہ ہے کہ غرض نصب امام سے یہ ہوگی کہ وہی امام مکلفین کو خطا و عصیان سے دور رکھے اور طاعت رضوان الٰہی سے قریب کرے پس اگر یہ امام بھی ایسا ہوگا کہ اُس سے خطا جائز ہوگی تو یہ ایک دوسرے امام کا محتاج ہوگا اور اگر یہ دوسرا امام بھی معصوم نہوا تو تیسرے امام کی طرف احتیاج ہوگی اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہیگا پس اگر ان مراتب میں سے کسی مرتبہ کا امام معصوم نہو تو تسلسل لازم آئے گا اور بتحقیق کہ یہ دلیل مشابہ ہے دلیل وجوب انتہائے ممکنات سے طرف وجود واجب کے تاکہ تسلسل دفع ہو جائے جیساکہ یہ امر ظاہر ہے اور شاید کہ مخالف مکابرہ کریگا اور کہے گا کہ نصب امام سے وہ غرض نہیں ہے جو تم نے بیان کی ہے کہ طاعت الٰہی سے بندوں کو قریب کرے اور خطا و عصیان سے اُن کو دور رکھے بلکہ غرض نصب امام سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



اہل اسلام کی حفاظت ہے اور ترتیب امور اس طریقہ پر کہ وہ منتہی طرف کسی فتنہ و فساد کے نہ ہونے پائے اور خلائق کے احوال میں اختلال پیدا نہو۔

اور ابن روزبہان کے قول میں اس کا اشارہ بھی موجود ہے اور رفع اس قول کا ظاہر ہے کیونکہ نظم و نسق امور ایسے طریقہ پر کہ جو مخالف شریعت ہوں یہ مقصود شارع علیہ السلام کا نہیں ہے پس واجب ہوگا کہ امام معصوم ہو و الّا انتظام امور وجہ شرعی سے نہو سکے گا پس وہ امام محتاج ہوگا ایک دوسرے کا کہ جس سے نظم امور مطابق شریعت حاصل ہوں اور اسی طرح تسلسل لازم آئے گا۔

تیسرے یہ کہ ہم اختیار کرتے ہیں شق ثانی (یعنی وجود ملکہ کو امام کے لئے) اور کہتے ہیں کہ اکثر اُس چیز کا کہ جسکو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے احکام ملکہ سے وہ باطل ہے جس کو اُس نے اپنے نفس سے اختراع کیا ہے خاص کر یہ امر جو اُس نے ذکر کیا ہے کہ امام سے صدور بعض صغائر کا بعض اوقات میں ملکہ عصمت کو باطل نہیں کرتا ہے پس یہ ایک دعویٰ باطل و کاذب ہے۔ اور اُس نے اس امر سے جو استدلال کیا ہے کہ ملکہ ایک کیفیت راسخہ ہے نفس میں کہ جب ارادہ کیا جاتا ہے صدور فعل کا تو فعل صادر ہوتا ہے اُسکے سبب سے بلا مشقت تا آخر کلام ابن روزبہان پس یہ پہلے سے بھی زیادہ جھوٹا دعویٰ ہے اور جو کچھ کہ کتب معتمد اولہ میں تعریف ملکہ مذکور ہے اُس میں قید دوام و ضبط ضروری ہے۔

علامہ دوّانی اپنے رسالہ فارسیہ مشہورہ میں کہ جو تحقیق معنی عدالت میں اُنھوں نے لکھا ہے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب نفس حکمت و عفت و شجاعت ان تینوں ملکوں کا عادی ہو جاتا ہے اس حیثیت سے کہ ہمیشہ اُس کے افعال ایک قانون مستحکم اور طریق مقرر پر صادر ہوتے ہیں اور یہ افعال بلا تکلف اور بلا کوشش جدید اسی طرز پر قائم رہتے ہیں تو یہی ملکۂ عدالت ہے۔ انتہیٰ

اور ابن حاجب نے اپنی کتاب مختصر میں اور علاوہ ان کے اوروں نے اپنی دیگر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کتب میں عدالت کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ وہ ایک کیفیت راسخہ ہے کہ جو متصف بالعدالت کے لئے باعث ہوتی ہے ملازمت تقویٰ و مروت پر اور کسی چیز کا راسخ ہوجانا اور کسی عادت کا لزوم یہ دونوں مقتضی دوام اور عدم تخلف کے ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ بلکہ وہ امر جو ابن روزبہان نے اسکے قبل مسئلہ عصمت انبیاء کی شرح میں قول اشاعرہ کو نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند عالم انبیاء میں گناہ کو نہیں خلق کرتا یہ قول بھی مقتضی دوام و لزوم کو ہے اور بلکہ جو کچھ اُس نے تعریف حکماء کی اس مقام میں نقل کی ہے وہ بھی یہاں اسی دوام و لزوم کی مقتضی ہے پس جو کچھ اُس نے ذکر کیا ہے کہ صدور اُس امر کا جو خلاف مقتضائے ملکۂ راسخہ ہو وہ وجود ملکہ کی نفی نہیں کرتا ہے پس یہ بیان ایک مقدمہ فاسدہ ہے کہ جو عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے ہاں ممکن ہے وقوع خلاف ملکۂ عدالت کا ظاہراً واسطے کسی عارض کے مثل اس کے کہ کوئی شخص جبراً اس صاحب ملکہ کی حلق میں شراب ڈال دے یا صاحب ملکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں سے بچانے کے لئے کلام غیر واقع کہے کیونکہ ایسی حالت میں ارتکاب ایسے کلام کا جائز ہوگا اور بتحقیق کہ شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو پس اُس کو چاہئے کہ اُن میں سے سہل کو اختیار کرے اور چونکہ ان دونوں صورتوں میں جو ابھی مذکور ہوئی ہیں اور ان کے مثل میں کوئی مخالفت شرعی نہیں ہے پس اُن کا بجالانا قادح ملکۂ عدالت نہ ہوگا۔

اور اسی باب سے وہ امر ہے جو حالت تقیہ میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے لیکن تیسرا امر یعنی یہ کہ اہلسنت کے نزدیک امامت فساق وغیرہ جائز ہے ایس انکار اُس امر کا جس کی نسبت مصنف علیہ الرحمہ نے اہلسنت کی طرف فرمائی ہے کہ وہ امامت فساق و سراق کو تجویز کرتے ہیں یہ ایک حیلہ ہے کہ جس کی اصلاح فساد ابن روزبہان کے اسلاف بھی نہیں کر سکے چنانچہ اسفرائنی شافعی نے اپنی تصنیف ینابیع کی کتاب جنایات میں بیان کیا ہے کہ امامت منعقد ہوجاتی ہے بیعت سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علما اور رؤسا، اہل حل وعقد کے، اور اُن لوگوں کی بیعت سے جن کا حاضر ہونا ممکن ہو اور وہ لوگ موصوف بصفات شہود ہوں (یعنی جو صفت گواہ کے لئے ضروری ہے مثل سچائی اور عدالت کے) جیسے کہ امامت ابوبکر صدیق کی ایسے لوگوں کی بیعت سے منعقد ہو گئی اور خلیفہ قرار دینے سے اُس شخص کے جو قبل ہو اُسی امام کے جیسے خلافت عمر فاروق کی یا ماقبل امام کے شوریٰ قرار دینا جیسے امامت عثمان کی یا قہر و استیلا سے اگرچہ وہ والی ہونے والا فاسق ہو یا جاہل یا عجمی ہو منتہیٰ ہوا قول اسفرائنی شافعی کا۔

اور شارح عقاید نسفیہ نے بیان کیا ہے کہ امام زمانہ فسق و جور سے معزول نہیں ہوتا ہے کیونکہ بعد خلفا ثلثہ کے جسقدر خلفا و امرا گزرے ہیں اُن سے فسق ظاہر ہوا اور جور پھیلا ہے اور باوصف ظہور فسق و جور لوگ اُن ائمہ کی اطاعت کرتے تھے اور اُن کی اجازت سے جمعہ و اعیاد قائم کرتے تھے ختم ہوا قول شارح عقائد کا۔

اور شارح وقایہ نے فقہ حنفیہ میں یہ بیان کیا ہے کہ امام پر بسبب شرب خمر کے حد نہیں جاری ہوتی ہے کیونکہ وہ امام نائب خدا کی طرف سے انتہیٰ قول شارح الوقایہ۔

اور یہ خرافات دلائل صرف اسلئے تجویز کئے گئے ہیں تاکہ اہلسنت کے لئے امامت معویہ و یزید اور مثل ان دونوں کے اوروں کی امامت صحیح طور سے تجویز ہو سکے اور جو شخص علماء اہلسنّت سے اس امر کا قائل ہوا ہے کہ امام کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اہل عدالت سے ہو پس اسمیں ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط استحسانی ہے اُسکے نزدیک نہ یہ کہ عدالت امام کے لئے شرط لازم ہو

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

دوسری بحث اس امر کے بیان میں ہے کہ امام کے لئے واجب ہے کہ اپنی رعایا سے افضل ہو پس فرقہ امامیہ نے تو اس بات پر اتفاق کیا ہے اور جمہور نے اس سے مخالفت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ئی ہے اور مفضول کے فاضل پر تقدیم دینے کو جائز سمجھا ہے حالانکہ تقدیم مفضول علی الفاضل مقتضائے عقل اور نص قرآن مجید دونوں کے خلاف ہے اسلئے کہ عقل کے نزدیک تعظیم مفضول اور اہانت فاضل امر قبیح ہے۔

اور قرآن اس امر کے انکار کرنے پر نص کرتا ہے قول باری تعالیٰ سے کہ ارشاد فرمایا ہے افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امّن لا یھدّی الّا ان یّھدی فما لکم کیف تحکمون یعنی آیا وہ شخص قابل اتباع ہے کہ جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے یا وہ جو کہ مہتدی نہیں ہوتا بغیر اس کے کہ کوئی اُس کی ہدایت کرے پس کیونکر تم ایسے امر میں حکم کرتے ہو۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکرا ولوا الالباب یعنی برابر نہیں ہیں وہ لوگ جو علم کے جاننے والے ہیں اور وہ جو علم سے بے بہرہ ہیں اور اس بات کو صاحبان عقل جانتے ہیں نہ غیر۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ انقیاد واطاعت کرے جو بڑا عالم اور زاہد اور حسب ونسب میں زیادہ شریف ہو اُس کی جو علم و زہد وحسب ونسب میں اُس سے کمتر ہو منتہی ہوا کلام جناب مصنف کا۔

## قول ابن روزبہان

امام کے افضل رعیت ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ حسب ونسب میں زیادہ شریف ہو اور معروف تر ہو اور بڑا شجاع ہو اور بڑا عالم ہو پس اس کا وجوب عقلاً لازم نہیں ہے اگر قول وجوب عقلی کے قائل بھی ہوں کیونکہ عقل صریح حکم کرتی ہے کہ مدار امامت کا حفاظت حوزہ اسلام پر ہے اور ریاست وطریق معاشرت رعایا کے جاننے پر موقوف ہے اس حیثیت سے کہ نہ تو وہ ایسا سخت و درشت ہو کہ لوگ اُس سے نفرت کریں اور نہ ایسا نرم

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



وضعیف ہو کہ رعایا اُسپر مسلط ہو جائے اور یہ کہ وہ امام حمایت کرنیوالا ہو اسلام کا اور علم اُس کے لئے اسقدر کافی ہے کہ جس کی قوم نے شرط کی ہے کہ وہ مجتہد ہو۔

اور اسی طرح شجاع ہونا اور حسب نسب میں قرشی ہونا اور اگر رعایا میں کوئی شخص ایسا پایا جائے کہ وہ ان تمام خصائل میں پورا ہو لیکن امام کا مثل حفاظت حوزہ اسلام میں نہو پس عقل حکم کرتی ہے کہ جو حفظ حوزۂ اسلام کرنیوالا عالم ہے وہی اولی بالامامۃ ہوگا اور بہت سے مفضولین فاضلین سے زیادہ قابل امامت کے ہوتے ہیں کیونکہ ہر امر کے والی ہونے میں اور اُس کے ساتھ قیام کرنے میں یہ بات معتبر ہے کہ وہ شخص اُس امر کے مصالح و مفاسد کو جانتا ہو اور اُسکے لوازم کے ساتھ قیام کی قوت رکھتا ہو اور اکثر مفضول علم و عمل میں ایسے ہیں کہ زعامت و ریاست کے ساتھ زیادہ تر عارف ہیں اور اُسکے شرائط کے ساتھ زیادہ قیام کرنے والے ہیں اور اُسکے بار اٹھانے پر زیادہ قادر ہیں۔

اگر مصنف نے افضل رعایا ہونے سے یہ مراد لی ہے کہ وہ امام خدا کے نزدیک ثواب میں زیادہ ہو پس یہ امر ایسا ہے کہ اُس کی ذات کے لئے باعث شرف و سعادت ہے اور زعامت و ریاست سے اس شرف کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور اگر مصنف نے افضل رعایا ہونے سے اصلح للامامۃ کا ارادہ کیا ہے بسبب اُسکے عالم ہونے حفظ حوزہ اسلام اور تدبیر مملکت پس اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ ایسا شخص سب سے اولی ہے لیکن نہ واجب ہوگی تقدیم اسی شخص کی جبکہ حاصل ہو جائے حفظ حوزہ کا اُس سے کمتر شخص سے بلکہ اولی و انسب تقدیم اسی شخص کی ہے جبکہ مفضول کے لئے عقد بیعت سابق نہ ہوئی ہو اگر ایسے شخص کی بیعت سابق ہو چکی ہو اور اُس شخص کے بدل دینے میں گمان فتنہ کا ہو تو اس کا تغیر جائز نہیں ہے۔

یہ جواب ہے اُس چیز کا جس سے استدلال کیا ہے مصنف نے اس امر پر لزوم قبح عقلی کی رو سے حالانکہ ہم اُس کے قائل نہیں ہیں اور مصنف یعنی جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے امام کے افضل رعیت ہونے میں جو استدلال آیت قرآنی سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کیا ہے پس وہ آیت دلالت کرتی ہے عالم و جاہل کے برابر نہ ہونے اور ہادی اور مضل اور مہتدی و ضال کے عدم مساوات پر اور یہ امر مسلم ہے پس یہ فاضل جو کہ امام نہ ہو اور مفضول امام ہو جائے اُس امام مفضول پر بسبب علم و شرف کے فاضل رہے گا لیکن جب مفضول کہ جو مصالح حفاظت اسلام اور امامت کے لئے اہل اور زیادہ لائق تر ہو پس وہی امامت کے واسطے زیادہ حقدار ہوگا اور فاضل اپنے فضل و شرف پر باقی رہیگا۔ اور اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے۔

اور اشاعرہ میں سے بعض نے اس مسئلہ میں تفصیل کی ہے اور کہا ہے کہ نصب کرنا شخص افضل کا اگر موجب فتنہ ہو واجب نہیں ہے جیسا کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ لشکر و رعایا شخص فاضل کی اطاعت نہ کرینگے بلکہ مفضول کے مطیع ہونگے اور اگر ایسا ہو یعنی شخص فاضل کا منصوب کرنا موجب فساد نہ ہو تو اس کا نصب کرنا واجب ہوگا۔ منتہی ہوا قول ابن روزبہان کا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

مراد مصنف کی یہ ہے کہ امام اپنی رعایا سے تمام اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ میں افضل و اکمل ہو مثل علم و زہد و بزرگی و شجاعت و عفت وغیرہ کے اور واجب ہے کہ امام رعایا سے نسب میں شریف تر ہو اور درجہ میں بلند ہو اور خلقت و خلق میں اکمل ہو جس طرح کہ یہ صفات نبیؐ کے لئے اپنی امت کی بہ نسبت واجب ہیں اور یہ حکم اکثر عقلا کے نزدیک متفق علیہ ہے مگر اہلسنت نے اکثر ان صفات میں اختلاف کیا ہے مثل اس کے کہ اعلمیت و اشجعیت و افضلیت کو امام کے لئے ضروری نہیں جانتے ہیں کیونکہ ابوبکر میں یہ صفات موجود نہ تھے حالانکہ اُن کو عمر و ابوعبیدہ نے امام نصب کر دیا تھا اور اسی طرح عمر میں بھی صفات مذکورہ موجود نہیں تھے حالانکہ عمر کو ابوبکر نے خلافت کے لئے منصوب کیا تھا اور اہلسنت یہ نہیں سمجھے ہیں کہ اس طرح کا امام بنا لینا جو واقع ہوا وہ ایک فریب تھا کہ جو جاہ خلافت کی محبت اور امام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اصلی کی عداوت میں کیا گیا تھا جیسا کہ قول طلحہ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس نے اُس وقت عمر سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ جب ابو بکر نے عمر کے لئے وصیت لکھدی تھی کہ والی کیا تھا تو نے اُس کو کل اور اُس نے والی کیا تجکو آج علاوہ اسکے اور بہت سے حیلے اور مکائد ہیں جن کو یہ لوگ اہلبیت علیہم السّلام سے غصب خلافت میں لائے ہیں اور اسی طرح ایک فرقہ معتزلہ کا کہ جن میں سے عبد الحمید بن ابی الحدید مدائنی ہے وہ اس کا قائل ہے کہ تقدیم مفضول کی فاضل پر کسی مصلحت کے لئے جائز ہے اور اسکے قائل ہوئے ہیں کہ علی علیہ السّلام ابو بکر سے افضل تھے لیکن اُن پر ابو بکر کی تقدیم بمصلحت جائز تھی اور یہ قول کسی طرح مقبول نہیں ہے کیونکہ لطف خداوند عالم سے کہ جو لطیف خبیر ہے یہ امر قبیح ہے کہ مفضول کو جو محتاج تکمیل ہے مقدم کرے اُس فاضل پر کہ جو کامل ہے نہ عقلاً یہ امر صحیح ہے نہ از روے نقل کے جیسا کہ اس کا بیان نبوت کی بحث میں گذرا ہے اور منشاء اشتباہ اُن کا ابن تجویز میں یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدم کیا عمرو بن العاص کو ابو بکر و عمر پر اور اسی طرح اسامہ بن زید کو ان دونوں پر مقدم کیا حالانکہ یہ دونوں اُن دونوں سے بہتر تھے۔

اور جواب اس کا یہ ہے کہ اوّل تو ہم شیخین کی افضلیت اُن دونوں پر تسلیم نہیں کرتے دوسرے یہ کہ اس افضلیت کا توہم ان دونوں (یعنی شیخین کے لئے) اُس وقت ہوا ہے کہ جب وہ خلافت غصب کر چکے ہیں۔

اور عمرو بن عاص و اسامہ بن زید کو اسلئے شیخین پر تقدیم دی گئی کہ وہ دونوں شیخین سے اعلم تھے صرف امر حرب میں جیسا کہ اس پر اخبار و آثار دلالت کرتے ہیں اور یہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے وہ اُس وقت کے لئے ہے جب ہم تقدیم و تاخیر کو باختیار خدا قرار دیں اور اگر اُسکو ہم امت کے اختیار میں قرار دیں جیسا کہ یہ مذہب جمہور اہلسنت کا ہے تو اُس صورت میں بھی تقدیم مفضول نامقبول ہے اسلئے کہ عقلا کے نزدیک یہ امر بھی قبیح

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے کہ ایک مفضول جو فقہ میں بتدی ہو ابن عباس پر مقدم کیا جائے اور یہ بات بالکل واضح ہے ہر عاقل کے نزدیک اور اس کا مخالف مکابرہ کرنیوالا ہے۔
اور عجائب امور سے یہ ہے کہ ابن ابی الحدید نے اس تقدیم کرنے کو جس کا وہ قائل ہوا ہے خدا کی طرف منسوب کیا ہے پس شرح نہج البلاغہ کے خطبہ میں بیان کیا ہے کہ خدا نے مفضول کو فاضل پر تقدیم کی ہے واسطے اُس مصلحت کے جس کے لئے تکلیف مقتضی تھی اور یہ قول انتہائے سخافت کو پہونچا ہوا ہے اسلئے کہ ابن ابی الحدید نے اس امر کو کہ عقلاً قبیح تھا خدائے تعالیٰ کی طرف نسبت دی ہے باوصف اسکے کہ وہ عدلی المذہب ہے پس اُس نے اپنے اس کلام سے اپنے مذہب کی مخالفت کی ہے اور اسی وجہ سے اُس نے اُن شکایات کو جو جناب امیرالمومنینؑ علیہ السّلام نے ظلم صحابہ کے اپنے خطبہ شقشقیہ میں فرمائی ہیں اسی امر پر حمل کیا ہے اور یہ بات کہ شکایت آنحضرتؑ کو صرف اسی امر پر ہے کہ تقدیم مفضول کی فاضل پر ہوئی اس کی کوئی وجہ نہیں ہے سوائے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام پر ظلم کی (کیونکہ آنحضرتؑ نے تقدیم مفضول علی الفاضل کے سبب سے شکایات نہیں فرمائی ہیں بلکہ وہ جناب خلفار کو کسی حیثیت سے مستحق خلافت نہیں سمجھتے تھے اور اُن کو بانواع ظلم ظالم جانتے تھے) پس اگر یہ تسلیم کریں کہ یہ تقدیم مفضول علی الفاضل خدا کی طرف سے تھی تو اسپر جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کا شکایت کرنا مطلقاً صحیح نہ ہوگا کیونکہ ایسی حالت میں یہ شکایت آپکی خدا کے فعل کی رد ہوگی اور خدا پر معاذاللہ رد کرنا حد کفر تک پہونچتا ہے اور اگر یہ تقدیم خلق کی طرف سے ہے پس اگر یہ تقدیم مکلفین کی مصلحت سے ہوئی جس کو تمام خلائق جانتی ہے سوائے علی علیہ السّلام کے پس اس وقت میں آنحضرتؑ کی طرف جہل کی نسبت ہوگی اُس امر سے کہ جس کو عامہ خلق جانتی ہے اور اگر یہ تقدیم کسی مصلحت کے لئے نہ تھی بلکہ یہ تقدیم مجرد ہوائے نفس کے تھی پس شکایت : نیز

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



المومنین علیہ السّلام کی مطابق اُس وجہ کے نہ ہوگی جس کو ابن ابی الحدید نے گمان کیا ہے کہ ایسی حالت میں کوئی وجہ اسکے حمل کی نہیں ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے یہ استدلال کیا جائے عدم جواز تفضیل مفضول پر ابوبکر کے اس قول سے کہ اُنہوں نے کہا ہے اقیلونی اقیلونی فانی لست بخیرکم وعلیؑ فیکم "میری بات کو فسخ کرو میری بات کو فسخ کرو کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں دراں حالیکہ علی علیہ السّلام تم میں موجود ہیں"۔ اور لیکن قول ابن روزبہان کا کہ صریح عقل حکم کرتی ہے کہ مدار امامت کا حفظ حوزۂ اسلام پر ہو اُس کے آخر کلام تک پس یہ مردود ہے اس طرح پر کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ مدار امامت کا حفظ حوزۂ اسلام پر ہے مگر یہ کہ حفظ کے لئے یہ امر معتبر ہے کہ شرعی طریقہ پر ہو کہ جو خالی ہو جور و ظلم کی آمیزش سے اور یہ طریقہ ایسے شخص سے حاصل ہو جو صفت علم و زہد و فقہ و شجاعت و عفت بلکہ عصمت سے موصوف ہو جیسا کہ اس کا بیان گذرا نہ یہ کہ حفاظت حوزۂ اسلام عرفی و سیاسی طریقہ پہ ہو کہ جو حاصل ہوئی ہے معاویہ باغی سے اور اُسکے بیٹے یزید و ولید اموی جبار و عنید ست کہ جس نے قرآن مجید کو ہدف بنایا اور حجاج ظالم اور دو انیقی جور و تغلب کرنیوالا اور مثل ان کے ہر شیطان کے مرید سے پس یہ لوگ اپنے زمانہ حکومت میں دفع کرتے تھے اُس فتنہ کو جو اسلام کے لئے متوہم ہوتا تھا بلکہ دفع فتنہ و فساد مخصوص اپنی سلطنت و مرتبہ کے لئے کرتے تھے ہر اُس شخص کے قتل کر ڈالنے سے جس پر اتہام لگایا جاتا تھا اور سولی دی جاتی تھی ہر اُس دشمن کہ جسکے بغض کا گمان ہوتا تھا اور اپنے قوم کے لوگوں اور اہل ہمسایہ کے گھروں کو جلا دیتے تھے اور اُن کی گردنیں ماری جاتی تھیں علاوہ اسکے اور بہت سی عقوبتیں (سزائیں) دی جاتی تھیں بغیر اسکے کہ اُن لوگوں پر کوئی گناہ بروجہ شرعی ثابت ہوتا ہو۔

بالجملہ حفاظت حوزۂ اسلام اُس طریقہ پر کہ جو مشتمل ہو انتظام ظاہری پر اور واسطے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دفع کرنے ہرج و مرج کے اور دور کرنے مظالم بعض کے بعض سے خلفاء مجازی اور شاہان جور کنندہ کی امامت سے بھی ہو سکتی ہے بلکہ شحنہ و شب گرد سپاہیوں سے بھی حفاظت ممکن ہے بلکہ بسا اوقات اس طرح کا انتظام ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں نہ کہ خلفاء حقیقی کیونکہ ظاہری خلفاء اپنی سیاسیات عرفیہ سے اکثر دفع کرتے ہیں دست درازی کو جو ایک کیلئے دوسرے کی جانب سے ہو اس طریقہ سے کہ اُن کے غیر سے وہ طریقہ میسر نہیں ہو سکتا ہے۔

لیکن وہ خود اور اُن کی اولیاء دولت ضعیف لوگوں کے ساتھ جس طرح چاہتے ہیں جور و فساد کا برتاؤ کرتے ہیں اور اگر دینِ قویم و صراط مستقیم کے احکام و ارکان میں کوئی خلل و کجی واقع ہوتی ہے تو اسکی درستی و اصلاح سے عاجز رہتے ہیں۔

اور چاہیئے کہ صاحب عقل سلیم اس امر میں غور کرے کہ ایام حکومت یزید علیہ اللعنة میں کیا کچھ تغلب ہوا اور اُسکے مظالم کی یہاں تک زیادتی ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے آیا اس واقعہ میں کوئی بات بھی حفظ حوزۂ اسلام کی ہوئی ہے۔

اسی طرح قتل کرنا یزید کا اہل مدینہ کو اور بے حرمت کرنا ہزار ہا کتخدا عورتوں کا اولاد صحابہ و تابعین کرام سے کیا اس سے رعایت حقوق خلائق ہوئی اسی طرح کعبہ پر منجنیقوں کا پھینکنا اور عمارت بیت اللہ الحرام کو خراب کرنا کیا ان سب باتوں سے اختلال انتظام کا تدارک ہوا ہے یا دعوت دار السلام یعنی بہشت کی طرف ہوئی ہے۔ لیکن ابن روزبہان نے امام کے غایظ (یعنی سخت و درشت) انہوں نے کی جو شرط بیان کی ہے پس یہ حال امامت عمر بن الخطاب کے منافی ہے اور اُسکی یہ دونوں صفتیں صحابہ کی زبانوں پر جاری تھیں جیسا کہ اس کا بیان عنقریب آئیگا لیکن امام کے لئے علم اجتہادی کی شرط ہونا پس اسکے متعلق بھی بیان گزر چکا ہے اور عنقریب اُن خطاؤں اور بدکرداریوں کا ذکر آئے گا جو اجتہاد عمر سے صادر ہوئی ہیں کہ جن کا اُس نے اعتراف کیا ہے اپنے اس قول سے لولا علیؑ لہلک عمر اور اپنے مقولہ کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



(یعنی عمر بن خطاب اپنی زبان سے کہا کرتے تھے کہ سب لوگ عمر سے زیادہ فقہ جاننے والے ہیں یہاں تک پردوں میں بیٹھنے والی عورتیں بھی مجھ سے زیادہ باخبر ہیں) اور لیکن اُس نے یہ جو فرض کیا ہے اپنے قول سے کہ اگر رعایا میں کوئی شخص ان صفات کا پایا جائے اُسکے آخر قول تک پس یہ ایک فرض محال ہے کیونکہ یہ امر نہیں سمجھا جاتا کہ ایک شخص متصف بہ شرافت حسب ونسب ہو اور معروف تر ہو اور شجاع تر اور عالم ہو اور اُس کا غیر حفظ حوزہ اسلام کا عالم ہو اس طریقہ پر کہ جو مطابق قانون شرع ہو اور شاید کہ اہل سنت نے اہانت کا گمان کیا ہے کہ ابوبکر وعمر بانسبت مقابل جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے تھے حالانکہ باطل ہونا اس کا واضح ہے اسلئے کہ یہ امر مشہور ہے کہ اس نے تدبیر فتح عجم اور نشر بلاد کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ سب امیر المومنین علیہ السّلام کے مشورہ وتدابیر سے کیا ہے ہاں البتہ وہ جناب اُن حیلہ و مکر سے اجتناب فرماتے تھے کہ جن کو اہل عسکر استعمال کرنے کے عادی تھے اور وہ لوگ معاویہ کو ان صفات سے موصوف کرتے ہیں چنانچہ حکایت کی گئی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السّلام کو اس بات کی خبر پہونچی کہ ایک جماعت آپ کے لشکر میں سے یہ کہتی ہے کہ معاویہ صاحب مکر ہے اور امیر المومنینؑ ایسے نہیں ہیں تو حضرت نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اگر دین کا خیال نہوتا تو میں تمام عرب سے زیادہ صاحب مکر ہوتا اور اسی طرح کلام ہے شق ثانی میں اُسکی تردید سے کہ یہ امر عقلاً صحیح نہیں ہے کہ امام وہ شخص مقرر ہو کہ جو اپنے زمانہ میں ثواب میں خدا کے نزدیک زیادہ ہو اور قواعد علم امامت وریاست کے علم سے بے بہرہ ہو اور تمام اہل زمانہ سے امر امامت میں مفضول ہو۔

اور لیکن یہ جو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے شق ثالث میں کہ فاضل کی تقدیم واجب نہیں ہے جبکہ حوزہٴ اسلام کی حفاظت اُسکے کمتر سے ہو جائے پس اس قول میں یہ بحث ہے کہ یہ عین اعتراف ہے جواز تقدیم مفضول علی الفاضل کا جسکو عقل ونقل دونوں انکار

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرتی ہیں اور جناب مصنف رحمہ اللہ نے اُسکے قائل ہونے والے کے لئے شناخت قرار دی ہے پس ایسی حالت میں ابن روزبہان کو واجب تھا کہ اپنے نفس پر اس طول طویل بحث کو نہ وسیع کرتا اور صاف کہدیتا کہ تفضیل مفضول جائز ہے جبکہ انتظام ریاست مفضول سے بھی ہو سکے اور اس بحث کے مقدمات میں جو کچھ اُس نے کہا ہے لغو اور قابل اعتراض طول نہ ہوتا علاوہ اسکے جو کچھ کہ ناصبی نے اس شق میں بیان کیا ہے وہ خلاف ہے شیخ الرئیس کی تصریح کی جو اُنھوں نے شفا میں کی ہے اور اس طرح کہا ہے کہ بڑی بات جو قابل اعتبار ہے خلیفہ میں وہ یہ ہے کہ عقل اور حسن حکومت میں وہ سب سے زیادہ ہو بشرطیکہ وہ دیگر شرائط سے اجنبی نہو پس اگر موجودین میں ایک اعلم ہو اور ایک اعقل ہو تو اعلم کو لازم ہے کہ اعقل کی شرکت کرے (اعلم یعنی زیادہ تر علم رکھنے والا اور اعقل کے معنی زیادہ عقل و فہم رکھنے والا) اور اعقل کو لازم ہے کہ اعلم سے مدد لے اور اس کی طرف رجوع کرے جیسے عمر علی کی طرف رجوع کرتے تھے اور اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ جو علم سے بے بہرہ ہو اور جاہل ہو اگرچہ حُسن حکومت اور عدالت کا جاننے والا نہو وہ قابل خلافت نہیں ہے اور یہ بھی اس کلام سے ظاہر ہے کہ جو شخص سیاسیات میں زیادہ عارف ہو وہ امامت شخص اعلم سے اولیٰ جب ہوگا جبکہ وہ اعلم عدالت و حکومت میں اعرف بسیاست (سیاست کا زیادہ عارف) کے مثل نہو پس اگر مان بھی لیا جائے کہ عمر زیادہ واقف تھا سیاست میں تب بھی امیرالمومنین علیہ السّلام سے اولیٰ نہوگا خلافت کے ساتھ کیونکہ وہ جناب دونوں امروں میں (یعنی عدالت و علم دونوں میں) مرتبہ رفیعہ پر فائز تھے جیسا کہ خصم نے اس کا اعتراف کیا ہے اور شیخ نے جو یہاں امیرالمومنین علیہ السلام اور عمر کا ذکر بطور مثال کے کیا ہے اس میں ایک دقیق امر ہے جس کا مفصل ذکر ہم نے کتاب **مجالس المومنین** میں کیا ہے اور شاید ابن روزبہان نے گمان کیا ہے کہ مضمون اس شق کا خلفا ثلثہ پر درست ہوتا ہے اور یہ کہ اُن کو بسبب علم ریاست کے امیرالمومنین علیہ السّلام پر ترجیح ہے لیکن

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



یہ گمان درست نہیں ہے اسلئے کہ اگر خلفا کو ریاست و حکومت کا علم ہوتا تو آنحضرت صلعم کیوں عمرو بن عاص کو ایک مرتبہ حاکم بناتے اور دوسری مرتبہ زید بن حارثہ کو اور تیسری مرتبہ اسامہ بن زید کو اور جو کچھ ان لوگوں کے زمان خلافت میں بعض انتظامات ہوئے وہ اعانت و مشورہ سے اور اصحاب کے ہوئے ہیں جیسا کہ یہ امر مخفی نہیں ہے اُس پر جس نے اخبار و آثار کا تتبع کیا ہے اور ابن روزبہان نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ یہ جواب ہے اُس چیز کا جس کے ساتھ استدلال کیا ہے مصنف نے اس مطلب پر لزوم قبح عقلی سے باوجودیکہ اس کے ہم قائل نہیں ہیں پس اس میں یہ اعتراض ہے کہ مصنف نے نہیں استدلال کیا ہے اس امر پر حسن و قبح عقلی سے معنی متنازع فیہ کے ساتھ بلکہ تمسک کیا ہے دوسرے معنی کے ساتھ جو کہ ملائمت و منافرت و نقص و کمال کے ہیں جیسا کہ ابن روزبہان نے اسکے ساتھ خود تمسک کیا ہے سابقاً انبیاء علیہم السلام کے نقائص نسبی سے تنزیہ میں اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ فاضلیت و مفضولیت باب کمال و نقص و ملائمت و منافرت سے ہے کہ جسکو مستقلاً عقل ادراک کرتی ہے اور ایک کی ترجیح کو دوسرے پر حکم کرتی ہے لیکن یہ جو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے کہ مصنف نے آیت سے استدلال کیا ہے پس وہ دلالت کرتا ہے عدم استوا عالم و جاہل اور عدم مساوات ہادی و مضل پر (مضل گمراہ کرنے والا) آخر کلام تک پس اُس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ایک اغماض و تجاہل ہے تمام آیت سے اور وہی قول خداوند عالم ہے اَمَّن لا یھدّی الا ان یھدیٰ پس یہ قول صریح ہے اس امر پر کہ وہ شخص جو محتاج ہدایت غیر کا ہو لائق اتباع نہیں ہے اور یہی جگہ ہے مصنف کے استدلال آیت سے پس جو کچھ ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے وہ سب لغو ہو گیا کہ اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے جیسا کہ یہ امر مخفی نہیں ہے اور اگر تسلیم کی جائے دلالت آیت کی مجرد عدم استوار عالم اور جاہل پر لیکن نفی مساوات مقتضی ہے عموم کو جیسا کہ اصول فقہ میں یہ امر مقرر ہو چکا ہے پس دلالت کریگا یہ امر ہونے پر جمیع مساوات کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور لازم آئیگا عدم استوار جاہل کا عالم کے ساتھ امامت میں بھی اور یہی مطلوب ہے یہ اعتراض نہیں ہوسکتا ہے کہ اصول فقہ میں یہ ہے کہ نفی مساوات اس قول باریتعالی کے مثل میں لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ مقتضی ہے عموم کا اور کلمہ نفی اس میں موجود نہیں ہے کہ جس آیت کے متعلق ہم بحث کر رہے ہیں پس مطلوب علامہ کا حاصل نہوگا کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ مراد نفی سے وہ ہے کہ جو عام ہو مفہوم کلمہ لا سے یا اسکے ہم معنی جو لفظ ہو اور کلمہ ھل قول باری تعالی میں ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وہ استفہام انکاری ہے کہ جو دلالت کرتا ہے مبالغہ پر نفی کے چہ جائیکہ اصل نفی پر پس اس بات کو سمجھنا چاہیئے اور لیکن یہ جو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے کہ اشاعرہ نے اس مسئلہ امامت میں تفصیل کی ہے کہ نصب افضل کا امامت کے لئے اگر موجب فتنہ و فساد ہو واجب نہیں ہے پس ظاہر ہے کہ اُس نے اسکے ذکر سے اشارہ طرف جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کے کیا ہے کہ وہ جناب اگرچہ افضل و اکمل افراد تھے لیکن عساکر قریش جو کہ صحابہ تھے اُس زمانہ میں وہ آنحضرتؐ کے مطیع نہ تھے بسبب اسکے کہ اُن کے قلوب میں ایام جاہلیت کے کینے اور جنگ بدر کی دشمنیاں کہ جو آپ کی تلوار سے اُن کے اسلاف و اخوان و اولاد قتل ہوئے تھے اُن کے دلوں میں موجود تھیں۔ اور حاصل کلام کا بخصوص رجوع کرتا ہے اس امر کی طرف کہ اُن لوگوں نے علی علیہ السّلام کو خلیفہ نہیں بنایا باوصف اسکے کہ وہ جناب مستحق خلافت تھے کیونکہ اگر وہ لوگ آنحضرتؐ کو خلیفہ بناتے تو لوگ ان جناب کے مطیع نہوتے اور آپ کی خلافت پر فتنہ برپا کرتے جیسا کہ بعد خلفاء ثلثہ کے جب امیرالمومنین علیہ السّلام کو خلافت ہوئی تو اُن لوگوں نے فتنے برپا کئے اور اس قول کا فساد ظاہر ہے (یعنی مستحق خلافت کو ایسے اعذار باطلہ کے سبب سے خلیفہ نکرنا باطل ہے)

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



# مذہب امامیہ علامہ حلّی علیہ الرحمۃ

تیسری بحث امام کے معین کرنے کے طریقہ میں ہے پس جاننا چاہیئے کہ فرقہ امامیہ اسکے قائل ہیں کہ طریقہ امام کے معین کا دو طرح سے ہو سکتا ہے۔

پہلے یہ کہ امام کے لئے خدا و رسول کی طرف سے نص (یعنی قطعی دلیل) ہو یا جس امام کی امامت ثابت ہو گئی ہو اُس امام سابق کی طرف سے اس امام لاحق پر نص ہو یا امام کے ہاتھ پر ظہور معجزات ہو کیونکہ امام کے لئے عصمت کا ہونا شرط ہے اور یہی عصمت یہ اُن امور خفیہ باطنیہ میں سے ہے جس کو سوائے خداوند عالم کے دوسرا نہیں جانتا اور اس طرح سے امام کے معین کرنے میں فرقہ اہل سنت نے مخالفت کی ہے اور بوجہ عمر بن الخطاب کی بیعت کے برضاے ابوعبیدہ و سالم غلام حذیفہ و بشیر بن سعد و اسید بن الحصین ابوبکر کی اطاعت کو واجب کیا ہے تمامی خلائق پر خواہ وہ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے پس کیونکر درست ہوگا اُس شخص کے لئے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے کہ چار آدمیوں کی بیعت کے سبب سے اُس شخص کے اتباع کو واجب سمجھے کہ جو نہ منصوص من اللہ والرسول ہو اور نہ تمامی امت نے اُسکی بیعت پر اجماع کیا ہو۔

اور جوینی[1] جو علمائے اہل سنت کا ایک بڑا عالم اور عناد اہلبیت علیہم السّلام میں بہت شدید ہے اور اس امر کا قائل ہوا ہے کہ امام کی امامت قبیلۂ بنی ہاشم میں سے ایک شخص کی بیعت کر لینے سے منعقد ہو جاتی ہے دوسرے شخص کی بیعت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی پس آیا کوئی عاقل اس امر پر راضی ہوگا کہ اپنے نفس کو ایسے مذہب کا مطیع بنا دے اور اپنے لئے یہ امر لازم کرے کہ جس شخص کی عدالت کا حال

[1] چونکہ یہ شخص زمانہ بنی عباس میں تھا اس وجہ سے اس نے قبیلۂ بنی ہاشم کی قید لگائی ۱۲

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بھی معلوم نہو اور نہ اُس کے ایمان اور عدم ایمان کو جانتا ہو اور نہ اُس سے اس طرح
کی معاشرت رہی ہو کہ یہ اُس کے خصائل حمیدہ یا عادات رذیلہ کو جان سکے محض اس
بنا پر اُس کی بیعت کرلے کہ اس سے ایک شخص نے بیعت کی ہے جو اُس کی عدالت
کو بھی نہیں جانتا اور کسی شخص کا اس طرح سے بیعت کرلینا محض جہالت و حماقت
اور راہ راست سے گمراہی ہے خدا کی پناہ کہ انسان اپنی خواہش کی پیروی کرے
اور محبت دنیا اُس پر غالب آجائے۔

اور عجائب و غرائب امور سے یہ ہے کہ فرقۂ اشاعرہ بحث کرتے ہیں امامت سے
اور اُس کے فروع سے اور فقہ سے اور اُس کی تفصیلوں سے باوصف اس بات
کے کہ اشاعرہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ تمام خلائق اپنے افعال میں خطا کرتے ہوں اور نیز
وہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ اگر خداوند عالم ان شریعتوں اور دینوں کے جاری کرنے
سے ارادہ اپنے بندوں کے گمراہ کرنے کا کرتا ہو پس اشاعرہ ایسی شریعتوں کی نہ تو
تصدیق کرنے والے ہیں اور نہ اُن کا گمان کریں گے پس باوصف غلبہ گمراہ کرنے
و کفر کے اور انواع عصیان کے جو معاذ اللہ خداوند عالم سے صادر ہوتے ہیں
کیونکر کوئی عاقل شریعتوں کے صحیح ہونے کا گمان یا شک کریگا بلکہ ہر عاقل ایسی
شریعتوں کے باطل ہونے کا گمان کریگا بنا بر طریقۂ اُنہیں اشاعرہ کے غالب امور
پر حمل کرکے کیونکہ اصلاح عالم میں اقل قلیل ہے پھر یہ کہ اُن کی تجویز کی بنا پر یہ
ہوسکتا ہے کہ خدا ہم کو منع کردے سانس لینے سے ہوا میں باوصف اس کے
کہ ہم کو اُس کی ضرورت و حاجت ہے اور کسی طرح سے یہ امر باعث مفسدہ نہو یا
یہ کہ خدا ہم پر پانی کا پینا شدت عطش میں جو کہ جائز ہے حرام کردے اور پانی سے
کچھ اُس کو نفع نہو اور اس میں اُس کا کوئی ضرر نہو اور کوئی مفسدہ بھی نہو پھر بھی
منع کرے پس جو خدا ایسا ہو تو کیونکر حاصل ہوگا قطع اس بات کا کہ وہ خدا لطف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرے اپنے بندوں کے ساتھ اور مصلحت قرار دے واجب کرنے میں اتباع اس امام کے۔ ختم ہوا کلام علامہ۔

# قول ابن روزبہان

جان تو بتحقیق کہ انسان بمجرد امامت کی صلاحیت رکھنے کے اور جامع شرائط ہونے کے امام نہیں ہو جاتا ہے بلکہ امام ہونے کے لئے ایک دوسرے امر کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ امر یہ ہے کہ نص ہو رسول ؐ سے یا اُس امام سے جو سابق ہے اس امام سے اور یہ دو باتیں بالاجماع موجب امامت ہیں اور نیز اُس امام کا امام ہونا اہل حل و عقد کی بیعت سے ثابت ہوتا ہے نزدیک اہل سنت و جماعت کے اور فرقہ معتزلہ اور صالحیہ زیدیہ بھی اسکے قائل ہیں مگر فرقہ شیعہ میں سے امامیہ اس عقیدے کے خلاف ہیں کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ تعین امام کے لئے سوائے نص خدا اور رسول کے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہماری یہ دلیل ہے کہ امامت ابوبکر کی بیعت اہل حل و عقد سے ثابت ہے جیسا کہ انکے بعد اپنے مقام پر اس کا ذکر مفصل آئے گا لیکن یہ جو علامہ حلی نے ذکر کیا ہے کہ خلافت ابوبکر صرف عمر کی بیعت اور چار آدمیوں کی رضا و رغبت سے منعقد ہوگئی یہ امر باطل ہے کیونکہ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس دعویٰ کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ خلافت ابوبکر کی یوم سقیفہ منعقد ہوگئی تھی کہ جہاں اہل حل و عقد موجود تھے اور وہی اہل حل و عقد بروز سقیفہ جماعت انصار تھے خاصکر قبیلہ خزرج اسلئے کہ مراد اہل حل و عقد سے سرداران لشکر ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جن کی بلا شرکت و رضامندی امر امامت و خلافت ناتمام رہتا ہے اور اُس وقت ان کے مطابق جماعت انصار ہی اہل حل و عقد میں تھی اور آیا ارباب تواریخ میں سے کسی ایک شخص کو بھی اس امر میں اختلاف ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہ ابوبکر مقام سقیفہ سے علٰحدہ نہیں ہوئے جب تک کہ تمامی انصار نے اُنکی بیعت نہ کرلی ہو بجز سعد بن عبادہ کے کیونکہ وہ مریض تھے اور یوم سقیفہ کے سات دن بعد وہ مر گئے پس جب خلافت ابوبکر اس طرح سے منعقد ہوگئی ہو پس کیونکر کوئی کہے گا کہ خلافت ابوبکر کی عمر کی بیعت کرنے اور صحابہ میں سے چار آدمیوں کی رضامندی ظاہر کرنے سے منعقد ہوئی اور یہ ایک افترار باطل ہے جسکی تمام تواریخ تکذیب کرتی ہیں۔

ہاں یہ بات البتہ صحیح ہے کہ ابوبکر کی بیعت کرنے میں ابتدا عمر بن الخطاب نے کی تھی اور بعد تردد و مباحثہ و اضطراب کے کل انصار نے بیعت کرلی۔

اور اگر جماعت انصار نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام کی خلافت پر کوئی نص سُنی تھی پس کیوں نہیں اُس نص کو ابوبکر پر حجت قرار دی اور کیوں انصار نے ابوبکر کی خلافت کو اس حجت سے دفع نہیں کیا۔

آیا انصار ابوبکر و عمر سے خوف کرتے تھے حالانکہ وہ لوگ اپنے اصلی وطن میں تھے اور نصب امام کے لئے کہ جو اُن کی قوم سے ہو جمع ہوئے تھے اور وہی لوگ تعداد میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ تھے اور اُنہوں نے بعد مباحثہ کے سقیفہ میں یہ کہا تھا کہ ایک امیر ہمارے گروہ کا بنایا جائے اور ایک امیر تمھاری جماعت کا مقرر کیا جائے پس جماعت انصار کے لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اے ابوبکر اور اے عمر زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے کہ رسول صلعم نے بروز غدیر خم خلافت علیؑ پر نص فرمائی ہے پس تم لوگ رسول اللہ صلعم کے قول کو کیوں باطل کرتے ہو اور اُن کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے اور اقل مرتبہ اس مباحثہ کا یہی ہوتا کہ وہ لوگ اپنے نفسوں سے بیعت کو دفع کرتے حالانکہ فرقہ امامیہ میں ایک شخص نے بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے کہ انصار نے یوم سقیفہ اس قول کو ظاہر کیا ہو۔

پس اے گروہ عقلا اس بات میں غور و تامل کرو کہ آیا یہ ممکن ہے کہ تمام لوگوں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے سامنے حضرت علی علیہ السّلام کی خلافت پر نص کی جائے اور وہاں انصار موجود نہ ہوں اور آیا یہ ممکن ہے کہ وہ انصار جنھوں نے خدا اور اُسکے رسول کی نصرت کی ہو اور دار ہجرت و ایمان میں جگہ حاصل کی ہو اور عرب سے عداوت اختیار کی ہو اور اشراف عرب کو قتل کیا ہو محض نصرت رسول صلعم کے واسطے وہی لوگ معارضہ و مباحثہ کے وقت ساکت رہیں اور نص کا مطلقاً ذکر نہ کیا ہو باوصف اسکے کہ عمر و ابو عبیدہ نے انصار کو اس بات سے قائل کیا ہو کہ آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ائمہ قبیلہ قریش سے ہونگے پس جبکہ انصار اس امر کو جانتے تھے کیوں اُنھوں نے نہیں کہا کہ امامت علی علیہ السّلام کا حق ہے بنص رسول یوم غدیر خم۔ اور اگر کوئی عاقل اور منصف اس معاملہ میں تامل کریگا جس کو ہمنے بیان کیا ہو کہ یوم سقیفہ جماعت انصار ساکت رہی اور بیعت ابوبکر کے دفع کے لئے نص کو خلافت علی علیہ السّلام کے بارے میں دلیل نہیں لائے وہ شخص بہ یقین جان لے گا اور اس بات کا اقرار کریگا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کی امامت پر نص نہیں فرمائی۔

اور یہ بھی جان لے گا کہ خلافت ابوبکر اہل حل وعقد کی بیعت کرنے سے منعقد ہوئی ہے پھر اسکے بعد جو کچھ علامہ حلی نے اس امر کا ذکر کیا ہے کہ فرقہ اشاعرہ اس پر بحث کرنیکی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور امر امامت میں اشاعرہ کی اس بحث پر تعجب کیا ہے کہ وہ قائل ہیں بتحقیق کہ خدا ہر شے کا خالق ہے پس یہ ایک ایسی بات ہے جسکو علامہ نے بارہا ذکر کیا ہے اور اُن کو سوائے اسکے اور بنا برلائے فاسد محال تصویرین سامنے لانے کے اور کچھ معلوم نہیں ہے۔

اور بتحقیق کہ ہمنے تیرے لئے ظاہر کر دیا ہے وہ کہ جس کو علامہ حلی نے ذکر کیا ہو اُس میں سے کوئی چیز اشاعرہ پر لازم نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



# جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ اس قول میں بہت سی باتیں جہل کی ہیں اور بہت سی قسمیں تکلف جاہل بننے کی ہیں لیکن

پہلے یہ کہ یہ اُس کا کہنا بجا نہیں ہے کہ کوئی شخص بمجرد صلاحیت رکھنے امامت کے اور اُسکے شرائط جمع ہونے کے امام نہیں ہوتا پس تحقیق کہ یہ مقدمہ اُسکے اثبات مطلوب میں کچھ مفید نہیں کیونکہ صرف شرائط کا جمع ہوجانا کسی شخص کے لئے اگرچہ موجب امامت ہو لیکن یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص منصوص من اللہ امام ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اُس میں امامت کے شرائط جمع نہوں اور بحث اس امر میں ہے کہ آیا سوائے علی علیہ السلام کے اور کوئی شرائط امامت کا جامع تھا یا نہیں پس اسکو سمجھنا چاہیئے۔

دوسرے یہ کہ مصنف کے اس قول کو کہ امامت ابوبکر کی منعقد ہوئی ہے بیعت عمر اور صرف چار آدمیوں کی رضامندی سے اسکو باطل سمجھنا جہل ہے یا تکلف جاہل بننا ہے اسلئے کہ یہ امر حق ہے جو جاری ہوا ہے اُن کے اصحاب کی زبان پر اور وہی صاحب مواقف و شارح مواقف ہیں چنانچہ اُس میں مرقوم ہے جبکہ یہ امر ثابت ہوا ہے کہ امامت کا حصول انتخاب اور بیعت سے ہے پس جاننا چاہیئے کہ یہ حصول امامت کل اہل حل و عقد کے اجماع کا محتاج نہیں ہے بلکہ اس احتیاج پر کوئی دلیل عقلی یا سمعی قائم نہیں ہوئی ہے بلکہ ایک یا دو آدمیوں کا اہل حل و عقد میں سے بیعت کرلینا ثبوت امامت و وجوب اتباع امام کل اسلام پر کافی ہے۔

اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ہمکو معلوم ہے کہ صحابہ باوصف اسکے کہ دین میں بہت سخت تھے اور حفاظت امور شرعیہ پر نہایت شدید تھے کما حقہ، اُنہوں نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



امامت کے منعقد ہونے میں اسی پر اکتفا کی کہ ایک یا دو بیعت کرلیں جیسا کہ عمر نے ابوبکر کے لئے امامت کو منعقد کر دیا اور عبدالرحمن بن عوف نے عثمان کے لئے امامت و خلافت کو منعقد کر دیا اور اس امامت کے منعقد کرنے میں تمام اہل حل و عقد مدینہ کا اجتماع کو بھی شرط نہیں سمجھا چہ جائیکہ اسکی شرط کی جاتی کہ امت کے کل علماء و مجتہدین کا اجماع ہو جاتا جو تمام شہروں میں نہ تھے یہ واقعہ گذرا اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ اس بات پر انکار کیا کہ ایک یا دو اہل حل و عقد کی بیعت پر کیوں اکتفا کی گئی اور اُس وقت سے اس وقت تک کے تمام زمانے اسی بنا پر ختم ہو گئے ختم ہوا قول صاحب مواقف و شارح مواقف کا۔

اور نہایت عجب ہے کہ ابن روزبہان نے اپنی کتاب کی اس قسم میں جو کچھ لکھا ہے اکثر اُس کا مواقف اور اُسکے شارح سے اخذ کیا ہے اور جس عبارت کو ہم نے نقل کیا ہے اُس تک اُسکی نظر نہیں پہونچی ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں اس تقدیر پر کہ اہل بیعت بہت سے لوگ ہوں مگر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ وہ لوگ تابع ہوں گے حکومت شرع کے اپنے باب میں اور اُن کو کوئی تصرف دوسروں کے باب میں نہو اگرچہ وہ غیر احاد امت میں ہوں اور کسی مہم میں اپنی مہمات دین سے اُن کو تصرف حاصل نہویں یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ والی و حاکم کر سکیں کسی شخص غیر کو نفوس خلائق خواہ اپنے گروہ میں سے یا غیروں میں اسلئے کہ جو شخص اقل امور میں تصرف نہ کر سکے ادنائے اشخاص کے لئے پس کیونکر اُسکے لئے یہ قدرت ہوگی کہ وہ شخص غیر کو تمام اہل مشرق و مغرب کے نفوس اور اُن کی جانوں اور مالوں پر حاکم و متصرف بنائے علاوہ اسکے ادّعا کرنا اُس کا متواتر نقلوں کا اپنے دعویٰ باطلہ مذکورہ پر منافی ہے اُس قول کے جسکو وہ آیندہ ذکر کریگا بمقام ذکر مناقب علی علیہ السلام کہ کوئی حدیث متواتر عالم میں نہیں ہے بجز ایک حدیث کے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تیسرے یہ ہے کہ یہ اُس کا کہنا کہ بروز سقیفہ اہل حل و عقد جماعت انصار ہی تھی یہ امر بظاہر دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ عمر و ابو عبیدہ کہ جو عمدہ ترین اہل بعیت سے تھے وہ زمرہ اہل حل و عقد سے خارج تھے اور رتبہ اجتہاد سے متصف نہیں تھے اور یہ امران دونوں کی جلالت قدر جوان کے نزدیک ہے اُسکی تحقیر کرتا ہے جیسا کہ یہ امر پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے۔

اسکے بعد ابن روزبہان کا اس حصر پر استدلال کرنا اپنے اُس قول سے کہ مراد اہل حل و عقد سے اُمرا لشکر ہیں کہ جن کے بلا مشورہ امر ناتمام رہتا ہے پس یہ استدلال ابن روزبہان کا دو طرح سے مردود ہے۔

ایک یہ کہ تفسیر اہل حل و عقد کی امرا لشکر کے ساتھ یہ ایک ایجاد ناصب کی ہے کہ جس کا ذکر اُسکے علماء کی کتب میں کہیں نہیں پایا جاتا ہے۔

اور ہر آئینہ وہ امر کہ جسکی تصریح ابن حاجب نے اپنی مختصر میں اور عضد الایجی نے اُسکی شرح میں اور علاوہ ان دونوں کے اوروں نے اپنی تصنیف میں جو بیان کیا ہے یہ ہے کہ اجماع اتفاق ہے مجتہدین کا امت محمد صلعم میں سے کسی زمانہ میں ایک امر پر خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی۔

دوسرے یہ کہ تفسیر کرنا اہل حل و عقد کا امرا لشکر سے اور اہل حل و عقد کا صرف جماعت انصار میں منحصر کرنا خارج کرتا ہے امیر المومنین علیہ السّلام کو اور ابو بکر و عمر و عثمان و اسامہ بن زید کو اہل حل و عقد سے حالانکہ جناب امیر المومنین و ثلثہ اور اُن کے غیر پر بوقت وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر تھے اور یہ سب یعنی امیر المومنین و ابو بکر و عمر و عثمان و اسامہ بن زید امراء مہاجرین میں سے ہیں جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے اور کسی پر پوشیدہ نہیں۔

ہاں بعض اہلسنت کے بہ تکلف جواب دینے والوں نے کہا ہے کہ اگرچہ سقیفہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



کے روز خلافت ابوبکر پر اجماع متحقق نہیں ہوا لیکن اُس وقت سے چھ مہینے کے بعد تحقیق ہوا اور سب لوگ راضی ہو گئے لہذا اجماع ہو گیا درانحالیکہ یہ بھی صحیح نہیں ہے اسلئے کہ امیرالمومنین اور اُن کے اصحاب نے تو چھ مہینے کے بعد بھی بیعت نہیں کی اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت نے ابوبکر کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جیسا کہ بیعت کرنیوالے بیعت کرتے ہیں تو سعد بن عبادہ اور اُن کی اولاد نے نہ کبھی اس خلافت سے اتفاق کیا اور نہ ابوبکر کی بیعت کی نہ عمر کی جیسا کہ عنقریب ہم بیان کریں گے اور اگر یہ سب مان بھی لیا جائے تب بھی ہم یہ کہیں گے کہ اجماع کی تعریف میں اس امر کا اعتبار کیا گیا ہے کہ تمام اہل اجماع کسی ایک بات پر ایک وقت میں اتفاق کریں اس لئے کہ اگر ایک وقت میں ایسا نہو تو اس امر کا احتمال ہوتا ہے کہ پہلے جو لوگ متفق تھے اب اُن کی رائے بدل گئی ہو لہذا خلافت ابوبکر پر تدریجاً اجماع ہونے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے۔

بالجملہ اگر اہل سنت اس امر کا دعویٰ کریں کہ سب نے خلافت ابوبکر پر ایک ہی وقت میں اتفاق کر لیا تھا تو یہ بالاتفاق خلاف واقع ہے اور اگر یہ کہیں کہ نہیں بلکہ مختلف اوقات میں اتفاق کیا گیا ہے تو اس کا ثابت کرنا سخت دشوار ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناصبی کو اس دروغ بافی اور کتاب خدا و سنت پیغمبر و تاریخ پر کثرت سے افترا پردازی کرنے میں اس امر کا اطمینان تھا کہ یہ میری تصنیف علما ءامامیہ اور دیگر اہل علم و بصیرت کے ہاتھوں تک نہیں پہونچ سکتی اور یہ بعید نہیں ہے اسلئے کہ یہ کتاب اُس نے اُس وقت لکھی کہ جب وہ شاہ اسمٰعیل صفوی کے خوف سے بھاگ کر ماوراءالنہر میں شہر قاسان میں رہا جیسا کہ وہ خود اول میں اپنی کتاب کے لکھتا ہے اور اُس نے اپنی کتاب کو شاہ بیگ خاں والی بلاد ماوراءالنہر کے نام سے معنون کیا تھا اور اپنے دل میں قرار دیا تھا کہ خوف و ہلاک کی وجہ سے علماء امامیہ میں سے کوئی شخص وہاں نہ آئیگا (یعنی بلاد ماوراءالنہر میں) اور خود اہل ماوراءالنہر ایسے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کودن ہیں کہ جن کو سوائے فقہ و اصول ابی حنیفہ اور تھوڑی سی ظاہری عربیت کے اور کچھ نہیں آتا ایک بھی اُن میں سے اسکی تمیز نہیں کر سکتا کہ میں نے اس کتاب میں کیا جھوٹ کے پل باندھے ہیں اور حق یہ ہے کہ ایسا ہی ہوا اور اس کا گمان بالکل ٹھیک اتر اُس خطا کار نے سچ کہا ہے اس لئے کہ میں نے خود اس منحوس کتاب کی پشت پر ما وراء النہر کے بعض قاضیوں کی چند سطریں لکھی ہوئی دیکھیں جس میں بے انتہا تصنیف اور مصنف کی مدح و ثنا میں مبالغہ کیا گیا ہے۔

چوتھے اُس کا یہ ذکر کرنا کہ ابوبکر نے سقیفہ کو اُس وقت تک نہیں چھوڑا جبتک کہ تمام انصار نے سوائے سعد بن عبادہ کے بیعت نہیں کر لی چند وجوہ سے بالکل غلط ہے جیسا کہ کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں اُس کے مصنف ابن عبد البر کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے جہاں کہ اُنہوں نے ابوبکر کے ترجمہ میں کہا ہے کہ "اُن کی خلافت کی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں تو رسالتمآب کی وفات کے روز ہوئی اور بیعت عامہ اُس کے دوسرے روز یعنی سہ شنبہ کو ہوئی لیکن سعد بن عبادہ اور ایک گروہ خزرج اور ایک فرقہ قریش نے بیعت نہیں کی" اور نیز یہ جو اُس نے (یعنی ابن روزبہان نے) ذکر کیا ہے کہ سعد بن عبادہ ابوبکر کی خلافت کے ساتویں روز مر گئے یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ ابن عبد البر نے مذکورہ بالا کتاب میں اور ابن حجر عسقلانی نے کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھا ہے "سعد نے نہ تو ابوبکر کی بیعت کی اور نہ عمر کی اور نہ یہ لوگ اُن کو مجبور ہی کر سکے جیسے اور لوگ مجبور کئے گئے تھے اس لئے کہ اُن کے اعزا و اقربا بنی خزرج میں بہت تھے لہذا اُن کے فتنہ سے بچنے کی غرض سے سعد مجبور نہیں کئے گئے۔

جب حکومت اہل اسلام عمر کو ملی تو ایک روز سعد مدینہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ عمر کی نظر اُن پر پڑ گئی عمر نے کہا کہ سعد یا تو ہماری بیعت میں داخل ہو یا مدینہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے نکل جاؤ تو سعد نے کہا کہ مجکو خود ایسے شہر میں رہنا حرام ہے جس کا تو امیر و حاکم ہو۔ اور اُس کے بعد ہی سعد بن عبادہ مدینہ سے شام چلے گئے۔

دمشق کے اطراف میں اُن کا بہت بڑا قبیلہ تھا تو وہ ایک ایک ہفتہ ہر گروہ میں زندگی بسر کرتے تھے اُس زمانہ میں یہ ایک مرتبہ ایک گانوں سے دوسرے گانوں میں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک باغ تھا اُسکے پیچھے سے وہ تیر سے مارے گئے۔

اور صاحب روضۃ الصفا کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ "سعد نے ابو بکر کی بیعت نہیں کی اور مدینہ سے شام کی طرف چلے گئے اور وہاں بعد مدت کے بعض بزرگ لوگوں کی تحریک سے قتل کر دیئے گئے"

بلاذری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے خالد بن ولید اور محمد بن مسلمہ انصاری سے ارشاد کیا تھا کہ سعد قتل کر دیئے جائیں چنانچہ اُن دونوں نے تیر مار کر اُن کو قتل کیا اور لوگوں کو یہ باور کرایا کہ جنوں نے سعد کو مار ڈالا ہے اور ایک شعر بھی جنوں کی طرف سے نظم کر کے مشہور کیا گیا تھا جس کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے قبیلہ بنی خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا اور ایسے دو تیر مارے جو ٹھیک اُن کے قلب پر پڑے۔ اور یہ سب عمر کی خاطر سے کیا گیا تھا۔

پانچویں وجہ بطلان کی یہ ہے کہ ابن روزبہان نے یہ جو کہا ہے کہ اگر انصار نے جناب رسالتمآب صلعم سے کوئی نص خلافت امیر المومنین علیہ السلام پر سنی تھی تو خلافت ابو بکر کے روز کیوں پیش نہ کی۔ تو یہ قول بھی اُس کا کان دھرنے کے قابل نہیں ہے اسلئے کہ انصار نے ضرور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نص سنی تھی اور آپسمیں اُس کا تذکرہ بھی کیا تھا لیکن اُس وقت اس وجہ سے پیش نہیں کی کہ ابو بکر کے دوستوں نے یہ شبہہ ڈالدیا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے خلافت سے دست کشی کر لی ہے اور خانہ نشین ہو گئے ہیں چنانچہ تاریخ و سیر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com/



کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم نے رحلت فرمائی تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام معہ اپنے اصحاب کے (کہ جو بنی ہاشم و غیر بنی ہاشم پر شامل تھے) آنحضرت ص کی تجہیز و تکفین و مراسم تعزیت میں مشغول ہو گئے اور حضرت کو یہ خیال تھا کہ میری موجودگی میں کوئی شخص خلافت کی طمع نہ کریگا لیکن بعض اُن لوگوں نے جو حضرت سے منحرف تھے لوگوں کے دلوں میں یہ شبہہ ڈالدیا تھا کہ حضرت کو چونکہ وفات جناب رسالتمآب ص کا بہت بڑا صدمہ ہوا لہٰذا وہ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور خانہ نشینی اختیار کرلی ہے اور صرف حزن و ملال و مراسم تعزیت میں مشغول ہیں تو خزیمہ بن ثابت انصاری نے آکر اپنی قوم سے امیر المومنین کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ بیان کیا اور کہا کہ کسی کا خلیفہ ہونا ضروری ہے اور سوائے اُن کے کوئی قرشی اس کے لائق نہیں ہے۔ یہ سنکر انصار کو خوف ہوا کہ کہیں کوئی تند و سخت قرشی خلیفہ نہ ہو جائے جو بدر کے کینوں اور جاہلیت کے خونوں کا بدلہ لے تو اور مصیبت ہو یہ خیال کر کے کل انصار سعد بن عبادہ (کہ جو انصار کے سردار تھے) کی طرف متوجہ ہوئے اور سقیفہ میں حاضر ہو کر اُن سے خواہش کی کہ وہ خلافت کو قبول کرلیں لیکن اُنھوں نے بسبب امیر المومنین ع کے مرتبہ کے اور اسکے کہ وہ خدا اور رسول ص کی طرف سے منصوص بخلافت ہیں انکار کیا جب قریش نے یہ سنا تو وہ تو موقع کے تاک ہی میں تھے گزبڑ کر کے ابوبکر کی بیعت میں تعجیل کرنا شروع کی اور سقیفہ پہونچے تاکہ انصار کے ہنگامے کو روکیں اور انصار سے جبراً و کرہاً ابوبکر کی بیعت لینا چاہی تو انصار نے کہا کہ جب تم نے خدا و رسول ص کی نص کو ترک کر دیا تو پھر امیر المومنین علی ع کے بعد ہم تم برابر ہیں لہٰذا ایک ہم میں سے امیر ہو اور ایک تم میں سے تو ابوبکر اور اُن کے ساتھیوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت رسالتمآب ص فرما گئے ہیں کہ امام قریش میں سے ہوں گے لہٰذا تم میں سے کوئی نہیں ہو سکتا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تو سعد نے بھی انکار کیا اور کہا جس شخص کی خلافت منصوص ہے وہ تمھارے علاوہ ہے۔
اب پھر اضطراب ہوا یہاں تک کہ بشر بن سعد بن ثعلبہ انصاری کا قلب اس خیال
سے کہ اپنے چچا زاد بھائی سعد بن عبادہ کو شکست دے قریش کو ترجیح دینے کی طرف
اور اُن کی موافقت کی طرف مائل ہوا اس وجہ سے قریش کو تقویت ہوئی اور عمر نے
دوڑ کر ابوبکر کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اُس نے اور ایک جماعت نے جو مثل اُنہیں کے
تھی ناگہانی بیعت کر لی جیسا کہ خود بعد کو کہتے تھے کہ بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی
اللہ شرھا عن المسلمین محمد بن جریر طبری شافعی کتاب المواہب میں ابوعلقمہ اور
سعد بن عبادہ سے روایت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابوعلقمہ نے بیان کیا کہ جب لوگ
ابوبکر کی بیعت کی طرف مائل ہو چکے تو میں نے ابن عبادہ سے کہا کہ تم کیوں ایسی چیز
میں داخل نہیں ہوتے جس میں کہ تمام مسلمان داخل ہو چکے ہیں (یعنی بیعت ابوبکر) تو
ابن عبادہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے خود رسالتمآب کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جب
میں انتقال کر جاؤں اور لوگ اپنے پچھلے حالات کی طرف واپس جائیں اور خواہشوں
میں گمراہی پیدا ہو تو اُس دن حق علیؑ کے ساتھ ہوگا اور کتاب خدا اُن کے ہاتھ میں ہوگی
لہذا اُن کے سوا کسی اور کی بیعت نہ کرنا تو میں نے اُن سے کہا آیا کسی اور نے بھی
اس خبر کو سنا ہے سوائے تمھارے تو کہا کہ لوگوں کے دلوں میں تو بغض و کینہ بھرا ہوا
ہے میں نے کہا کہ شاید تمھارا نفس یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب تمھیں کو ملتا تو اونھوں نے
قسم کھا کر کہا کہ میں نے کبھی اس کا قصد بھی نہیں کیا اور اگر لوگ علیؑ کی بیعت کرتے
تو پہلا بیعت کرنے والا سعد ہوتا ختم ہوا کلام طبری۔ اور علامہ حلّی رحمہ اللہ نے شرح
دعائے صنمی قریش میں روایت کی ہے کہ ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ اور اُن کے بھائی
سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر اپنی بیعت و حکومت کے خواستگار ہوئے بغیر اسکے
کہ اہل بیعت و بنی ہاشم کی کچھ بھی پرواہ کریں اور ان تینوں میں سے ہر ایک نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لے حکومت چاہتا تھا اور اپنے ساتھی کی طرف پھیرنا چاہتا تھا تو انصار نے انکار کیا اور اسکے دفع کرنے میں اصرار کرتے ہوئے وہ احادیث پیش کیں جن میں آنحضرت نے امیر المومنینؑ کی امامت پر تاکید فرمائی تھی مختلف مقامات پر اور ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کریں۔ ابوبکر نے کہا یہ سب ٹھیک ہے لیکن آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ ہم اہلبیت کو خدا نے منتخب کیا اور نبوت سے عزت بخشی اور ہمارے لئے دنیا پر راضی نہیں ہوا اور نہ ہمارے لئے نبوت خلافت کو جمع کریگا اسکو نسخ کردیا ابوبکر کے اس قول کی عمر اور ابو عبیدہ نے تصدیق کی اور حضرت امیرؑ کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہونے کی وجہ یہی بیان کی کہ وہ خود بھی اسی وجہ سے خانہ نشین ہوگئے کیونکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھکو خلافت سے علیحدہ کرلیا ہے۔

تو انصار نے کہا کہ پھر ہم تو کسی اور کی امارت کو قبول نہ کریں گے لہذا ایک ہم میں سے امیر ہو اور ایک تم میں سے تب ان لوگوں نے یہ کہا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ آنحضرت صلعم فرما گئے ہیں کہ ائمہ قریش ہی میں سے ہوں گے۔ یہ گڑھ گڑھ کرکے انصار اور امت کو دھوکے میں ڈالا ت اپنی لے لی۔ اب جب امیر المومنین اور اُن کے ساتھی دفن و کفن سے آنحضرتؐ کے فارغ ہوئے اور خلافت کے بارے میں گفتگو کی تو اُن لوگوں نے کبھی تو یہ عذر کیا کہ لوگوں نے بیعت کرلی اور ہمکو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ بھی اس کے خواستگار ہوں گے اور اب بیعت کے توڑنے سے بہت سے مفاسد مسلمانوں میں پیدا ہوں گے اور ارکان دین میں خلل پڑیگا۔ اور کبھی یہ عذر کیا کہ ہمکو یہ گمان ہوا کہ آپ نے کثرت رنج والم کی وجہ سے خلافت کو چھوڑ دیا ہے لہذا اصحاب رسولؐ نے اس امر سے اتفاق کیا کہ ابوبکر خلیفہ کردیئے جائیں۔ اور اسی قسم کے پوچ اور بیجا عذر کئے جن کا ذکر آئندہ معہ جوابوں کے کیا جائے گا اور اُن چیزوں میں سے کہ جو ان لوگوں کی رگ انکار کو توڑتی ہیں اور ان کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پھر جانے کو ظاہر کرتی ہیں ایک وہ چیز ہے کہ جسکو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ جو بڑے شیوخ اہل سنت میں سے ہیں اور جن کی بہت سی تصنیفات ہیں امامت ابو بکر وغیرہ میں وہ کتاب السیاستہ کے اُسی باب میں جس میں ابو بکر کی خلافت اور امیرالمومنین کے انکار بیعت کو ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ مورخین نے ذکر کیا ہے اس امر کا کہ امیرالمومنین جب لائے گئے ابو بکر کے پاس اور حضرت فرما رہے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور رسولخدا کا بھائی ہوں تو حضرت سے کہا گیا کہ ابو بکر کی بیعت کریں حضرت نے فرمایا کہ میں خلافت کا تم سے زیادہ حقدار ہوں میں تمھاری بیعت نہ کرونگا بلکہ تم لوگوں کو میری بیعت کرنا چاہیئے تم لوگوں نے انصار سے خلافت یہ کہکے لیلی کہ ہم لوگ رسالتمآب کے قرابت دار ہیں اور ہم اہلبیت سے زبردستی غصب کرتے ہو تم لوگ وہی نہیں ہو جنھوں نے انصار کے مقابلہ میں یہ گمان کیا تھا کہ تم لوگ خلافت کے زیادہ مستحق ہو اس وجہ سے کہ تمکو رسالتمآبؐ سے قرابت ہے اور انصار نے اسی وجہ سے تمکو موقع دیا اور خلافت تمھارے سپرد کر دی۔ پس اب ہم تمھارے اوپر بھی حجت پیش کرتے ہیں کہ ہم سب سے زیادہ رسالتمآبؐ کے ساتھ اولیٰ ہیں حیات و ممات میں پس تمکو چاہیے کہ ہمارے بارے میں انصاف کرو اگر اپنے نفسوں پر کچھ بھی تمکو خوف ہو ورنہ ظلم کرو اور تم جانتے ہو کہ اوس کا کیا نتیجہ ہے تو عمر نے کہا کہ جب تک آپ بیعت نہ کریں گے اوس وقت تک چھوٹ نہیں سکتے حضرت نے فرمایا تو اپنے فائدے کے لئے ابو بکر کی تائید کرتا ہے آج تو اوسکے لئے خلافت کو مستحکم کر رہا ہے تاکہ وہ کل مرتے وقت تجکو دے جائے۔ واللہ اے عمر میں تیری بات نہیں مانوں گا نہ ابو بکر کی بیعت کروں گا ابو بکر نے کہا کہ اگر آپ بیعت نہ کریں گے تو میں مجبور بھی نہ کروں گا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین خدا کا خوف کرو اور رسالتمآبؐ کی سلطنت کو جو عرب پر اُن کو حاصل تھی اُن کے گھر سے نکال کر اپنے گھر میں نہ لیجاؤ اور رسالتمآبؐ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کو جو مرتبہ اور حق لوگوں میں حاصل تھا اُس سے اُن کے اہلبیت کو نہ گراؤ۔ خدا کی قسم ہم اہلبیت زیادہ حقدار ہیں تم سے جب تک کہ ہم میں کتاب خدا کا پڑھنے والا اور دین خدا کا سمجھنے والا اور رسالتمآبؐ کی سنتوں کا جاننے والا باقی رہے کوئی دوسرا حقدار نہیں ہو سکتا۔ حضرت کے اس کلام میں بہت سے شواہد شیعوں کے دعویٰ پر ہیں۔ پہلے یہ کہ حضرت نے فرمایا کہ میں زیادہ حقدار ہوں خلافت کا بہ نسبت تمہارے۔ دوسرے یہ فرمایا کہ تم لوگ خلافت کو ہم اہلبیت سے غصب کرتے ہو۔ تیسرے یہ فرمایا کہ ہم اولیٰ ہیں رسالتمآبؐ کے ساتھ حیات و ممات میں چوتھے یہ فرمایا کہ رسالتمآبؐ کی اوس سلطنت کو جو عرب میں حضرت کو تھی اُن کے گھر سے نہ نکالو اور اُن کے اہلبیت کو اُن کے مرتبہ اور حق سے دور نہ کرو۔ ہم اہلبیت تم سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ رسالتمآبؐ کی خلافت کے ہم گروہ امامیہ تو اسکے قائل ہیں کہ حضرت نے یہ سب بالکل سچ فرمایا اور نواصب کیلئے لازم ہے کہ وہ حضرت کی تکذیب کریں کاش کہ میں یہ سمجھ سکتا کہ اُن کو اہلبیت کی محبت کہاں ہے اور کس طرح وہ حضرت کی ان سب باتوں میں تکذیب کر سکتے ہیں۔ درحالیکہ وہ حضرت اُن کے نزدیک بھی امام ہیں یا کس طرح انکو سچا سمجھ سکتے ہیں جس سے اُن کے پہلے خلیفہ کی تکذیب لازم آتی ہے اور ابن قتیبہ کس طرح جمع کر سکتا ہے اس حدیث کو اُس حدیث کے ساتھ جس کا منشا یہ ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جنکی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے جس کو چاہتا ہے خدا اپنے نور کی اُس کو ہدایت کرتا ہے اور وہ اپنے نور کو پورا کرنیوالا ہے اگرچہ کفار کو بُرا معلوم ہو (**قول مترجم**) یعنی ابن قتیبہ نے اپنی تاریخ میں واقعہ بیعت ابوبکر کا ذکر کرتے ہوئے جو یہ لکھا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے بیعت سے انکار کیا اور اپنی حقیت کا اظہار کیا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ حضرت کے اس کلام معجز بیان کو صحیح سمجھتا ہے یا نہیں اگر معاذ اللہ تکذیب کرے تو ایسے شخص کی تکذیب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کریگا کہ جبکو ہم اور وہ دونوں امام مانتے ہیں اور اگر تصدیق کرے تو ابو بکر کی تکذیب ہوتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب اس کلام کو حضرت کے مانتا ہے تو پھر وہ وضعی حدیث جس میں رسالتمآب صلعم پر افترا کیا ہے کہ حضرت نے تمام اصحاب کو ہادی قرار دیا ہے کیسے صحیح ہو سکتی ہے) اور چھٹی وجہ بطلان کی یہ ہے کہ علماء سنیہ نے آنحضرت صلعم کا یہ قول جو ذکر کیا ہے کہ الائمۃ من قریش یہ صحیح ہے اور اسکی تائید کرتا ہے حضرت کا وہ قول جو صحیح حدیثوں میں ہے کہ اسلام اُس وقت تک معزز رہیگا جب تک کہ اُس میں بارہ خلیفہ گذریں گے جن میں کا ہر ایک قریشی ہوگا اور حضرت کی مراد پہلے قریشی خلیفہ سے امیر المومنین ہی تھے لیکن جب لوگوں کے دلوں میں یہ شبہہ ڈالدیا گیا کہ حضرت خلافت سے دست بردار ہو کر خانہ نشین ہو گئے جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں تو اس بات کو چھپا ڈالا اور کوئی دوسرا قریش خلیفہ بنایا جانا جائز کر لیا گیا۔ ساتویں وجہ بطلان کی یہ ہے کہ ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ انصار نے کیوں نہ کہا کہ امامت علیؑ کیلئے رسالتمآبؐ کی نص ثابت ہے دلائل سابقہ سے رد کیا جا چکا ہے اور عنقریب ہم یہ ذکر کرینگے کہ انصار نے یہ کہا تھا لیکن امیر المومنینؑ کی دست برداری بیان کر کے لوگوں کے دلوں میں یہ شبہہ ڈالدیا گیا اور باوجود اسکے پھر بھی بعض اہل سقیفہ نے اصرار کیا اور ابو بکر کی بیعت نہیں کی اور یہ کہا کہ ہم سوائے علیؑ کے اور کسی کی بیعت نہیں کریں گے رئیس المحدثین نے روضۃ الاحباب میں اسکی تصریح کر دی ہے ہماری اس تقریر سے جو ابن روزبہان نے انصار کا سکوت آخر میں ثابت کیا تھا وہ بھی باطل ہو گیا۔

آٹھویں وجہ بطلان کی یہ ہے کہ ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ مصنف رہ نے جو چیزیں اشاعرہ کے لئے ذکر کی ہیں اُن میں سے ایک بھی اُن پر لازم نہیں آتی اس حیثیت سے تو ٹھیک ہے کہ اشاعرہ تصریحاً اُن چیزوں کے قائل نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق خداوند عالم ہے لہذا جو کچھ بھی مصنف رہ نے بیان کیا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے وہ سب اُن پر لازم آتا ہے۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

چوتھی بحث امام کے معین کرنے میں ہے شیعہ امامیہ تو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام امام تھے اور سنی کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر و عثمان کے بعد حضرت خلیفہ ہوئے حالانکہ یہ دلائل عقلیہ و نقلیہ دونوں کے خلاف ہے وہ دلائل عقلیہ کہ جو امیر المومنینؑ کی امامت پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔ **اول** یہ کہ امام معصوم ہونا چاہیئے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور یہ اجماع سے ثابت ہے کہ سوا علیؑ کے خلفاء ثلاثہ میں سے کوئی بھی معصوم نہ تھا لہذا وہی حضرت امام تھے **دوسرے** یہ کہ منجملہ شرائط امامت یہ بھی ہے کہ اُس سے پہلے کوئی معصیت نہ سرزد ہوئی ہو اور شیوخ ثلاثہ قبل اسلام بتوں کو پوجتے تھے لہذا وہ امام نہیں ہو سکتے اور امیر المومنین امام تھے **تیسرے** یہ کہ امام کو منصوص ہونا چاہیئے اور سوا حضرت کے ان میں سے کوئی بھی منصوص نہ تھا لہذا حضرت امام تھے **چوتھے** یہ کہ امام کو رعیت سے افضل ہونا چاہیئے اور یہ وصف بھی حضرت کے سوا ان میں سے کسی میں نہ تھا لہذا حضرت ہی امام تھے **پانچویں** یہ کہ امامت ریاست عامہ ہے اُسکے لئے اوصاف زہد و علم و عبادت و شجاعت و ایمان کی ضرورت ہے اور عنقریب ہم یہ تفصیلاً بیان کریں گے کہ امیر المومنین علیہ السّلام میں یہ تمام اوصاف بدرجۂ کمال جمع تھے اور سوا آنحضرتؐ کے اور کسی میں نہ تھے لہذا حضرت ہی امام تھے۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ اہلسنت و جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام حق رسالتمآب صلعم کے بعد

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ابو بکر صدیق ہیں اور شیعوں کے نزدیک علیؑ مرتضیٰ ہیں۔ اہلسنت کی دلیل دو وجہوں سے ہے اول یہ کہ طریقہ ثبوت امامت کا یا تو نص ہے یا اجماع کے ساتھ امت کا بیعت کر لینا لیکن نص کا تو وجود ہی نہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے اور آیندہ پھر تفصیل سے ذکر کریں گے اب رہا اجماع تو وہ ابو بکر پر امت نے بالاتفاق کر لیا تھا اور کسی پر نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو بکر و علیؑ و عباس میں سے ایک کی حقیت امامت پر اجماع منعقد ہوا اور ان دونوں نے ابو بکر سے کوئی منازعت نہیں کی اس سے یہ معلوم ہوا کہ ابو بکر حق پر تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دونوں ضرور نزاع کرتے جیسا کہ علیؑ نے معاویہ سے کیا اسلئے کہ عادةً ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے مقام پر اگر باوجود قدرت و امکان کے نزاع نہ کی جائے تو خلاف عصمت ہے اس لئے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ جو خلاف عصمت ہے اور تم لوگ (یعنی شیعہ) عصمت کو شرط صحت امامت اور امام کے لئے واجب جانتے ہو پس اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں کو ابو بکر سے لڑنے کا امکان نہ تھا تو ہم یہ کہیں گے کہ تم تو اس کو تسلیم کئے ہوئے ہو کہ علیؑ ابو بکر سے زیادہ شجاع و بہادر تھے اور دین میں ابو بکر سے زیادہ سخت تھے اُن کا قبیلہ اور مددگار بھی زیادہ تھے۔ نسب وحسب میں بھی اشرف تھے۔ اور جس نص کا تم لوگ دعویٰ کرتے ہو وہ بھی لا بد لوگوں کے سامنے ہوئی ہوگی۔ تو انصار کبھی ابو بکر کو علیؑ پر ترجیح نہ دیتے اور رسالتمآب صلعم آخر عمر میں بالائے ممبر فرما گئے تھے کہ میرے انصار میرے رازدار و معتمد ہیں اور وہ تعداد میں غالب مثل لشکر کے تھے تو رسالتمآب کو لازم تھا کہ انصار کو وصیت کر جاتے کہ امر خلافت میں علیؑ کی امداد کرنا اور میرے نص کی جو مخالفت کریں اُن سے لڑنا اور پھر فاطمہ زہرا (صلوات اللہ علیہا) بایں علو مرتبت علیؑ کی زوجہ تھیں اور حسنین (سلام اللہ علیہما) رسول اللہ کے نواسے اُن کے لڑکے تھے۔ اور عباس با بزرگی و علو مرتبت یعنی قرابت رسول اُن کے ساتھ تھے۔ چنانچہ مروی ہے کہ عباس نے علیؑ سے کہا اپنا ہاتھ پھیلاؤ تو میں تمہاری بیعت کر لوں تاکہ لوگ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کو یہ کہنے کو ہو کہ رسول اللہ کے چچا نے اُن کے بھتیجے اور داماد کی بیعت کرلی ہے تو پھر دو آدمی بھی تمھارے بارے میں اختلاف نہ کرینگے اور زبیر سا شجاع بھی اُن کے ساتھ تھا کہا جاتا ہے کہ زبیر نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہا کہ میں ابوبکر کی خلافت پر ہرگز راضی نہیں ہوں اور ابوسفیان نے کہا کہ اے بنی عبدمناف کیا تم اس امر پر راضی ہو گئے کہ ایک قبیلہ بنی تیم کا آدمی تم پر حکمرانی کرے قسم بخدا کہ میں میدان مدینہ کو لشکر کے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔ اور انصار نے خلافت ابوبکر کو ناپسند کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک تمھارا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

تو اگر امامت علیؑ پر کوئی نص جلی ہوتی تو ضرور اُس کو یہ لوگ ظاہر کرتے اور ضرور اُن لوگوں کو لڑنے کا امکان تھا۔ اور یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ لڑنے کا امکان نہ تھا حالانکہ اُن کے نزدیک ابوبکر ایک کمزور اور مفلس بزدل بوڑھا تھا کہ جس کے پاس نہ آدمی تھے نہ شان و شوکت۔ ایسی حالت میں کیونکر مان لیا جائے کہ اُس سے لڑنے کا امکان نہ تھا لہذا ان سب امور سے بھی معلوم ہوا کہ خلافت ابوبکر پر اجماع ہو چکا تھا اور کسی اور کی خلافت پر نص موجود نہ تھی اور خود علیؑ نے ابوبکر کی بیعت کر لی تھی اسلئے کہ انھوں نے ابوبکر کو خلافت کے قابل عاقل صابر با اخلاق سن رسیدہ اسلام کے لئے مفید پایا اور صحابہ کو کوئی ذاتی غرض سلطنت و ریاست کی نہ تھی بلکہ اُن کی غرض تو یہ تھی کہ حق قائم اور دین مستقیم ہو جائے تاکہ لوگ دین اسلام میں داخل ہوں یہ غرض ابوبکر کے خلیفہ ہونے سے حاصل ہوتی تھی لہذا یہ کام اُسی کے سپرد کر دیا اور خود سب معین و مددگار رہے۔ سچا مذہب اور صاف حق یہی ہے جس پر امت کی بڑی تعداد ہو اور رسالتمآبؐ فرما چکے ہیں کہ کثرت اور بڑی تعداد کی پابندی کرنا لازم ہے۔ اب رہا یہ کہ علیؑ کی خلافت پر دلائل عقلیہ جو قائم کی گئی ہیں جن میں سے پہلی یہ ہے کہ امام کو معصوم ہونا چاہیئے تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام کے لئے عصمت ضروری نہیں ہے نہ عقلاً

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



نہ شرعاً اور دوسرا جواب بھی ذکر کر چکے ہیں کہ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ امام سے پہلے کوئی گناہ نہ سرزد ہوا ہو۔ اور تیسرا جواب یہ ہے کہ نص کا ہونا بھی واجب نہیں ہے۔ اسلئے کہ اجماع بھی مثل نص کے ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ امام کو رعیت سے افضل ہونا بھی ضروری نہیں ہے جیسا کہ ثبوت افضلیت علیؑ کے بیان میں ذکر ہوا ہے پانچواں جواب یہ ہے کہ زہد و علم و عبادت و شجاعت و ایمان یہ سب چیزیں خلفائے ثلاثہ میں موجود تھیں۔ اب رہا یہ امر کہ ان سب صفات میں اکمل ہو تو یہ لازم نہیں ہے با وجودیکہ یہ لوگ اسلام کی زیادہ حفاظت کرنے والے تھے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ ابن روزبہان کے اس کلام پر جتنے ایراد ہو سکتے ہیں ان سب کا تو ذکر نہیں ہو سکتا لیکن چند ذکر کئے جاتے ہیں اول یہ کہ اس کا نص سے انکار کرنا بالکل باطل ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور آئندہ پھر انشاء اللہ تفصیل سے ذکر کرینگے دوسرے یہ کہ خلافت ابوبکر پر اجماع ہرگز نہیں ہوا بلکہ اجماع نہ ہونا ثابت اور محقق ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں اور یہاں بھی بعض اپنے علماء کے افادات کا ملخص بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض حضرات علماء نے ذکر فرمایا ہے کہ منہاج بیضاوی اور مختصر ابن حاجب اور اس کی شرحوں میں اجماع کی تعریف یہ کی ہے کہ اجماع کے معنی یہ ہیں کہ تمام اہل حل و عقد یعنی مجتہدین و علماء مسلمین کا کسی ایک امر پر اتفاق کرنا ایک ہی وقت میں اور علماء اہلسنت کو اجماع کے ثابت ہونے میں اور اس کے شرائط کے پائے جانے میں خود ہی کلام ہے۔ جیسا کہ شرح عضدی وغیرہ میں ہے کہ آیا اجماع ممکن بھی ہے یا محال ہے اور بفرض امکان وہ کبھی واقع بھی ہوا یا نہیں۔ اور اگر یہ بھی مان لیں تو آیا وہ کسی چیز کی دلیل و حجت ہے یا نہیں اگر اس کا دلیل ہونا بھی مان لیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تو آیا وہ بغیر اسکے کہ تواتر سے ثابت ہوا ہو دلیل ہو سکتا ہے۔ یا بغیر حد تواتر کو پہونچے ہوئے نہیں ہو سکتا ان سب مندرجہ بالا امور میں اختلاف ہے۔ علمائے اہلسنت میں تو اہلسنت پہلے ان امور کو طے کر لیں تب خلافت ابو بکر کو ثابت کریں۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ان کے علما میں سے وہ لوگ کہ جو اجماع کے قائل نہیں ہیں وہ کیسے ابو بکر کی خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ثابت کرنا چاہتے ہیں ان سب مراحل کے بعد اور بھی اختلاف ہے وہ یہ کہ آیا اجماع کی حقیقت میں یہ بھی شرط ہے کہ اجماع کرنے والوں میں سے کوئی شخص اُسکے خلاف رائے ظاہر نہ کرے یہاں تک کہ سب مر جائیں یا نہیں۔ اور اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا اجماع خود تنہا حجت ہے یا اُسکے لئے سند کی بھی ضرورت ہے کہ جو در اصل حجّت ہو۔ اب خلافت ابو بکر پر جس اجماع کا دعویٰ کیا جاتا ہے اُس کی سند جو ذکر کی گئی ہے وہ قیاس فقہی ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ رسالتمآب صلعم نے اپنے مرض کی حالت میں ابو بکر کو حکم دیا کہ وہ نماز جماعت پڑھائیں۔ تو جب ایک امر دین میں اُنھوں نے ابو بکر کو امام کر دیا تو امر دنیا میں ابو بکر کی امامت اور بھی زیادہ پسند کرتے ہونگے اور یہی خلافت ہے تو معلوم ہوا کہ خلافت کو امامت جماعت پر قیاس کیا گیا اور اسی کو اجماع کرنے کے لئے سند قرار دے لیا۔ اور اسی مطلب کا شرح تجرید و مواقف و طوالع اور صابونی کی کفایہ و ابن حجر عسقلانی شافعی کی صواعق محرقہ اور احمد جندی حنفی کے ایک عقائد کے فارسی رسالہ وغیرہ میں ملتی جلتی عبارتوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ جن کا حاصل یہی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے حالت مرض میں ابو بکر کو حکم دیا کہ وہ امام جماعت کی حیثیت سے نماز پڑھائیں تو جبکہ حضرت نے اُن کو امر دین میں امام قرار دیا اور راضی رہے تو امور دنیا میں اُن کا امام ہونا تو اور بھی زیادہ حضرت کو پسند ہوگا یہی خلافت ہے۔ اہلسنت نے اسی کو سند قرار دیا ہے جیسا کہ شرح تجرید سے ظاہر ہوتا ہے اور صاحب کفایہ نے تصریح کی ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ مشہور ترین عبارت تھی جس کا ہم نے ذکر کیا۔ جس شخص کو فی الجملہ بھی علم اصول سے مَس ہوگا اُسکے نزدیک اس کلام کا بطلان پوشیدہ نہیں رہ سکتا اسلئے کہ قیاس کے حجت ہونے کو ثابت کرنا سخت دشوار ہے۔ علماء اہلبیتؑ واہلسنت میں سے فرقہ ظاہریہ اور جمہور معتزلہ اس امر کے قائل ہیں کہ قیاس حجت نہیں ہے۔ اور وہ لوگ اپنے اس قول پر بہت سی عقلی ونقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں جن میں سے بعض مسائل اصول فقہ کے مبحث قیاس میں ذکر کی جائینگی۔ اور ان کے علاوہ اور فرقوں کے علماء بھی قیاس کے اقسام و شرائط میں کثرت سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور اگر باوجود حجیت قیاس کے نا ممکن ہونے کے بالفرض مان بھی لی جائے تو قیاس اُس وقت ہو سکتا ہے کہ جب اصل میں کوئی علت ہو اور فرع میں بھی وہی علت پائی جائے اور یہاں علت مفقود ہے بلکہ فرق موجود ہے اس لئے کہ علماء اہلسنت کے نزدیک نماز کو ہر اچھے بُرے کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں بخلاف خلافت کے کیونکہ خلیفہ کے لئے عدالت وشجاعت وقرشیت وغیرہ کی شرط ہے اور امامت جماعت کے لئے کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نیز امر امامت جماعت ایک ایسا امر ہے کہ جس میں زیادہ علم وشجاعت وتدبیر اور اُن چیزوں کی ضرورت نہیں ہے جن کی کہ اُن کے نزدیک خلافت میں ضرورت ہے۔ پس جبکہ سلطنت وحکومت جمیع امور دین ودنیا میں علوم وشرائط کثیرہ کی طرف محتاج ہوئے اور ابوبکر وغیرہ میں یہ صفات نہ تھے تاکہ امامت جماعت پر قیاس کرکے خلافت بھی اُن کے لئے جائز قرار دے دی جائے اور بعض اہلسنت نے یہ جو کہا ہے کہ نماز ایک دینی کام ہے اور خلافت امور دنیا میں سے ہے یہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ محققین نے (مثل شارح تجرید وغیرہ کے) خلافت کی تعریف میں بیان کیا ہے کہ وہ حکومت عامہ ہے امور دین ودنیا میں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہے باوجود اسکے کہ اصل (یعنی رسالتمآبؐ کا ابوبکر کو امام جماعت مقرر کرنا) ہی ثابت نہیں ہے اسلئے کہ اہل تشیع اس سے بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



رسالتمآب صلعم نے حالت مرض میں لوگوں کو نماز کا حکم دیا۔ عائشہ نے کہدیا کہ آنحضرت صلعم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر نماز جماعت پڑھائیں جب آنحضرت کو یہ معلوم ہوا کہ ایسی فتنہ انگیز چال چلی گئی ہے تو آنحضرت اُسی مرض کی حالت میں اوٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ہاتھ امیرالمومنینؑ کے شانہ پر اور ایک عباس کے شانہ پر رکھکر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کو محراب سے ہٹا کر خود نماز پڑھائی تاکہ ابوبکر کے نماز پڑھانے سے دین میں کوئی خلل نہ پڑ جائے اسکی تائید بخاری کی روایت سے بھی ہوئی چنانچہ وہ عروہ کی سند سے اس واقعہ کی روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت نے اپنے مرض میں کچھ تخفیف پائی تو محراب میں تشریف لائے اور ابوبکر آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور اور لوگ ابوبکر کی نماز سے نماز پڑھنے لگے تھے یعنی ابوبکر کی تکبّری میں۔ اور اسی بنا پر سید شریف جرجانی نے اہل سنت کو خوب ریش خند کیا ہے شرح مواقف میں چنانچہ اُنھوں نے اس روایت کو ذکر کرکے جب یہ دیکھا کہ یہ تو اُس وضعی روایت کے بھی خلاف ہے جس میں لوگوں کا ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنے کا حال ہے چہ جائیکہ وہ روایت کہ جس میں خود رسالتمآبؐ کے اقتدا کرنے کا ذکر ہے تو لکھا کہ یہ کسی دوسرے وقت کا ذکر ہے۔ اس میں جو کچھ اعتراض ہے وہ ظاہر ہے

و نیز اگر ابوبکر سے نماز پڑھانے والی خبر صحیح تھی اور ابوبکر کی امامت پر دلالت بھی کرتی تھی تو پھر تو یہ رسالتمآبؐ کی نص ہوئی اُن کی امامت پر اور جب نص موجود تھی تو ابوبکر اور اُن کے ساتھیوں نے سقیفہ میں اس نص کو ابوبکر کی امامت کی دلیل میں کیوں نہ پیش کیا اور انصار کے مقابلہ میں کیوں اس نص سے احتجاج نہ کیا اور کیوں خلافت کو بیعت پر مبنی قرار دیا جس میں کہ اتنا اختلاف ہوا کہ تلواریں کھنچنے تک کی نوبت آگئی اور اُسکے پیش کرنے سے پہلو تہی کی۔ حالانکہ یہ امر ظاہر ہے کہ کوئی عقلمند اسکو گوارا نہ کریگا کہ جب سہل اور آسان طریقہ ایکا کام کا موجود ہو تو اُسکو چھوڑکر سخت اور مشکل طریقہ اختیار کرے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اس خبر میں کوئی قابلیت دلیل ہونے کی نہیں ہے۔ علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ امامت اصول میں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے ہے اسی وجہ سے اصول میں ذکر کی گئی اور اس باب میں مفصل کلام ذکر ہو چکا ہے۔ لہذا اگر قیاس کا جائز ہونا ثابت بھی ہو جائے تب بھی امامت کو قیاس سے ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جیسا کہ ابھی ہم تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں کہ قیاس فروع میں ہوتا ہے نہ کہ اصول میں۔ اور صاحب مواقف نے یہ جو کہا ہے کہ امامت اصول میں نہیں ہے اس قول کا بطلان بالکل ظاہر ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امامت سی چیز اصول میں داخل نہو حالانکہ وہ نبوت کے برابر ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔ اگر کسی مجتہد کا گمان مسئلہ امامت میں کافی ہو جیسا کہ فقہ کے دیگر فروعی مسائل میں ہوتا ہے تو پھر ایسے مجتہد کی تقلید جائز ہو گی جو ابو بکر کی امامت کو ناجائز سمجھتا ہو اور اوس کو خطاکار کہنا باطل ہوگا۔ حالانکہ اگر اہلسنت میں سے کوئی مجتہد یہ کہے کہ میں امیر المومنین کی امامت کا معتقد ہوں اسلئے کہ میرا گمان غالب یہی ہے کہ حضرت امام تھے یا ایسے مجتہد کی تقلید کوئی کرے تو اُس کو خطاکار کہتے ہیں بلکہ قتل کر دیتے ہیں۔ علاوہ بریں نماز میں کسی کو قائمقام بنا دینے کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ وہ ہمیشہ کے لئے قائمقام ہے جملہ امور میں حالانکہ عزل نماز سے ثابت ہے بفرض وقوع جیسا کہ مذکور ہوا نیز اسکے معارض امیر المومنین علیہ السلام کی قائمقامی ہے جبکہ اُن کو رسالتمآب صلعم جنگ تبوک کے موقع پر تشریف لے جاتے ہوے مدینہ میں اپنا قائمقام کر کے چھوڑ گئے تھے اور پھر حضرت کو معزول بھی نہیں کیا تھا اور جبکہ حضرت مدینہ میں رسالتمآب ؐ کے خلیفہ تھے تو تمام امور امت کے تھے اسلئے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت صرف کسی خاص کام کے لئے مقرر کئے گئے تھے لہذا یہ قائمقامی اُس سے بدرجہا زیادہ موثر ہے اور پھر دوسرا مرجح ہمارے لئے یہ ہے کہ امیر المومنین کو مدینہ پر قائم مقام کرنا امامت کبریٰ سے زیادہ تر قریب ہے اسلئے کہ اس قائمقامی میں امور دین و دنیا دونوں شریک تھے بخلاف اس کے کہ صرف نماز میں کسی کو قائمقام کیا جائے جیسا کہ ذکر ہو چکا۔ اور اگر ہم ان سب کو مان بھی لیں تو یہ کہیں گے کہ تمام امت کا اجماع خلافت ابو بکر پر ایک وقت میں ثابت نہیں ہوتا اور یہ بالکل واضح ہے اگرچہ ہم اہلبیت علیہم السلام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور سردار انصار سعد بن عبادہ اور اُن کی اولاد و اصحاب وغیرہ کی بیعت نہ کرنے سے قطع نظر بھی کر لیں لہٰذا صاحب مواقف نے ابوبکر کی خلافت کو اجماع سے ثابت ہونے کے دعوے سے اعراض کیا ہے اور صرف بیعت سے اس کو ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ سابق میں اس کا ذکر ہو چکا ہے حاصل یہ ہے کہ اگر ابن روزبہان اور اُس کے ساتھیوں کی وقوع اجماع سے یہ مراد ہو کہ بعد وفات سرورِ کائنات فوراً ابوبکر کی خلافت پر سب نے اتفاق کر لیا تھا یا تھوڑے سے زمانہ میں تو اس کا باطل ہونا بالکل ظاہر ہے بالاتفاق اور اگر یہ مراد ہو کہ ایک مدت کے بعد سب نے اتفاق کر لیا تھا تو یہ باوجود اس امر کے کہ ممنوع ہے اور مخالف ہے شرط اتحادِ وقت کے جیسا کہ حقیقت اجماع میں اعتبار کیا گیا ہے حجت نہیں ہو سکتا مگر بشرطیکہ اور باقی لوگ خوشی سے اجماع میں داخل ہوئے ہوں لیکن اگر بہت سے لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اور کچھ لوگ جو قلباً (دل سے) اس امر پر راضی نہوں مگر خوف کی وجہ سے وہ جبراً و قہراً اجماع میں داخل ہو جائیں تو حجت نہیں ہو سکتا اور اس میں شک نہیں کہ واقعہ ایسا ہی ہے اسلئے کہ بنی ہاشم نے پہلے بیعت نہیں کی تھی پھر جب اُن پر زبردستی کی گئی تو چھ مہینے کے بعد اُنہوں نے بیعت کی اور امیر المومنینؑ نے بھی بیعت نہیں کی بلکہ خانہ نشین ہو گئے حتیٰ کہ جمعہ و جماعت میں بھی حضرت نہیں جاتے تھے یہاں تک کہ وہ واقعہ گزرا کہ جس کو تمام اہل اخبار و احادیث نے نقل کیا ہے اور مثل روز روشن کے ظاہر و مشہور ہے یہاں تک کہ معاویہ نے حضرت کو ایک خط میں لکھا تھا کہ آپ تو بیعت کے لئے اس طرح کھینچے جاتے تھے جیسے (بلا تشبیہ) اونٹ نکیل ڈالکر کھینچا جاتا ہے اس کلام میں اپنے وہ حضرت کی تشنیع کرتا ہے کہ حضرت نے بیعت نہیں کی یہاں تک کہ مجبور کئے گئے اور زبردستی کی گئی مثل اُس اونٹ کے کہ جو پل پر سے عبور نہ کرتا ہو اور مجبور کیا جائے اور نیزہ چبھویا جائے تاکہ وہ پل پر سے گزر جائے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تو حضرت نے اُس کے جواب میں تحریر فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت معاویہ سے خطاب کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ تو نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ "میں بیعت کے لئے اس طرح کھینچا جاتا تھا جس طرح اونٹ کھینچا جاتا ہے قسم بخدا تو نے ارادہ کیا تھا کہ اس فقرہ سے تو میری مذمت کرے مگر وہ میری مدح ہو گئی اور تو چاہتا تھا کہ مجکو رسوا کرے مگر تو خود رسوا ہو گیا۔ مسلم کے مظلوم ہونے میں کوئی توہین نہیں ہے جبتک کہ وہ اپنے دین میں شک اور اپنے یقین میں شبہہ نکرتا ہو اور یہ حجت میری تیرے غیر کے لئے (یعنی ابوبکر کے لئے) اس سے زیادہ واضح طور پر ایں مطلب کو حضرت نے خطبہ شقشقیہ میں ارشاد فرمایا ہے اور یہ وہ مشہور خطبہ ہے کہ جس کو حضرت نے اُس وقت ارشاد فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت کی بیعت کر لی ہے عنقریب مصنف علیہ الرحمہ اس کا ذکر کریں گے ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں فضائل عمر کو ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ عمر ہی وہ شخص تھا کہ جس نے کار خلافت کو ابوبکر کے لئے درست کیا اور اس کام میں یہاں تک مدت کی کہ مقداد کو سینہ پر ہاتھ مار کر ڈھکیلدیا اور زبیر کی تلوار کو توڑ ڈالا جس کو زبیر نے کھینچ لیا اس سے معلوم ہوا کہ کتنی زبردستی کی گئی تھی۔ اس سے زیادہ جو چیز اس امر کو ایسا ثابت کر دیتی ہے کہ پھر دشمن کو انکار کا موقع ہی نہیں رہتا وہ حمیدی کی وہ روایت ہے کہ جسکو اُس نے صحیح بخاری و مسلم سے نقل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جناب رسالتؐ کی وفات کے بعد جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا صرف چھ مہینے تک زندہ رہیں اُسکے بعد انتقال فرما گئیں۔ عائشہ کہتی ہیں کہ جب تک فاطمہ زندہ رہیں اُس وقت تک لوگوں کی نظروں میں علیؑ کی وجاہت تھی جب فاطمہؑ نے انتقال کیا تو لوگوں نے علیؑ سے روگردانی کر لی اور جامع الاصول میں اسی مضمون کے بعد یہ ہے کہ فاطمہؑ جناب

---

لہ دیکھو نہج البلاغہ و شروح نہج البلاغہ ۱۲

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رسالتمآبؐ کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہیں اُس کے بعد انتقال کیا جب علیؑ نے یہ دیکھا کہ لوگوں نے میری طرف سے روگردانی کر لی ہے تو وہ ابوبکر سے مصالحت کرنے پر مجبور ہوئے اور کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ مگر کسی اور کو اپنے ہمراہ نہ لانا یعنی عمر کے آنے کو پسند نہیں کیا اس سے لئے کہ علیؑ کو عمر کی شدت معلوم تھی۔ عمر نے کہا کہ تم تنہا نہ جانا ابوبکر نے جواب دیا کہ قسم بخدا میں تنہا ہی جاؤں گا وہ میرا کیا کر سکتے ہیں چنانچہ ابوبکر گئے تو علیؑ کے پاس بنی ہاشم جمع تھے الخ اس روایت میں ہمارے دعوے پر بہت سے طریقوں سے استدلال ہوتا ہے جیسا کہ ہر غور کرنے والے پر ظاہر ہو سکتا ہے۔

• واقدی نے ذکر کیا ہے کہ عمر ایک گروہ کو لیکر جن میں اسید بن حصین اور سلمہ بن اسلم اشہلی بھی تھے امیرالمومنین کے مکان پر آئے اور کہا کہ نکلو ورنہ ہم گھر میں آگ لگا دینگے اور ابن خزابہ نے کتاب غرر میں ذکر کیا ہے کہ زید بن اسلم نے بیان کیا کہ میں اُن لوگوں میں تھا کہ جو عمر کے ساتھ لکڑیاں لیکر فاطمہؑ کے گھر جلانے گئے تھے جبکہ علیؑ اور اُن کے ہمراہیوں نے بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ عمر نے فاطمہؑ سے کہا کہ تم گھر سے نکالدو ورنہ میں گھر کو اور جو لوگ گھر میں ہوں گے اُن کو بھی جلا دوں گا (راوی کہتا ہے کہ اُس وقت اُس گھر میں علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور بعض رسول اللہؐ کے اصحاب موجود تھے) فاطمہؑ نے کہا کہ میرے بچوں کو گھر میں جلا دو گے عمر نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم میں یہی کرونگا ورنہ نکلکر بیعت کرلیں صرف یہی روایت زبردستی و ظلم ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ کتاب الملل والنحل کے مصنف نے بھی نظّام سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مضمون قریب قریب ایسا ہی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ علم میزان (یعنی منطق) میں یہ امر طے ہے کہ اگر استدلال میں احتمال پیدا ہو جائے تو وہ استدلال باطل ہو جاتا ہے اور اس ناقص اجماع میں زبردستی کا احتمال بلکہ یقین پیدا ہو گیا ہے لہذا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


اس اجماع سے استدلال نہیں ہو سکتا اور آپ کیا گمان کر سکتے ہیں اس امر کے بارہ میں کہ جس میں مہاجرین کو سینوں پر ہاتھ مار مار کر ڈھکیلا گیا ہو جس میں اُن کی تلواریں توڑ کر پھینکدی گئی ہوں اور جس میں مسلمانوں کے سروں پر تلواریں کھینچی گئی ہوں جس میں اہلبیت علیہم السّلام کو گھر کے اندر جلا کر مار ڈالنے کا قصد کیا گیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ ایسی مجبوری سے جو امر واقع ہوا وہ رضا ورغبت سے سمجھا جائے گا۔ اور کون ایسا ہے کہ جو اسکو اجبار واکراہ نہ کہے گا اگر اُس کا دل اندھا نہیں ہے۔

اور تیسری وجہ اسکے باطل ہونیکی یہ ہے کہ اجماع ثلاثی بھی (یعنی علیؑ اور عباس وابوبکر میں سے کسی ایک کے خلیفہ ہونے پر اجماع ہے) مثل مسئلہ تثلیث کے باطل ہے جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا کہ آیت اولی الارحام نص ہے عباس وابوبکر کی خلافت کے باطل ہونے پر اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ عباس کی خلافت والا قول تو جدید ہے اسلئے کہ اس کا موجد جاحظ ہے خلافت بنی عباس کے زمانہ میں اُس نے تقرب حاصل کرنے کے لئے یہ قول ایجاد کیا تھا جس کو ہر وہ شخص کہ جسے فی الجملہ بھی احادیث واخبار میں بصیر ہو جانتا ہے۔

چوتھے ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ علیؑ وعباس نے ابوبکر سے خلافت کے بارے میں کوئی منازعت نہیں کی بالکل غلط ہے اسلئے کہ اُسی وقت سے نزاع کی ابتدا ہوئی اور اسکو ہم بہت تفصیل سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

پانچویں یہ کہنا کہ ایسے امور میں باوجود امکان کے منازعت نہ کرنا عصمت میں مخل ہے صحیح ہے لیکن اوس وقت امیرالمومنین کے لئے اُن لوگوں سے جنگ کرنے کا محل ہی نہ تھا اسلئے کہ تمام قریش ابوبکر کے ساتھ تھے اور بہت سے انصار کو بھی اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔

چھٹے یہ کہنا کہ ایسے وقت میں ترک منازعت گناہ کبیرہ ہے کہ جو عصمت میں رخنہ انداز

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے یہ خود اوسکے قول کے منافی ہے اسلئے کہ وہ شرائط امامت کے ذکر میں کہہ چکا ہے
کہ گناہ کا صادر ہونا ملکۂ عصمت میں مخل نہیں ہے (سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ مترجم)
ساتویں اوس کا یہ کہنا کہ تم لوگ اسکے قائل ہو کہ علیؑ ابوبکر سے زیادہ شجاع اور امور
دین میں زیادہ سخت تھے اور قبیلہ بھی اون کا ابوبکر کے قبیلہ سے بڑا تھا اس کا جواب
یہ ہے کہ امیرالمومنینؑ یقیناً ابوبکر سے اور فرداً فرداً دنیا کے تمام شجاعوں سے زیادہ شجاع
تھے لیکن یہ لازم نہ تھا کہ دنیا کے تمام لوگ ایک طرف ہو کر حضرت سے مقابل ہوں
اور حضرت سب کا تنہا مقابلہ کریں ایسے موقع پر جنگ ترک کر دینا مخل شجاعت و عصمت
نہیں ہو سکتا ورنہ جناب رسالتمآب صلعم کی عصمت بھی باقی نہیں رہتی۔ اسلئے کہ حضرت
نے اول امر میں تمام کفار کو کیوں قتل نہ کر دیا اور حدیبیہ میں کیوں کفار سے صلح کرلی۔
حالانکہ اوس وقت تو حضرت کے ہمراہ امیرالمومنینؑ اور بہت سے اصحاب اور ابوبکر
اور عمر جن کو اہلسنت شجاع سمجھتے ہیں موجود تھے جو کچھ اسکے جواب میں کہا جا سکتا ہے
وہی ہمارا بھی جواب ہے لہذا امیرالمومنینؑ کا جنگ ترک کر دینا ان ظاہری اسلام
والوں سے بالکل ٹھیک تھا اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ بنی ہاشم بنی تیم سے زیادہ تھے
نہ یہ کہ قریش کے تمام قبیلوں سے زیادہ جو کہ حضرت کی عداوت میں ابوبکر کی خلافت
کے معین ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسی عداوت کی بنا پر جنگ صفین میں حضرت کے
ساتھ قریش کے صرف پانچ آدمی تھے یعنی (۱) محمد بن ابی بکر حضرت کے ربیب (۲) جعدہ
بن ہبیرہ مخزومی حضرت کے بھانجے (۳) ابوالربیع بن ابی العاص بن ربیعہ جو جناب رسالت
مآب کے داماد مشہور ہیں (۴) محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ معاویہ کے بھانجے (۵) ہاشم
بن عتبہ بن ابی وقاص سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے۔ اور معاویہ کے ساتھ قریش کے
تیو قبیلہ با اہل و عیال تھے۔ چنانچہ حضرت نے اپنے بعض خطبوں میں اظہار شکایت کرتے
ہوئے فرمایا ہے کہ بارالہا میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ تو قریش سے میرا انتقام لے ان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/


لوگوں نے میری قرابت کو منقطع کردیا اور میرے ظرف کو اولٹ دیا اور میرے حق کے چھیننے پر اجماع کرلیا ایسا حق کہ جس کا میں زیادہ حقدار تھا اور ان لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ بھی حق ہے کہ تم خلافت لے لو اور یہ بھی حق ہے کہ تمکو نہ دی جائے تو یا تو اس غم پر صبر کرو یا افسوس کرتے کرتے مرجاؤ۔ میں نے جو دیکھا تو کوئی میرا مددگار و ہمدرد سوائے میرے اہلبیت کے نہیں ہے پس میں نے موت سے اس امر میں بخل کیا کہ اپنے اہلبیت کو اُسے دیدوں لہذا میں نے ایسی ایسی باتوں پر صبر کیا کہ جو علقم سے زیادہ تر تلخ اور چھریوں سے زیادہ تر قلب کے لئے ایذا رساں تھیں ختم ہوا کلام مبارک۔ اسی طرح ہمنے نص کے متعلق یہ کہا تھا کہ وہ لوگوں کے اور انصار کی دیکھی سنی ہوئی تھی نہ یہ کہ مخالفین ان کو دھوکہ میں بھی نہیں ڈال سکتے تھے اُن وجوہ سے کہ جن کا ہم تفصیلاً ذکر کرچکے ہیں۔ لیکن ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ انصار کبھی ابوبکر کو علیؑ پر ترجیح نہیں دیتے تھے یہ خود اس امر کا ثبوت ہے کہ قریش نے ابوبکر کو محض امیر المومنینؑ کی عداوت کیوجہ سے ترجیح دی لیکن اوس کا یہ کہنا کہ انصار بمنزلہ ایک لشکر عظیم کے تھے مسلّم نہیں ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو رسالتمآب صلعم جانتے تھے کہ میری وفات کے بعد انصار کی کیا حالت ہوجائیگی کہ آپس میں ایک دوسرے کو زک دینگے اور نقصان پہونچائیں گے چہ جائیکہ امیر المومنین کو۔ آٹھویں یہ کہ عباس و زبیر کی اعانت تمام قریش کے مقابلہ کے لئے کافی نہ تھی اور ابوسفیان تو منافق ہی تھا اوسکی غرض اس سے یہ تھی کہ فتنہ برپا ہوجائے نہ یہ کہ وہ حضرت کی مدد کرتا اور چونکہ حضرت کو اس کا علم تھا لہذا اونھوں نے اوس سے اعراض کیا اور فرمادیا کہ تو منافق ہے تیرے قول کا اعتبار نہیں اسلئے جب ابوبکر و عمر نے یہ سنا کہ ابوسفیان نے حضرت سے یہ کہاہے تو اُنہوں نے اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اُسکے بیٹے یزید کو شام کا والی بناکر اپنی طرف کرلیا چنانچہ وہ اُن کا معین ہوگیا علاوہ اسکے ابوسفیان و زبیر و عباس نے یہ اُس وقت کہا تھا کہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جب اکثر قریش اور انصار نے ابوبکر کی بیعت پر ناگہانی طور سے اتفاق کر لیا تھا اور اُن سے جنگ کرنا فساد کا باعث تھا۔

لیکن نویں وجہ پس ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ ابوبکر شیعوں کے نزدیک کمزور رذل مفلس بڈھا تھا مسلم ہے اور حق ہے اسلئے کہ کسی کو اُسکی کمزوری اور رذالت و تنگدستگی میں شبہ نہیں ہے۔ جیسا کہ خود اُسکے باپ ابو قحافہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے اور قریش نے اُس کی خلافت پر اتفاق کرنے پر تعجب کیا ہے چنانچہ ابن حجر نے صواعق میں ذکر کیا ہے کہ حاکم نے روایت کی ہے کہ ابو قحافہ نے جب یہ سنا کہ اُن کے صاحبزادے خلیفہ ہو گئے تو کہا کہ کیا بنی عبدمناف و بنی مغیرہ اس پر راضی ہو گئے تو سب نے کہا کہ ہاں تو کہنے لگے کہ لا واضع لما رفعت ولا رافع لما وضعت یعنی جسکو تو پست کرے اُسے کوئی بلند نہیں کر سکتا اور جسکو تو بلند کرے اُس کو کوئی پست نہیں کر سکتا اور ابوبکر کو امر خلافت میں صرف اکثر قریش کے اتفاق کر لینے سے تقویت ہوئی کیونکہ اوںھوں نے امیرالمومنین کی عداوت میں یہ طے کر لیا تھا کہ وہ ابوبکر کی اعانت کریں گے جیسا کہ کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے ورنہ خود ابوبکر میں کوئی قوت نہ تھی۔ اور یہ اُن لوگوں کی چالاکی تھی کہ اُنھوں نے ایک ایسے کمزور کمینہ بڈھے کا انتخاب کیا تاکہ خودغرضی و عداوت کی تہمت سے بچ سکیں اور یہ لوگ یہ کہہ سکیں کہ اگر اُن کی غرض یہ ہوتی کہ علیؑ کو حق خلافت سے علٰحدہ رکھیں تو اشراف اکابر قریش میں سے کسی کو خلیفہ کرتے یا خلافت کو تقسیم کر لیتے اور اس امر کا مظہر یہ ہے کہ مشکوٰۃ وغیرہ میں جناب رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ اگر تم لوگ اپنی حکومت علیؑ کو دو حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسا نہ کرو گے تو اُن کو ایسا ہدایت یافتہ ہادی پاؤ گے جو تم کو راہ راست پر لے چلے اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ قریش کو امیرالمومنین سے ایسی مخالفت و عداوت تھی جس کی وجہ سے آنحضرت صلعم کو بھی اس کا ظن غالب تھا کہ یہ لوگ حضرت کی امامت میں رخنہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


اندازی کریں گے اور اسی کی موید وہ روایت بھی ہے کہ جسکو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں روایت کیا ہے کہ عباس نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ قریش ہم کو دیکھکر ترش رو ہوجاتے ہیں اور اگر باتیں کرتے ہوتے ہیں تو ہم کو دیکھکر چپ ہوجاتے ہیں یہ سنکر آنحضرتؐ کو بہت سخت غصہ آیا یہاں تک کہ چہرہ سرخ ہوگیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان رگ ابھر آئی اور فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ کسی کے قلب میں ایمان جاگزین نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم کو خدا کے لئے اور میرے لئے دوست نہ رکھتا ہو اور اسی کی موید دوسری روایت ہے کہ جس کو ابن حجر نے دوسرے مقام پر روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے اہلبیت عنقریب میرے بعد میری امت کے ہاتھوں قتل کیے جائینگے اور تمام قوموں میں سب سے زیادہ ہمارے دشمن بنی امیہ و بنی مغیرہ و بنی مخزوم ہیں اور اس روایت کو حاکم نے بھی صحیح کہا ہے اور ابن حجر نے ایک مقام پر عبداللہ بن احمد بن خلیل سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے علیؑ و معاویہ کے بارہ میں دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ علیؑ کے دشمن بہت سے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی نقص یا عیب حضرت کا ڈھونڈھیں لیکن جب اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو ایسے شخص کے پاس آئے کہ جس سے حضرت نے جنگ کی تھی (یعنی معاویہ) اور اپنی مکاری وکیادی سے اسکی مدح و ثنا کرنا شروع کردی۔ انتہی اسکی تائید کی یہ وجہ ہے کہ امیرالمومنینؑ کے دشمن اُس زمانہ میں یہود و نصاریٰ اور جنگلی عرب نہ تھے بلکہ یہی قریش تھے پہلے تو اُنھوں نے ایک شخص کو (یعنی ابوبکر کو) اس طرح بڑھایا کہ اُس نے امیرالمومنینؑ سے خلافت بغیر تیغ و تفنگ کی مدد کے چھین لی اُسکے بعد اُن کے ایک دشمن (یعنی معاویہ) کو کھڑا کردیا جیسا کہ ابھی ذکر ہوچکا ہے اور ان سب امور کی توضیح اُس خطبہ سے ہوتی ہے کہ جس کا نام خطبہ طالوتیہ ہے جس کو حضرت نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنے دوستوں اور منافقوں سے خطاب کر کے فرمایا تھا چنانچہ حضرت بعد حمد وثنا کے ارشاد فرماتے ہیں کہ تم لوگ ایسے ہو کہ جن کو دھوکا دیا گیا اور وہ دھوکا کھا گئے اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی اور گمراہی کی تاریکی میں ہاتھ پیر مار رہے تھے حق اُن کے لئے ظاہر ہوا مگر اُنھوں نے اُسکو چھوڑ دیا اور راہ راست ظاہر ہوئی مگر اُس کو ترک کر دیا قسم ہے اُس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور درخت کو پیدا کیا اگر تم علم کو اُس کے معدن سے لیتے اور پانی کو چشمہ سے پیتے اور راہ راست کو اختیار کرتے اور حق کے راستہ پر چلتے تو راستہ تمھارے لئے صاف ہو جاتا اور نشانیاں راستہ کی ظاہر ہو جاتیں اور اسلام تمھارے لئے روشن ہو جاتا تو غذا تمھاری خوشگوار ہوتی اور کوئی تم میں فقیر نہ ہوتا اور کوئی مسلم اور ذمی مظلوم نہ ہوتا تم تو تاریک راستہ پر چلے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا باوجود اپنی وسعت کے تمھارے لئے تاریک ہو گئی اور علوم کے دروازہ تمھارے لئے بند ہو گئے پس تم اپنی خواہشات کے موافق گویا ہوئے اور دین میں تم نے اختلاف کیا پس بغیر علم کے تم نے دین خدا میں فتویٰ دینا شروع کیا اور گمراہوں کی پیروی کی پس اُنھوں نے تم کو بھی گمراہ کر دیا اور ائمہ کو تم نے چھوڑ دیا پس اُنھوں نے بھی تم کو چھوڑ دیا اب تمھاری یہ حالت ہے کہ خواہشات نفس سے تم حکم کرتے ہو لیکن عنقریب تم کو اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ قسم بخدا تم کو معلوم ہے کہ میں تمھارا حاکم ہوں اور وہی ہوں جس کی پیروی کا تم کو حکم دیا گیا ہے اور میں ہی تمھارا وہ عالم ہوں کہ جسکے علم کی وجہ سے تم کو نجات ملے گی اور تمھارے نبی کا وصی ہوں اور تمھارے خدا کا منتخب کردہ ہوں اور زبان نور ہوں تمھارے لئے اور ان چیزوں کا عالم ہوں جو تمھارے مصلح ہیں عنقریب تم پر وہ چیز نازل ہوگی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور تم سے پہلے جو امتیں تھیں اُن پر نازل ہو چکی ہے (یعنی عذاب اختلاف و تفرق) عنقریب خداوند عالم تم سے سوال کرے گا تمھارے پیشواؤں کے بارے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



ہیں (یعنی جن کی ناحق تم نے پیروی کی ہے) اور اُنھیں کے ہمراہ تم محشور کیے جاؤگے اور کل خدا کی طرف تم کو جانا پڑیگا۔ قسم بخدا اگر میرے پاس اتنے بھی آدمی ہوتے جتنے کہ طالوت کے پاس تھے یا جتنے اہل بدر تھے تو میں تم سے جہاد کرتا اور تم حق کی طرف رجوع کرتے اور راستی کو پہچانتے اور یہ طریقہ رخنہ کی اصلاح کے لیے بہتر ہوتا اور نرمی کو زیادہ پیدا کرتا خدایا تو ہمارے درمیان سچا فیصلہ کر اس لئے کہ تو بہترین حکم کرنے والوں میں سے ہے۔ **دسویں** وجہ ابن روزبہان کا یہ قول کہ صحابہ کو سلطنت کی خواہش نہ تھی اس قول میں جو آثار تعصب وخودغرضی و مرض کے ہیں وہ ظاہر ہیں اس لئے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابہ نے خلافت حاصل کرنے میں کیا کیا حیلہ د مکاریاں کی ہیں اور نیز صنعانی نے کتاب مشارق میں بخاری سے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حکومت پر خواہش کروگے اور یہ حکومت سبب ندامت ہوگی بروز قیامت پس کیا اچھی مرضعہ ہے اور کس قدر بری دودھ چھڑانے والی ہے۔ **قول مترجم** (یعنی آنحضرت صلعم نے حکومت وخلافت کو آغاز میں مرضعہ سے تشبیہ دی ہے جو طفل کو محبوب ہوتی ہے اور انجام میں تشبیہ دی ہے دودھ چھڑانے والی عورت سے جو طفل کو بہت مکروہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ دنیا میں حکومت اچھی معلوم ہوگی اور آخرت میں اُس کے نتائج بد پیش آئیں گے) اور بتحقیق کہ شارح مقاصد نے انصاف واعتراف سے ظاہر کیا ہے جو کچھ کہ صحابہ کے درمیان میں امر خلافت کے متعلق مخالفت ہوئی اور اس کا بھی اظہار کیا ہے کہ کیا کچھ زحمتیں و بلائیں خلافت کے بارے میں لوگوں کو پہونچیں لیکن ابن روزبہان نے اپنی حماقت و بے عقلی سے جو جو مہمل تاویلیں اس بارہ میں کی ہیں وہ کچھ مفید نہیں ہیں اور اب ہم قول شارح مقاصد کو ذکر کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو زیادہ انتظار کی تکلیف آئندہ نہ ہو پس ہم کہتے ہیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



کہ خداوند عالم نے شارح مقاصد کی زبان پر امر حق کو جاری کر دیا ہے پس اُس نے ابن روزبہان کے خلاف یہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ صحابہ کے درمیان میں مخالفتیں واقع ہوئی ہیں اور وہ سب کتب تواریخ میں مذکور اور معتبر لوگوں کی زبان پر مشہور ہیں ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض صحابہ طریق حق سے پھر گئے تھے اور ظلم و فسق بعید کرنے لگے اور باعث ان امور کا یہ تھا کہ اُن کے دلوں میں کینہ و عداوت و بغض و حسد تھا اور طلب ملک و ریاست و لذات و شہوات دنیویہ کی طرف اُن کی طبیعتیں مائل ہو گئیں تھیں کیونکہ ہر صحابی معصوم نہیں ہے اور نہ یہ بات ہے کہ جس نے رسول صلعم کی ملاقات کر لی تھی وہ نیکی سے موصوف ہوا آگاہ ہو تحقیق کہ علمائے اسلام نے بسبب حسن ظن کے اصحاب رسول کے ساتھ اُن کے افعال کی تاویلیں کی ہیں اور اُن کی یہ رائے ہوئی ہے کہ صحابہ رسول فسق و ضلالت سے محفوظ تھے صرف اس وجہ سے کہ عقائد عامہ مسلمانوں کے اصحاب کبار رسول کی بہ نسبت کجی و گمراہی سے محفوظ رہیں اور اُن کے حق میں کوئی امر خلاف نہ کہیں خصوصاً اصحاب مہاجرین و انصار کہ جن کو دار آخرت میں ثواب کی بشارت دی گئی ہے اور جو کچھ اصحاب مہاجرین و انصار کے بعد اہل بیت نبیؐ پر مظالم ہوئے وہ ایسے ظاہر و آشکار ہیں کہ کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتے اور جو کچھ بدی واقع ہوئی ہے وہ صاحبان عقل پر واضح ہے وہ مصائب اہلبیت ایسے ہیں کہ جمادات بھی گویا اُس پر شاہد ہیں اور آنحضرت کی مصیبت پر اہل آسمان و اہل زمین بکا کرتے ہیں اور پہاڑ بھی ان مصیبتوں پر منہدم ہوتے ہیں اور پتھر بھی شق ہو جاتے ہیں اور ان بد کرداریوں کا برا نتیجہ ہمیشہ باقی رہیگا پس خدا کی لعنت ہو اُس پر جو ان اہل بیت کے مظالم کرنے میں شریک ہوا یا راضی رہا یا اُن پر ظلم کرنے میں سعی کی اور ہر آئینہ عذاب دار آخرت شدید تر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ختم ہوا کلام شارح مقاصد گیارہویں وجہ ابن روزبہان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کا یہ کہنا کہ حق وہی ہے جس پر امت کے سواد اعظم نے اتفاق و اجماع کر لیا ہے (یعنی خلافت ابو بکر پر) یہ مردود ہے اس طرح کہ اتفاق سواد اعظم یعنی اکثر مردم کا اتفاق کرنا جیسا کہ ابن روزبہان نے سمجھا ہے ایسی بات ہے کہ جس کو پسند نہیں کرینگے مگر وہ جن کے دل معرفت حق و یقین سے خالی ہوں اور رسول خدا صلعم کے اس قول سے غافل اور بے خبر ہوں کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کے سب فرقے داخل جہنم ہونگے اور صرف ایک نجات پائیگا پس آنحضرت صلعم کا یہ قول دلیل ہے اس امر پر کہ ناجی قلیل بلکہ نادر ہیں بہ نسبت اُن کثیر آدمیوں کے جو ہلاک ہونے والے ہیں اور بتحقیق کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس بات پر نص فرمادی ہے وقلیل ما هم وقلیل من عبادی الشکور وما اٰمن معه الا قلیل وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل الله ولکن اکثر الناس لا یومنون۔

اور علاوہ ان کے اور بہت سی آیات ہیں اور امر حق یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواد اعظم سے جو ارادہ فرمایا ہے اپنے اس قول میں کہ علیکم بالسواد الاعظم یعنی تم پر سواد اعظم کی پیروی کرنا لازم ہے اس سے مراد کتاب خدا و عترت ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا یا مراد سواد اعظم سے مخصوص جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں جیسا کہ اس کی طرف زمخشری و فخر الدین رازی نے اپنی تفسیروں میں اشارہ کیا ہے اس لئے کہ آنحضرت کی شان میں آیہ وتعیها اذن واعیه نازل ہوئی جیسا کہ مصنف یعنی علامہ حلی آئندہ ذکر فرمائیں گے اور زمخشری و فخر الدین رازی نے تفسیر میں اس آیہ کے بیان کیا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ خداوند عالم نے اذن واعیه بصیغہ توحید و تنکیر کیوں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ صیغہ واحد اذن واعیه کا ۔۔۔ ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور اس میں زجر و توبیخ بھی ہے کہ لوگوں میں یاد رکھنے والے بہت کم ہیں اور اس قول باری تعالیٰ میں دلالت ہے اس امر پر کہ ایک کان جبکہ ایسا ہو کہ جو کچھ سماعت کرے اُس کو یاد کرے پس وہی سواد اعظم ہے اور جو اُس کے ماسوا ہے اُس کی طرف التفات نہ ہوگا اگرچہ نہ سننے والوں کی تعداد سے عالم مملو ہو جائے ختم ہوا کلام زمخشری و فخر الدین رازی کا پس ظاہر ہوا کہ اس حدیث نبوی سے ہمارا فائدہ ہے نہ کہ ہمارا ضرر ہو۔

**بارہویں وجہ** یہ ہے کہ ابن روزبہان کا امام کے لئے وجوب عصمت کی شرط نہ کرنا اس کو ہم سابق میں رد کر چکے ہیں اور ہم نے اُس کی دلیل کو عدم کی تاریکیوں میں ڈال دیا ہے اور اسی طرح ہم اس بات کو بھی جو جواب دلیل دوم میں اُس نے کہی ہے کہ امام سے سابق میں معصیت نہ ہونا شرط نہیں ہے رد کر آئے ہیں اور یہاں اس شرط ہونے پر قول باری تعالیٰ کو ہم دلیل لاتے ہیں کہ وہ فرماتا ہے لاینال عهدی الظالمین اور یہ قول حق سبحانہ و تعالیٰ کا جواب ہے جناب ابراہیم علیہ السّلام کے سوال کا جبکہ آنحضرت نے اپنی ذریت کے لئے امامت کا سوال کیا تھا اور بارگاہ احدیت میں عرض کیا و من ذریتی تو جواب میں یہ حکم ہوا کہ لاینال عهدی الظالمین اے ابراہیم میرا عہد ظالمین کو نہیں پہونچتا ہے یعنی تمھاری ذریت میں جو لوگ معصوم نہیں ہیں اُن کو امامت نہ ملیگی۔

## دلائل امامت جناب امیر المومنین علیہ السّلام از آیات قرآنیہ

### کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

امامت کے وہ دلائل کہ جو منقول ہیں دو قسم کے ہیں ایک وہ ہیں جو قرآن میں مذکور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com/



پہلی دلیل

دلائل امامت جناب امیر علیہ السلام از آیات قرآنیہ

ہیں اور ایک وہ جو سنت میں ہیں، لیکن جو قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ چند آیات ہیں پہلی آیت ولایت ہے اِنّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اس آیت پر اجماع ہے کہ یہ شان میں جناب امیرالمومنینؑ کے نازل ہوئی جبکہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے بحالت رکوع بموجودگی صحابہ مسجد رسول میں خاتم تصدق فرمایا اور یہ امر کتب صحاح ستہ[1] میں مذکور ہے اور مراد ولی سے متصرف وحاکم فی الامور ہے اور تحقیق کہ خداوند عالم نے اپنی ذات کے لئے ولایت وحکومت کو ثابت کیا ہے اور شریک ہوئے جناب رسول خدا و جناب امیرالمومنین علیہما السّلام ولایت خدا کے ساتھ اور جس طرح ولایت وحکومت خدا کی عام ہے پس اسی طرح نبیؐ اور ولی کی بھی ولایت عام ہوگی۔

# قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ مراد ولی سے اس آیت میں ناصر (مددگار) ہے کیونکہ لفظ ولی مشترک ہے معنوں میں اور ولی متصرف کے معنوں میں بھی ہے اور مددگار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور محب کے لئے آتا ہے اور ولی کے معنی اولیٰ بالتصرف کے ہیں جیسے ولی کسی لڑکے یا عورت کا اور لفظ مشترک جبکہ مترددہو اپنے معنی میں تو اس وقت قرینہ کا وجود لازم ہوتا ہے جو معنی مطلوب کیلئے معین ہو اور اس مقام پر ایسا ہی ہے پس یہ لفظ اس آیت میں امامت علیؑ کیلئے نص نہیں ہے اور جب امامت پر نص نہو گا تو اس آیت سے علامہ کا استدلال باطل ہے لیکن اس امر کے قرائن کہ آیت میں مراد ولی سے ناصر ہیں نہ کہ اولیٰ بالتصرف کے پس وہ موجود ہیں کیونکہ اگر لفظ ولی سے مراد اولیٰ بالتصرف کی ہوگی تو یہ مراد غیر مناسب ہے اس سے جو کچھ کہ قبل آیت ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ قول ہے خداوند عالم کا یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا

[1] اسی وجہ سے اس کو ابن اثیر نے جامع الاصول میں ذکر کیا ہے۔ مترجم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الیهود والنصاری بعضهم اولیاء بعض کیونکہ اس آیت میں مراد اولیاء سے انصار ہے نہ کہ اولیٰ بالتصرف اور اگر لفظ ولی سے مراد حاکم و متصرف فی الامر کے ہونگے تو مابعد آیت مذکورہ کے جس کا ذکر کیا گیا ہے اُس کے بھی غیر مناسب ہوگا اور مابعد آیت یہ ہے خدا فرماتا ہے ومن یتول اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فانّ حزب اللہ هم الغالبون۔ پس تولی اس مقام پر بمعنی محبت و نصرت کے ہیں پس واجب ہے کہ جو درمیان ہے اُن دونوں مرادوں کے وہ بھی حمل کیا جائے نصرت و محبت پر تاکہ اجزاء کلام الٰہی میں تناسب باقی رہے۔ ختم ہوا قول ابن روزبہان کا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ابن روزبہان کے اس جواب میں نظر ہے کئی وجہوں سے پہلی یہ کہ قرینہ اس بات کا کہ مراد لفظ ولی سے اولیٰ بالتصرف ہے نہ معانی دیگر یہاں موجود ہے کیونکہ حصر ولایت کا اُن مومنین میں جن کی صفت اس آیت میں بیان کی گئی ہے ساتھ زکوٰۃ دینے کے حالت رکوع میں دلالت کرتا ہے کہ یہاں مراد معنی نصرت کے نہیں ہیں ورنہ بسبب مقتضائے حصر کے یہ لازم آئے گا کہ ہر مومن کہ جو ولی ہو اُس کے لئے یہ شرط مطلقاً ہو کہ وہ حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتا ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے اور فساد اس قول کا ظاہر ہے بہر حال حاصل بحث یہ ہے کہ اگر ارادہ کیا جائے ولی سے ناصر کا اور ارادہ کیا جائے الذین اٰمنوا سے وہ جماعت مومنین کی جن کا متصف ہونا نصرت سے ممکن ہے پس اس وقت میں حصر مستقیم و صحیح رہیگا لیکن وصف زکوٰۃ کے دینے کا حالت رکوع میں مستقیم نہ رہیگا اور اگر لفظ ولی سے ناصر کا ارادہ کیا جائے اور الذین آمنوا سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہوں تو حصر باطل ہو جاتا ہے اور اگر ولی سے اولیٰ بالتصرف مراد لیا جائے اور امیر المومنین

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علیہ السّلام مقصود ہوں تو ایسی حالت میں حصر اور وصف دونوں مستقیم اور صحیح رہیں گے
کیونکہ حالت رکوع میں زکوۃ دینا شان سے اُس امام کے ہونا جو اولی بالتصرف ہو غیر
مستبعد ہے (یعنی امام کے لئے یہ بعید نہیں ہے کہ وہ موصوف ہو زکوٰۃ دینے کے
ساتھ رکوع میں) بلکہ یہ مروی ہے کہ یہ بزرگی وکرامت باقی ائمہ معصومین علیہم السّلام کے
لئے بھی واقع ہوئی ہے (یعنی علاوہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کے دیگر ائمہ
معصومین علیہم السّلام نے بھی حالت رکوع میں زکوۃ دی ہے سبحان اللہ مترجم)
دوسری وجہ نظری یہ ہے کہ ولایت بمعنی امامت اور تصرف فی الامور عامہ
ولایت سے بمعنی تصرف فی الجملہ کے پس نفی کرنا ولایت کی بمعنی امامت کے مفید ہے
نفی کی اُس ولایت کے لئے جس کی نفی کی گئی ہے یہود و نصاریٰ سے آیت اولیٰ
میں بنا بر وجہ کامل کے اس لئے کہ نفی عام کی نفی خاص کی ہے مع امر زائد کے پس
یہ امر نفی کرنے میں تمام تر ہے پس مناسبت حاصل ہوجائیگی آیت اولیٰ سے اور اسی
طرح کلام کیا جائے گا مابعد آیت میں کہ وہاں بھی ویسی ہی نفی ولایت مراد ہو جیسی کہ آیت
سابقہ میں نفی مراد ہے پس کوئی دلالت آیہ میں اُن کے مقصود پر نہ ہوگی الا جبکہ حزب اللہ
کو بمعنی انصار اللہ لیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور یہ بالکل ضعیف ہے جیسا کہ تم نے دیکھے
ہوا ور نیز یہ کہ عطف اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ تینوں ذاتوں کے لئے
ولایت مخصوص ہے جس معنوں سے ہوا ور یہ امر مخفی نہیں ہے کہ نصرت خدا اور
اُس کے رسول کے مومنین کے لئے مشتمل ہے اور پر تصرف فی الامر کے خدا و رسول م
کے لئے پس اسی طرح نصرت اُن لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں شامل ہوگی تصرف
امر پر زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ تصرف فی الامر مفہوم مشکک ہوگا کہ جو مختلف ہوگا
اولیت وا ولویت اور اشدیت کے ساتھ (یعنی تصرف فی الامر پہلے خدا کے لئے ہے
پھر رسول کے لئے پھر الذین امنوا کے لئے اور اسی طرح اولویت اور اشدیت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کو سمجھو بلکہ دس معانی جو اہل لغت نے ولی کے لئے ذکر کئے ہیں اُن سب کا مرجع
اولیٰ بالتصرف کی طرف ہے کیونکہ مالک الرق کہ جو ایک معنی اُن میں سے ہے وہ
اولیٰ ہے اپنے مملوک کے ساتھ تصرف امر میں اور مملوک اپنے مالک کے ساتھ
اور اسی طرح معتِق (آزاد کرنے والا) اولیٰ بالتصرف ہے اپنے معتَق کے ساتھ
جو آزاد کیا گیا ہو) اور بالعکس بھی یہی امر ہے اور اسی طرح جار (ہمسایہ) جار کے ساتھ
اور حلیف (ہم سوگند) حلیف کے ساتھ اور ناصر (مددگار) منصور کے ساتھ اور ابن عم
اولیٰ بالتصرف ہوگا اپنے ابن عم کے ساتھ پس یہ کل معنی کہ جو ذکر کئے گئے اور نیز
وہ معنی کہ جو نہیں ذکر ہوئے سب اولیٰ ہیں اپنے صاحب کے لئے اُس شخص سے کہ
جس کو یہ ولایت نہیں حاصل ہے جیسا کہ غور کرنے والے پر یہ امر مخفی نہیں ہے۔

**تیسری وجہ**۔ یہ کہ آیات کا موافق ہونا اُس وقت واجب ہوگا جبکہ توافق سے
کوئی مانع موجود نہ ہو اور جبکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ حمل کرنا لفظ ولی کا بمعنی ناصر و
دوست وغیرہ کے اس مقام پر مراد نہیں ہے تو یہ مانع موجود ہے پس تینوں
آیتوں میں موافقت ضروری نہیں قرار پائی اس کے علاوہ یہ تینوں آیتیں ایک
مرتبہ نازل نہیں ہوئی ہیں تاکہ ایک دوسرے میں ربط و مناسبت کا ہونا ضروری
تسلیم کیا جائے پس یہ اعتراض حقیقت میں اُن کے خلیفہ حضرت عثمان پر ہی وارد
ہوتا ہے کہ اُنھوں نے تمام مصاحف کو ایک مصحف کے مطابق جمع کر دیا ہے اور
تحریف کلمات اپنے مقامات سے اُنھوں نے کی ہے اور جیسا کہ چاہئے تھا ترتیب
آیات کو اُس طرح مرتب نہیں کیا اور قرآن کے اس طرح غیر مرتب جمع کرنے میں
خلیفہ کے لئے بہت سے اغراض تھے کہ جو اہل بصیرت پر مخفی نہیں ہیں۔

**چوتھی وجہ** یہ ہے کہ ابن روزبہان کا تفریع کرنا چونکہ اول کی آیت اور آخر
کی آیت میں مراد محبت و نصرت ہے لہذا وسط کی آیت میں بھی لفظ ولی سے ناصر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ومحب کا مراد لینا واجب ہے محل تامل ہے کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ جو اُس نے کہا ہے کہ لفظ ولی کے ایک ہی معنی مراد لینے سے ربط اجزاء کلام باقی رہیگا پس یہ دلیل اُس کے وجوب پر دلالت نہیں کرتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ دلیل اس امر کی موجود ہے کہ آیت وسط میں نصرت کے معنی مراد لینا صحیح نہیں ہیں پس تم اس بات میں غور کرو۔ اور بتحقیق کہ اس آیت کے ساتھ حجت لانے پر بعض متعصبین نے یہ بھی اعتراض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم لوگ (اہل تشیع) یہ کہتے ہو کہ علی علیہ السلام کو حالت نماز میں خضوع و خشوع اور استغراق جمیع حواس اور توجہ الی الحق بہت ہوتا تھا یہاں تک تم لوگ اس امر میں مبالغہ کرتے ہو اور بیان کرتے ہو کہ آنحضرت کے جسم مبارک سے اُس پیکان کے نکالنے کا ارادہ کیا گیا جو کسی لڑائی میں پیوست ہو گیا تھا پس نماز کے وقت تک اُس تیر کو نہیں نکالا گیا اور بوقت نماز اُن جناب کے جسم مبارک سے نکال لیا گیا اور اُن کو بسبب استغراق و توجہ الی الحق کے مطلق اُسکی اذیت کا احساس نہیں ہوا پس جب یہ حالت اُن جناب کی نماز میں ہو تو کیونکر سائل کا آنا محسوس ہوا یہاں تک کہ انگوٹھی حالت رکوع میں اُس کو مرحمت فرمائی۔ بعض علما نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے اور اُس کو نظماً ادا کیا ہے شاعر کہتا ہے کہ ممدوح ایسا ہے کہ عطا کرتا ہے اور منع بھی کرتا ہے لیکن اُس کا نشہ اُس کو اپنے دوست سے غافل نہیں کرتا ہے۔ اور نہ وہ کاسہ سے غافل ہوتا ہے اُس کا نشہ اُسکی اطاعت میں ہے یہانتک کہ وہ ہوشمند لوگوں کے فعل پر قادر ہے پس ایسا شخص کہ جو حالت نشہ میں بھی ہوشمند رہے افضل ترین مردم ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السّلام گو کہ اُس حالت میں تھے جسکو معترض نے ذکر کیا ہے۔ لیکن پھر آپ کو التفات ہوا اور سائل اور اُسکے سوال کرنے کا ادراک ہوا تو اس التفات سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت کسی اور کی جانب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



ملتفت تھے کیونکہ آپ نے ایسا فعل کیا کہ جس کی انتہا بھی حق کی طرف عود کرتی تھی۔ بس وہ جناب مثل اُس شراب محبت پینے والے کے تھے جو حالت نشہ میں بھی ایسا فعل کرے جو موافق ہو فعل سے ہوشمندوں کے اور وہ ایسی حالت میں نہ تو اپنے ندیم سے اور نہ جام سے غافل ہوتا ہے اور نہ اس فعل کی وجہ سے اپنے نشہ سے خارج ہوتا ہے پس اس بات میں غور کرو۔ جناب قاضی سید نوراللہ شہید ثالث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اور میں اُس کے جواب میں یہ بھی کہتا ہوں کہ منتہائے امر یہ ہے کہ وہ جناب اس مرتبہ پر فائز ہوں گے جو حاصل ہوتا ہے اولیاء کے لئے وحدت سے کثرت میں اور خلوت سے جلوت میں اور تحقیق کہ متصوفین اہلسنت کے فرقہ نقشبندیہ نے یہ مرتبہ اپنے لئے ثابت کیا ہے اور یہ امر اُن لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ کہتے ہیں خلوت در انجمن میدارم پس اس مرتبہ کی مثال امیرالمومنین علیہ السّلام کے نفس میں حاصل ہونے سے یہ لوگ ناحق نزاع کرتے ہیں۔ بارالہا مگر یہ کہ کہا جائے کہ فرقہ نقشبندیہ چونکہ اپنے خرقہ تصوف کی نسبت ابوبکر کی طرف دیتے ہیں اور اُن کے لئے برکات ابوبکر سے وہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے کہ جو امیرالمومنین علیہ السّلام کے لئے حاصل نہیں ہو سکتا تو یہ وہ کلام ہے کہ اس کو سوائے غضب الٰہی کے اور کوئی شے دفع نہیں کر سکتی۔

## از کلام مرحوم علامہ حلّی علیہ الرحمہ

دوسری دلیل

دوسری آیت قرآن مجید کی یاایھا الرسول بلّغ ما اُنزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ہے اسکے متعلق جمہور مفسرین نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بروز غدیر خم بیان فضل جناب امیر المومنین علیہ السّلام میں نازل ہوئی پس جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کے ارشاد فرمایا کہ ایھا الناس الست اولیٰ بکم من

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انفسکم قالوا بلی یارسول اللہ قال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ وادر الحق معہ کیف ما دار۔ یعنی اے گروہ مردم آیا میں تمہارے
نفسوں سے زیادہ تمہارا حاکم اور متصرف فی الامور نہیں ہوں سب نے بالاتفاق عرض کیا
کہ بیشک آپ ہمارے نفسوں سے زیادہ ہمارے حاکم و متصرف ہیں پھر آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ و حاکم ہوں اُسکے مولیٰ و حاکم یہ علیؑ ہیں پروردگارا جو علیؑ کو دوست
رکھے تو اُسکو دوست رکھ اور جو اُسے عداوت رکھے تو بھی اُس کو دشمن رکھنا اور جو علی کی نصرت
کرے تو اُس کی مدد کرنا اور جو شخص علیؑ کو چھوڑ دے تو بھی اُس کو چھوڑ دینا بارالٰہا
تو حق کو علیؑ کے ساتھ پھیر جدھر وہ پھریں اور مولیٰ کے معنی اولیٰ بالتصرف کے ہیں
بسبب اس دلیل کے کہ رسولخدا صلعم نے الست اولیٰ بکم من انفسکم
اس حدیث کے اول میں ارشاد فرمایا ہے اور آنحضرت کا اولیٰ بالتصرف ہونا مسلم ہے
اور سوائے اولیٰ بالتصرف کے اور کوئی معنی درست نہیں ہوسکتے ختم ہوا کلام علامہ

## قول ابن روزبہان

علامہ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مفسرین کا اجماع اسپر ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل
ہوئی پس یہ باطل ہے کیونکہ مفسرین نے اس آیت کے نزول بشان علیؑ پر اجماع نہیں
کیا ہے لیکن یہ جو روایت کی ہے کہ رسولخدا صلعم نے اس حدیث کو بروز خم غدیر
اُس وقت ذکر فرمایا جبکہ جناب علیؑ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور
کہا الست اولیٰ بکم پس یہ روایت صحاح میں ثابت ہے اور بتحقیق کہ ہمنے
اس کا ذکر ترجمہ کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں بھی کیا ہے جس کا مجمل یہ ہے کہ
واقعہ غدیر خم بوقت حج آخری رسولخدا صلعم واقع ہوا اور چونکہ مقام غدیر خم قبائل

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



عرب کے علیحدہ ہونے کی جگہ تھی اور آنحضرتؐ جانتے تھے کہ آپکی عمر آخر ہے اور اب اس کے بعد پھر آپ کے پاس اسقدر قبائل کبھی جمع نہوں گے پس آپ نے یہ قصد فرمایا کہ اہل عرب کو اس امر کی وصیت کردیں کہ وہ آپ کے اہلبیت و قبیلہ سے محبت قائم رکھیں اور اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ علیؑ بعد رسولخدا ایسد بنی ہاشم و بزرگترین اہلبیت رسولؐ تھے پس اس وجہ سے آنحضرتؐ نے علیؑ کے فضائل بیان کئے اور اُن کو اپنے نفس کا مساوی قرار دیا ولایت و نصرت و محبت میں تاکہ عرب اُن کو اپنا سردار بنائیں اور اُن کے فضل وکمال کا اعتراف کریں۔

پس ایسی حالت میں انصاف کرنے والا اپنے نفس سے انصاف کرے کہ اگر بروز غدیر خم رسولخدا صلعم خلافت علیؑ پر ایسی نص جلی فرماتے کہ جس میں کسی کو احتمال خلاف مقصود کا نہوتا اور آیا تم دیکھتے ہو کہ اہل عرب باوصف اپنی حماقت وکفر کے اور اپنے گروہ میں سے مثل مسیلمہ کذاب وسجاح و طلیحہ کو انبیا بنانے والے بعد وفات رسول اللہ خلافت ابوبکر پر ساکت رہتے اور خلافت علی علیہ السلام میں کچھ کلام نہ کرتے باوجودیکہ رسولخدا نے جمیع قبائل عرب کے سامنے علیؑ کی خلافت پر نص کیا ہوتا اگر اس معاملہ میں کوئی تامل کرنے والا عاقل انصاف کرے تو اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ خلافت علیؑ پر بمقام غدیر خم کوئی نص رسولخدا صلعم نے بیان نہیں فرمائی ہے ورنہ اہل عرب کبھی خلافت ابوبکر کو تسلیم نہ کرتے ختم ہوا کلام ابن روزبہان کا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ اولاً تو جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اجماع مفسرین کا دعوی ہی نہیں کیا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ نقل کیا ہے جمہور نے کہ یہ آیت شان علیؑ میں بروز غدیر خم نازل ہوئی اور جمہور کے معنی اکثر مفسرین کے ہیں بہرحال مراد جناب علامہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کی یہ ہے کہ مفسرین امامیہ کے ساتھ ایک جماعت مفسرین جمہور اہلسنت نے بھی موافقت
کی ہے کہ یہ آیت بروز غدیر خم شان علیؑ میں نازل ہوئی اس سے یہ مقصود ہمارا
نہیں ہے کہ کل مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے اسلئے کہ جس چیز کی طرف
کسی گروہ کے بعض لوگ گئے ہوں اور اُس میں موافقت کی ہو دوسرے فریق نے
جو اُن کے دشمن ہیں تو ضرور یہ مذہب باقی گروہ مذکور پر حجت ہوگا اسی سبب سے
علمار شیعہ جمہور اہلسنت پر اس امر سے احتجاج کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے ایسا بیان کیا
ہے اور غزالی نے ایسا کہا ہے اسی طرح دیگر علما ر اہلسنت کے لئے شیعہ حجت پیش
کرتے ہیں یا اس کے برعکس یہ لوگ علمار شیعہ پر حجت لاتے ہیں اُن کے اقوال سے
جیسا کہ ابن روزبہان نے خود اسی کتاب کے خطبہ میں کل فرقۂ امامیہ پر حجت پیش
کی ہے کہ حاکم ابو عبداللہ نے ایسی روایت کی ہے اور وہ شیعی امامی تھا (حالانکہ
حاکم کا شیعی امامی ہونا غلط ہے)۔ با بعض علما ر اہلسنت نے جو اس روایت میں مخالفت
کی ہے خصوصاً بعض متاخرین علما ر نے وہ اس آیت کے نزول میں قدح نہیں
کرتی ہے بلکہ اُن کی مخالفت کرنا دلیل ہے اس امر کی کہ جب اُنھوں نے دیکھا کہ
شیعہ اپنی حجت اُن پر قائم کرتے ہیں تو اُنھوں نے اس کی مخالفت شروع کی اور جو
روایت اس کے منافی تھی اُس کو وضع کر لیا تاکہ وہ اپنے اس فعل سے حق کو چھپائیں
اور ترویج باطل کی طرف متوجہ ہوں جیسا کہ ابن روزبہان نے آیت آیندہ
میں حق کو مخفی کرنا چاہا ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اجماع حقیقت پر اس قول کے
پہلے اور مخالفت کا ظاہر کرنا بعد اجماع کے ہوا ہے بسبب اُن اغراض
نفسانیہ و اہوائے شیطانیہ کے جن کا ذکر سابق میں گذرا ہے۔ بالجملہ اس قوم
کی بری عادتوں سے ایک نہایت بری عادت یہ ہے کہ جب یہ دیکھتے ہیں
کہ کوئی آیت فضائل اہلبیت رسول یا مناقب میں آنحضرت کے ایسی پائی جاتی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے کہ جس سے اہل تشیع نے اہلبیت کی افضلیت، واحقیت پر استدلال کیا ہے
پس اُس آیت کو باوصف اس امر کے کہ اس سے قبل انھیں لوگوں نے اسکی
روایت کی ہو کبھی اُس کو مخالفت سے رد کر دیتے ہیں اور کبھی ضعف راوی
کے عذر سے اُس میں قدح کرتے ہیں کبھی تخصیص و تعمیم کا عذر بار دیش کرتے
ہیں اور کبھی اُس میں تاویل کرتے ہیں گویا دین کی باتوں کا وضع کرنا انھیں
سپرد کر دیا گیا ہے اور جناب سید المرسلین علیہ السّلام کی شریعتوں کا بنانا انھیں
لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور یہ لوگ کلام رب العالمین کو بھی نہیں سماعت
کرتے ہیں جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔ قتل الخرّاصون الّذین ھم فی غمرۃٍ
ساھون والذین یکتمون ما انزلنا من البیّنات والھدٰی
من بعد ما بیّنّاہ للناس فی الکتاب اولٓئک یلعنھم اللہ
ویلعنھم اللاعنون۔ اور باوصف ان باتوں کے اسلاف ذریت طاہرہ
واخلاف اہلبیت رسول مختار کے بزرگ راویوں کی روایت کو بھی تسلیم نہیں کرتے
مثل جناب زین العابدین علیہ السّلام و حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام باقر علوم
الدین اور امام الصادقین جناب جعفر صادق علیہ السلام کے اور دیگر ائمہ طاہرین
صلوات اللہ علیہم اجمعین اور جن صلحا مومنین نے آنحضرت کا اتباع کیا اور روایت
کی ہے اور آنحضرت کے موالی و تابعی کہ جو مومنین عارفین سے تھے نہ اُن کی روایت
کو مانتے ہیں اور یہ لوگ ان سب کی روایت پر طعن کرتے ہیں کیونکہ اُن کے کلام
کو اپنے مقصود کے مطابق نہیں پاتے کسقدر ان لوگوں میں حیا کم ہے اور کسقدر یہ
ظلم میں بڑھے ہوئے ہیں پس کوئی خیر ایسے سلف میں نہیں معلوم ہوتی اور کس نیکی
کی امید ایسے خلف سے ہو سکتی ہے خدا ایسے لوگوں پر رحم نہ کرے اور اُن کو گناہ
سے بری نہ کرے اور بتحقیق کہ ابن روزبہان نے ان سب کو فضیحت کیا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جبکہ آیات کتاب عظیم میں تحریف کی اور احادیث رسول کریم کو بدل دیا ہے خصوصاً جو کچھ کہ اس نے مسئلہ اجماع عترت طاہرہ میں متعلق بہ آیہ تطہیر بیان کیا ہے اور جو جو ایجادات اُس نے اس آیت کے مقصد بیان کرنے میں کی ہیں وہ ایسی ہیں کہ اُن سے اس شخص کی تکفیر ہوتی ہے چہ جائیکہ عداوت جناب امیر المومنینؑ کا اظہار ہوتا ہو با وصف اس امر کے کہ یہ حدیث یعنی حدیث غدیر صحاح قوم اہلسنت میں مروی ہے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں بطرق متعددہ اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور ابن مغازلی الشافعی نے کتاب المناقب میں طرق مختلفہ سے اسکو روایت کیا ہے ابن عقدہ نے ایکسو پانچ طریقوں سے اسکو روایت کیا ہے۔ اور شیخ ابن کثیر شامی شافعی نے جہاں محمد بن جریر الطبری الشافعی کا ذکر کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب ایسی دیکھی کہ جس میں طبری نے احادیث غدیر خم جمع کئے ہیں اور وہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں ہے اور ایک کتاب طبری کی ایسی دیکھی کہ جس میں صرف طرق حدیث طیر جمع کئے ہیں اور ابو المعالی الجوینی سے نقل کیا ہے کہ وہ تعجب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے شہر بغداد میں ایک صحاف کے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب دیکھی کہ جس میں حدیث غدیر خم کے روایات درج تھے اور اُس کتاب پر یہ تحریر تھا کہ یہ اٹھائیسویں جلد ہے طرق حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور اسکے بعد انتیسویں جلد ہوگی اور شیخ ابن الجزری الشافعی نے اپنے رسالہ اسنی المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب میں حدیث غدیر کے تواتر کو بطرق کثیرہ ثابت کیا ہے۔ بالجملہ یہ حدیث غدیر ایسی مشتہر ہوئی اور اس حد کو پہونچی ہے کہ اس طرح دوسری حدیث کو شہرت نہیں ہوئی اور امت رسول کے بڑے بڑے محققین نے اس کو قبول کیا ہے اور اسکو معتبر جانا ہے پس ایسی حدیث شریف سے وہی شخص انکار کریگا کہ جو دشمن اہلبیت رسول خدا ہو یا وہ شخص جس کو کتب احادیث و اخبار پر کسی قسم کی اطلاع نہو۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



**دوسری وجہ** یہ کہ جو کچھ ابن روزبہان نے حدیث غدیر کے راز میں بیان کیا ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ وہ راز نص ہونے میں قادح ہے پس یہ دعویٰ اس طرح سے مردود ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کی فضیلت اور آنحضرت کا کمال اور علم اور سخاوت وشجاعت اور نزدیکی اُن جناب کی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح پر کہ وہ آنحضرت کے داماد اور ابن عم تھے اور جناب رسالتمآب صلعم کے رنج وغم کے دور کرنے والے تھے یہ سب فضائل وکمالات تمامی عرب پر اچھی طرح ظاہر تھے خصوصاً قبیلہ قریش پر کہ جن کو وصیت کرنا اہم تھا۔ اور بتحقیق کہ قرآن مجید میں وجوب محبت اہلبیت علیہ السّلام کے لئے آیت اس سے قبل نازل ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شان اہلبیت علیہم السلام میں حدیث ثقلین ارشاد فرمائی ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی۔ اور نیز یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اذکرکم اللہ فی اہلبیتی (یعنی میں تمھیں اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں) اور اس حدیث کو بکرات ومرّات زبان مبارک سے فرمایا ہے جیسا کہ ابن حجر نے کتاب صواعق محرقہ میں اس کو نقل کیا ہے اسکے علاوہ اور بہت سی احادیث آنحضرت نے ارشاد فرمائی ہیں کہ جن میں اپنے اہلبیت کی محبت اور اُن کی توقیر وتعظیم کرنے کا ذکر موجود ہے اور اُن کی مخالفت سے حضرت نے ڈرایا ہے جیسا کہ کتب احادیث خصوصاً کتب مناقب میں اس طرح کی روایات بکثرت منقول ہیں اور بتحقیق کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ اللہ نے چند احادیث اس کتاب میں بھی ذکر فرمائی ہیں پس ان باتوں پر نظر کرکے عقل سلیم بداہتہً حکم کرتی ہے کہ آنحضرتؐ کا ایسے مقام وزمانہ میں نزول فرمانا جہاں عادۃً مسافر قیام نہ کرتے ہوں اور جہاں ہوا ایسی گرم ہو جس کی بابت منقول ہو کہ لوگ اپنی سواریوں کے سایہ میں پناہ لیتے تھے اور شدت گرمی کی وجہ سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنی رداکو اپنے پیروں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور جگہ بھی ایسی جو کانٹوں سے مملو ہو پھر ایسے مقام پر پالان ہائے شتر کا ایک منبر بنوا کر اس پر تشریف لیجانا اور امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے لئے ایسی دعا فرمانا کہ جو شان سلاطین و خلفاء و والیان عہد کے شایان ہو یہ سب اہتمام نہیں کیا گیا تھا مگر بسبب نزول وحی ربّانی کے ایسی وحی کہ جو ایجابی فوری تھی اور اُسی زمانہ کے لئے خاص کی گئی تھی تاکہ ایک امر عظیم و جلیل القدر کہ جو خاص تھا جناب علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے ساتھ تمامی امت پر ظاہر کیا جائے اور وہ یہ تھا کہ وہ جناب خلافت و امامت کے لئے منصوب کئے جائیں نہ یہ کہ جملہ اہتمام صرف اسلئے آنحضرت نے فرمایا ہو کہ آپکی محبّت و نصرت اپنی امت سے مطلوب تھی اور باوصف اس امر کے کہ اسی حدیث میں آنحضرتؐ نے ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے کہ جس کے ساتھ اُس احتمال کی مجال نہیں رہتی جس کا توہم ابن روزبہان نے کیا ہے اور وہ یہ قول آنحضرتؐ الست اولی بکم من انفسکم ہے اس لئے کہ یہ نص صریح ہے اس امر پر کہ آنحضرت نے ریاست دین و دنیا اس سے مراد لی ہے کیونکہ جو شخص امت کے نفوس سے اولیٰ متصرف ہے وہ نبی اور امام ہے جیسا کہ اس کے متعلق آیت گذشتہ میں ایک اشارہ کیا گیا ہے اور بتحقیق کہ لفظ مولیٰ سے اولیٰ بتصرف ہونا اُن لوگوں نے بھی سمجھا ہے کہ جو اُس مقام پر موجود تھے۔ اور وہ سب کلام عربی کے مدلات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ مثل عمر ابن الخطاب. و حسان بن ثابت و حارث بن نعمان فہری کے لیکن عمر بن الخطاب کی بابت تو یہ خبر متواتر ثابت ہے کہ اُنھوں نے جناب امیرالمومنین علیہ السّلام کو بروز غدیر خم ان کے متصرف ہونے پر تہنیت و مبارکبادی دی اور کہتے تھے بخٍ بخٍ لک یا ابن ابی طالب صرت مولای و مولیٰ کل مومن و مومنۃٍ چنانچہ غزالی نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



اپنی کتاب سرّ العالمین کے چوتھے مقالہ میں جس کو اُس نے تحقیق امر خلافت کے لئے مقرر کیا ہے بعد چند بحثوں کے اور ذکر اختلاف کے تحریر کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے لکن اسفرت الحجۃ وجھہا واجمع الجماھیر علی متن ھذا الحدیث من خطبتہ صلوات اللہ علیہ فی یوم غدیر باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ فقال عمر بخٍ بخٍ یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای ومولیٰ کل مومن ومومنۃ فھذا تسلیم ورضاء وتحکیم ثم بعد ھذا غلب الھواء لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود النبود وخفقان الھوا فی قعقعۃ الرایات واشتباك ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاھم کاس الھواء فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوا الحق وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلاً۔ لیکن دلیل روشن ہوگئی اور جمہور نے آنحضرت صلعم کی متن حدیث پر اجماع کر لیا ہے کہ جس کو آپ نے اپنے خطبہ یوم غدیر خم میں ارشاد فرمایا ہے اور سب کا اُس پر اتفاق ہے کہ وہ جناب اُس روز فرماتے تھے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جس کا میں حاکم و متصرف فی الامر ہوں اُس کے علیؑ بھی مولا و حاکم ہیں یہ سنکر عمر نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اے ابوالحسن آپ نے آج صبح کی درآنحالیکہ آپ ہر مومن و مومنہ کے مولا و حاکم ہوئے غزالی کہتے ہیں کہ یہ امر مسلم ہے اور اس پر سب راضی ہوئے اور علیؑ حاکم قرار پائے۔ پھر بعد اس رضامندی و خلافت علیؑ کے قبول و تسلیم کر لینے کے خواہش نفس حب ریاست کے لئے غالب آگئی اور لوگوں نے چاہا کہ ستون خلافت بلند ہو اور علمہائے حکومت مقرر کئے جائیں اور نشانات ریاست ہوا سے متحرک ہوں اور لشکر کے گھوڑوں کے اجتماع کی کثرت ہو امصار و دیار فتح کئے جائیں اسی خواہش نے اُن لوگوں کو حب ریاست کا جام پلا دیا۔ پس وہ سب پہلی سی مخالفت کی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



طرف لوٹ آئے اور اُن کے حال کی مثال قول باری تعالیٰ کے مطابق ہوگئی کہ وہ ارشاد فرماتا ہے پس چھوڑ دیا اُنھوں نے اُس کو پس پشت اپنے اور مول لے لیا اُنھوں نے بعوض اُسکے ایک قلیل قیمت کو اور حسّانؔ بن ثابت پس اُنھوں نے بروز غدیر خم چند اشعار مدح جناب امیرالمومنینؑ میں تصنیف کئے کہ جو مشہور ہیں اُن میں بھی تصریح ہے کہ مولیٰ سے مراد امام اولی بالتصرف ہے۔ اور جناب رسولخدا صلعم نے اُن اشعار کو قبول فرمایا۔ اور حسان بن ثابت کی اس مدح پر تعریف فرمائی۔ اور حارث بن نعمان فہری کی نسبت امام ثعلبی کہ جو اہل سنت کے پیشوائے مفسرین میں سے ہیں وہ شان نزول قول باری تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع کی یہ بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام غدیر خم لوگوں کو ندا کرائی اور اُن کو جمع فرمایا۔ پس جبکہ وہ لوگ سب جمع ہو گئے تو آپ نے امیرالمومنینؑ کا ہاتھ لیکر بلند کیا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا اور یہ خبر تمام شہروں میں مشہور ہوئی اور حارث بن نعمان فہری کو بھی پہونچی۔ پس وہ جناب رسولخدا صلعم کی خدمت میں اپنے ناقہ پر سوار ہو کر آیا جبکہ مقام ابطح میں پہونچا تو اپنے ناقہ سے اترا اور ناقہ کو باندھ دیا پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ جناب ایک گروہ اصحاب میں تشریف فرما تھے حارث کہنے لگا اے محمدؐ آپنے ہمیں یہ حکم دیا کہ خدائے واحد کی ہم عبادت کریں اور آپ کو اُس کا رسول تسلیم کریں ہمنے اس کو آپ کے کہنے سے منظور وقبول کیا۔ پھر آپ نے نماز پنجگانہ کا حکم دیا پس ہمنے اُس کو بھی مانا۔ آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ شہر رمضان کے روزے رکھو اُس کو بھی ہمنے قبول کر لیا پھر آپ نے ہم پر حج کا حکم واجب کیا اُس کو بھی ہمنے تسلیم کیا ان تمام باتوں پر آپ راضی نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے دونوں ہاتھوں کو بلند کرکے اُن کو ہم پر فضیلت دیدی اور یہ فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ آیا یہ فعل آپنے اپنی جانب سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



کیا ہے یا اس کا خدا نے حکم دیا ہے پس آنحضرت صلعم نے نعمان بن حارث فہری سے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اُس معبود کی کہ سوائے اُسکے کوئی دوسرا خدا قابل پرستش نہیں ہیں نے اپنی طرف سے یہ نہیں کیا ہے بلکہ خدا کے حکم سے علیؑ کو مولائے مومنین تم سب پر ظاہر کیا ہے یہ سنکر نعمان بن حارث اپنی سواری کی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ خداوندا جو کچھ کہ محمدؐ نے اس وقت کہا ہے اگر یہ بات حق ہے پس تو ہم پر آسمان سے پتھر نازل کر یا ہمکو کوئی عذاب دردناک دے راوی حدیث بیان کرتا ہے کہ نعمان بن حارث فہری اپنے ناقہ تک پہونچا تھا یہاں تک کہ خدا نے ایک پتھر آسمان سے نازل کیا جو اُسکے سر پر گرا اور اُسکے اسفل سے خارج ہو گیا پس نعمان قتل ہو گیا۔ پھر خداوند عالم نے یہ آیہ وافیۃ الہدایہ نازل فرمایا سأل سائلٌ بعذابٍ واقعٍ للکافرین لیس لہ دافعٌ من اللہ ذی المعارج جبکہ یہ حدیث متواترہ ہے جیسا کہ اسکے تواتر کو اکابر اہلسنت نے تسلیم کر لیا ہے اور اس کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے اور فصحاء قریش نے اس کو بخوبی سمجھ لیا ہے کہ معنی مولیٰ کے اولیٰ بالتصرف کے ہیں۔ پھر ایسی حدیث میں قدح وجرح کرنا اور اُس میں ایسی بیجا تاویلیں کرنا کہ جن سے خواہ مخواہ عقل سلیم کو انقباض پیدا ہوتا ہے اس کا بجز عداوت وتعصب وعناد کے اور کوئی باعث نہیں ہے اور اگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس مقام پر اور اس وقت اس خطبہ پڑھنے سے صرف یہی مقصود ہوتا کہ چونکہ یہاں سے قبائل عرب علیٰحدہ ہوتے ہیں لہذا اُن کو علیؑ کی محبت ونصرت کے لئے وصیت کر دی جائے جیسا کہ ابن روزبہان نے اس کا گمان کیا ہے اور نزول وحی امر فوری کے لئے نہوئی ہوتی جیسا کہ علماء شیعہ نے ائمہ علیہم السلام سے روایت کی ہے تو ہر آئینہ جناب رسول خدا صلعم اس مقام پر پہونچنے سے قبل یہ تجویز قرار دیتے کہ میں جب اس مقام پر پہونچونگا اور لوگ مجتمع ہوں گے تو خطبہ پڑھوں گا اور اس صورت میں ظاہر یہ تھا کہ آپ اُس روز بوقت صبح لوگوں کے مجمع میں خطبہ ارشاد فرماتے نہ کہ روانگی کے بعد توقف کر کے اور ایسی دوپہر کی گرمی میں۔ بلکہ اگر ابن

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



روزبہان نے جو وجہ تحریر کی ہے وہ صحیح ہوتی تو اُس کی بنا بریہ مناسب تھا کہ آنحضرت ایام حج ہی میں اس خطبہ کو پڑھتے تاکہ وہاں ہر شخص اس کلام کو سماعت کر لیتا کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جسقدر عرب و عجم و غیر ممالک کے لوگ ایام حج میں حاضر تھے اُتنی تعداد جناب رسالتمآبؐ کے ہمراہ مکہ سے غدیر خم تک باقی نہیں رہی تھی بلکہ بعض لوگ مکہ ہیں رہ گئے تھے اور جو اہل یمن اور باقی جزیرۃ العرب کے تھے وہ لوگ مکہ سے یمن اور جزیرۃ العرب کے مقامات پر واپس چلے گئے تھے پس معلوم ہوا کہ اس وقت اور اس مقام پر ایسی بات کا اعلان و اظہار جناب رسولخداؐ کی طرف سے ہر گز نہ تھا نہ اُس مقصد کیلئے تھا جس کو ابن روزبہان نے بیان کیا ہے کہ اظہار محبت و نصرت ب کے لئے حضرتؐ نے خطبہ پڑھا بلکہ یہ خطبہ پڑھنا اور علیؑ کو مولیٰ و حاکم مومنین امت پر ظاہر فرمانا بحکم وحی الٰہی تھا نیز اس لئے یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ جب ایسی تکلیف کے وقت میں اور نامناسب وقت و جگہ میں مضمون خطبہ سنایا جائیگا تو زیادہ موجب اس کا ہوگا کہ ہمیشہ یاد رہے اور کبھی نہ فراموش ہو سکے جیسا کہ مثل بیان کی گئی ہے کہ جو چیز کسب سے حاصل کی جاتی ہے وہ بہت کم بھولی جاتی ہے۔ اور یہ اہتمام بلیغ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ ارشاد حسب مقتضائے الٰہی ہر جناب رسالتمآب صلعم کا اس میں اجتہاد نہیں ہے جیسا کہ بعض اہلسنت نے اس کو تجویز کیا ہے اور اس ابلاغ حکمت الٰہی میں اور بہت سی حکمتیں اور نشانیاں ظاہر و روشن ہیں اور اُن چیزوں میں سے جو اس امر پر دلالت صریحہ رکھتی ہیں یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا اپنے اہلبیت علیہم السّلام کی محبت و نصرت کا ابلاغ فرمانا بعد اسکے کہ اُس کو کرّات و مرّات اپنی زبان سے بیان فرما چکے تھے موجب ایسی تاکید و مبالغہ کے نہ تھا کہ وہ اس طرح سے اپنے نبیؐ کو خطاب فرماتا کہ اگر تم نے اس فعل کو انجام نہ دیا تو گویا تم نے کوئی حکم احکام خدائے تعالیٰ کا ابلاغ نہیں کیا پس معین ہو گیا کہ مراد خدا کی ابلاغ ایسے حکم کا ہے کہ جس کے ابلاغ سے مجموع احکام کا ابلاغ محقق ہو اور اسی حکم سے خداوند عالم کو دین کا کامل کرنا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



اور اپنی نعمت کا تمام کرنا مقصود و مطلوب ہو اور بتحقیق کہ وہ وہی حکم ہے جو تمام قوم پر شاق اور دشوار تھا اور وہ یہ ہے کہ اصول دین اسلام کی پانچویں اصل کو نصب علی امیر المومنین علیہ السّلام سے معین فرمادیں اور اُن جناب کی امامت کا ظاہر کرنا اور اُنکی اطاعت کا تمامی خلق پر واضح کرنا مقصود تھا کیونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ تمام قوم کے دل عداوت و بغض علیؑ سے مملو ہیں کہ اُنہوں نے ہمراہ جناب رسولِ خدا صلعم غزوات اسلام میں انکے باپ بھائیوں اور اولاد و اقارب کو قتل کیا تھا جیسا کہ روایت ثعلبی سے (جو کہ بڑے اکابر اہلسنت سے ہیں) اور دیگر اکابر قوم کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے پس گویا حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو کچھ ہمنے آپ پر حکم ایجابی فوری نازل کیا ہے اُسکو آپ امت تک پہونچا دیجئے اور وہ یہ ہے کہ علیؑ کو امامت کیلئے معین کر دیجئے اور اگر اس حکم کی تبلیغ میں آپنے غفلت کی اور اُس کو نہ پہونچایا تو آپ مثل اُس شخص کے ہونگے کہ اُس نے کوئی حکم نہ پہونچایا ہو اور مثال اس کی یہ ہے کہ اگر مکلف تمام اُن چیزوں پر ایمان نہ لائے جن کو کہ رسولِ خدا کی طرف سے لائے ہیں بلکہ بعض عقائد پر ایمان لائے اور بعض کا معتقد نہوا ایسا مکلف مثل اُس شخص کے ہے کہ جو کسی چیز پر ایمان نہیں لایا ہے پھر چونکہ خداوند عالم یہ بھی جانتا تھا کہ یہ امر اہم رسول پر دشوار ہے اور قوم کے کینے اور دشمنی کا خوف ہے اسی لئے اطمینان نفس رسول اور اُن جناب کی تسلی اور دشمنوں سے خوف نہ کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ پس ان تمام وجوہ و دلائل سے جو بیان کئے گئے ثابت ہوگیا کہ نص امامت تمام ہوگئی اور وہ احتمال جو ابن روزبہان نے بیان کیا تھا دفع ہوگیا۔

**تیسری وجہ** یہ ہے کہ وہ بات جس کی طرف ابن روزبہان نے اپنے کلام میں اشارہ کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے روز غدیر خم امیر المومنین علیہ السّلام کو اپنی نفس مبارک سے مساوی قرار دیا امر ولایت و محبت و نصرت میں اور اس بیان سے مقصد اُس کا یہ ہے کہ لفظ مولیٰ بمعنی اولیٰ بالتصرف نہیں ہے بلکہ مولیٰ بمعنی محبت و نصرت کے ہے تو یہ قول اُس کا قابل سماعت نہیں ہے ہاں البتہ اس حدیث کے آخر الفاظ یعنی اللّٰھم وال من والاہ سے صاحب مواقف نے معارضہ کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ صیغہ مفعل بمعنی افعل کو ائمہ لغت عربی میں سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کسی نے ذکر نہیں کیا ہے اور صاحب مواقف نے یہ بھی کہا ہے کہ استعمال لفظ بھی اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ لفظ مولی المعنی اولی نہیں ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ یوں کہیں اولی من کذا اور اولی الرجلین و اولی الرجال نہ کہ مولی الرجلین و مولی الرّجال اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں لفظ مولیٰ سے مراد اولیٰ ہے پس اسکی کیا دلیل ہے کہ مراد اولیٰ سے اولیٰ بالتصرف اور اولی بالتدبیر ہے بلکہ جائز ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ یہ اولی ہیں کسی امر میں اور امور سے جیسا کہ قول باری تعالیٰ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ میں مراد اولویت اتباع میں ہے اور اختصاص میں اور قرب میں ہے نہ مراد اولویت تصرف میں ختم ہوا کلام صاحب مواقف کا **جناب قاضی سید نور اللہ شوشتری شہید ثالث** علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں صاحب مواقف کے اس قول میں بہت سے تصرفات نظر ہیں ایک نظر یہ ہے کہ مقدمہ متواترہ یعنی الست اولی بکم جبکہ اولیٰ بالتصرف کا مقتضی ہو چکا ہے تو پھر اللھم وال من والاہ کا جملہ مقتضی اس کا نہ ہوگا کہ معنی مولی کے بالمحبۃ ہوں علاوہ اسکے حدیث کا یہ آخری حصہ جملہ دعائیہ ہے اور جملہ مستانفہ ہے اُس کو وہ ربط وسط حدیث سے نہیں ہے جو کہ مقدمہ حدیث کو وسط حدیث سے ہے ( **قول مترجم** یعنی الست اولی بکم من انفسکم اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جو ربط ہے وہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور اللھم وال من والاہ میں نہیں ہے کیونکہ اللھم وال من والاہ جملہ دعائیہ ہے جو بعد ختم مقصود شروع ہوا ہے ) پس اس جملہ کا اشعار بعد فرض معارض نہو گا دلالت مقدمہ حدیث کے جو کہ الست اولی بکم ہے اور اصل حدیث اُس پر مبنی ہے اور علاوہ اس کے صرف مناسبت مقدمہ سے تعیین مراد پر استدلال ہم نے نہیں کیا ہے بلکہ اصل دلیل وہ ہے جس کو ہم نے تعیین مراد میں بیان کیا ہے کہ اُس مقام خاص پر آنحضرت کا نزول اجلال فرما کر اور سب اصحاب کو جمع کر کے الست اولی بکم فرما کر اپنے اولیٰ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بالتصرف ہونے کا اقرار لینا اُسکے بعد من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمانا دلیل ہے
کہ مولی بمعنی بالتصرف اور اس صورت میں مقدمہ حدیث (الست اولی بکم من
انفسکم) کی مناسبت غنیمہ استدلال ہے پھر میں اس سے بھی زیادہ اور ترقی کرکے کہتا ہوں
کہ آخری حصہ حدیث کا ہمارے لئے مفید ہے مضر نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم کا
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ
فرمانا نہیں لائق ہے اُس شخص کے واسطے کہ اُسکے کچھ لوگ دوست ہوں اور کچھ دشمن ہوں
اور اُس کی نصرت کی ضرورت ہو اور اُس کے چھوڑ دینے کا خوف ہو اور یہ مرتبہ کسی کا
نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ سلطان ہو (بادشاہ) یا امام جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے۔ دوسرے یہ کہ استعمال
صیغہ مفعل کا بمعنی افعل کے ایسا ہے کہ اُس کو شارح جدید کتاب تجرید نے ابی عبیدہ
سے نقل کیا ہے اور ابو عبیدہ ائمہ لغت سے ہیں اور اُس نے قول باری تعالیٰ۔
مولکم النار کی تفسیر اولیٰ سے کی ہے اور خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن مولاھا اس میں بھی مولاھا سے
مراد وہی شخص ہے جو اُس عورت کا ولی اور مالک تدبیر ہو اور اُس کی مثال اشعار
عرب میں بھی بہت پائی جاتی ہے کہ لفظ مولیٰ سے اولیٰ مراد لیا جاتا ہے پس استعمال
لفظ مولیٰ کا بمعنی متولی و مالک امر اور اولیٰ بالتصرف کے تمامی کلام عرب میں شائع
ہے اور ائمہ اہل لغت سے منقول ہے اور مراد یہ ہے کہ لفظ مولیٰ اسم ہے بمعنی اولیٰ کے نہ
کہ صفت مثل اولیٰ کے ہوتا کہ اس میں یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ صیغہ اسم تفضیل کا نہیں
ہے اور اُس کا استعمال مثل صیغہ تفضیل کے نہیں ہوتا۔ نیز ایک یہ امر بھی قابل غور ہے
کہ دو لفظوں کا ایک معنی میں ہونا اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ اُن دونوں کا استعمال بھی
ایک دوسرے کے صلہ کے ساتھ جائز قرار دیا جائے کیونکہ لفظ کا کسی لفظ سے متصل ہونا
عوارض الفاظ سے ہے نہ کہ عوارض معانی سے یعنی ایک لفظ کے ساتھ کسی لفظ کا لحوق

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



صلہ کے آنا اُس کی لفظیت کی وجہ سے ہوتا ہے معنوں کی وجہ سے نہیں ہوتا پس اولی کے ساتھ من آسکتا ہے اور مولی کے ساتھ من کا آنا ضروری نہوگا اگرچہ مولیٰ اولیٰ کے معنوں میں ہے نیز یہ کہ لفظ صلوۃ مثلاً دعا کے معنوں میں ہے اور صلوۃ مقترن ہوتی ہے لفظ علی سے اور دعا مقرون ہوتی ہے حرف لام سے چنانچہ کہتے ہیں صلّی علیہ (دعالہ) یعنی اُس نے آنحضرتؐ پر صلوات بھیجی اور آنجناب کے لئے دعا کی اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ دعا علیہ کیونکہ اگر یہ کہا جائے کہ دعا علیہ تو اس وقت میں بددعا کے معنی ہو جائیں گے اور تحقیق شیخ رضی نے لفظ عَلمَ و معرفہ کی تصریح کی ہے حالانکہ علم متعدی ہے دو مفعولوں کی طرف اور معرفہ متعدی نہیں ہے دو مفعولوں کی طرف اور اسی طرح استعمال ہوتا ہے انک عالم اور یہ نہیں کہتے کہ ان انت عالم باوجودیکہ ضمیر متصل و منفصل اس مقام پر ہم معنی ہیں جیسا کہ اہل لغت نے اس کی تصریح کر دی ہے اور اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اور منجملہ امور نظریہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا لفظ اولی کو بانفسکم سے مقید کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ مراد اولی سے اولیٰ بالتصرف ہے نہ کہ اولی اور کسی امر میں اور یہ امر اس وجہ سے ہے کہ اولیٰ ہونا تمام آدمیوں سے اُن کے نفوس سے اسکے کوئی معنی نہیں ہیں بجز اسکے کہ یہ مراد ہو کہ وہ اولیٰ ہیں آدمیوں سے اُن پر حکومت و تصرف کرتے میں اور اسی مقام سے یہ واضح ہوگیا کہ دلیل لانا صاحب مواقف کا قول حق تعالیٰ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ سے درست نہیں ہے کیونکہ اُس میں ان اولی الناس بابراھیم من نفسہ نہیں ہے تو اگر اُس میں اولی سے اولی بالتصرف مراد نہو کیا ضرر ہے اور اگر اُس میں بالفرض من نفسہ کی قید ہوتی تو ضرور اولیٰ بالتصرف کے معنی ہوتے لہذا معارضہ و استشہاد صاحب مواقف بالکل نادرست ہے۔

**چوتھی وجہ** یہ کہ ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ اگر منصف انصاف کرے تو معلوم ہوگا کہ آنحضرت نے روز غدیر خم خلافت علیؑ پر نص جلی نہیں فرمائی ہے انصاف سے خالی ہے اور انتہا کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تعصب وظلم پر مشتمل ہے کیونکہ یہ امر مخفی نہیں ہے کہ بہترین عرب قبیلہ قریش تھا کہ جو مکہ سے مدینہ تک پھیلا ہوا تھا اور یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ یہ لوگ سب علیؑ ابن ابی طالب سے منحرف تھے کیونکہ اُن کے سینوں میں آنحضرتؐ کی طرف سے ایام جاہلیت کے کینے و دشمنیاں بھری تھیں جیسا کہ بعد کو اس کا اعتراف ابن روزبہان نے بھی کیا ہے اور باقی طوائف عرب جو تھے وہ سب رعایا میں تھے اور اُن کو نہ کوئی سبقت اسلام میں تھی نہ احکام دین میں نہ اُنہیں اس معاملہ میں کوئی ممارست پیدا ہوئی تھی تاکہ اُن کا خلافت کا قبول کرنا یا اُن کا اس سے مخالفت کرنا قابل توجہ و اعتبار ہو سکے اور منشاء مخالفت اُن طوائف عرب کا جنھوں نے ابوبکر کو اُن کے زمان خلافت میں زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اور ابوبکر نے اُن کا نام اہل الردہ رکھا تھا یہ تھا کہ وہ خلافت اہلبیت علیہم السّلام کی حقیت کا اعتقاد رکھتے تھے اور خلافت ابوبکر کی قدح کرتے تھے جیسا کہ اسکو صاحب کتاب فتوح نے قبیلۂ بنی حنیف و بنی کندہ وغیرہم سے نقل کیا ہے اور ہمنے اپنی کتاب **مجالس المومنین** میں اس کا ذکر کیا ہے اور اسکی تائید کرتا ہے وہ قول جسکو ابن حزم نے مسئلہ احکام مرتدین کے متعلق اپنی کتاب محلّٰی میں ذکر کیا ہے کہ اہل ردّہ کی دو قسمیں تھیں۔

پہلی قسم وہ ہے جو قطعاً ایمان نہیں لائی مثل اصحاب مسیلمہ وسجاح کے پس یہ لوگ اہل حرب سے ہیں کہ انھوں نے اسلام کو قبول ہی نہیں کیا پس اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ نہ اُن کی توبہ قبول ہے نہ ان کا اسلام صحیح ہے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ جس نے اسلام کو قبول کیا اور بعد اسلام لانے کے پھر کفر نہیں کیا لیکن اُنھوں نے ابوبکر کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور اسی جرم پر وہ قتل کر دیے گئے اور اس بارے میں حنفی و شافعی اختلاف نہیں کہتے ہیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جن کے لئے اصلا حکم مرتد ہونے کا نہیں ہے کیونکہ اُنھوں نے صرف امر زکوٰۃ میں فعل ابوبکر کی مخالفت کی تھی لہٰذا ہم اُن کو اہل ردہ نہیں کہہ سکتے ہیں اور دلیل اسکی وہ اشعار ہیں حطیۂ شاعر کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جن میں وہ کہتا ہے ترجمہ اشعار حطیۂ اطاعت کی ہمنے رسولخدا کی جبتک وہ جناب ہمارے درمیان میں رہے پس افسوس ہے کہ کیا حال ہوگا دین ابوبکر کی اطاعت کرنے میں آیا بعد وفات ابوبکر کیا اُس کا بیٹا اُس کی خلافت کا وارث ہوگا پس قسم بخدا یہ بات اسلام کی پشت توڑ دینے والی ہے اور تحقیق کہ وہ چیز جس کا تمنے مطالبہ کیا اور اُس سے منع کئے گئے ہمارے نزدیک یہ تیرے لئے مثل خرمہ ہے یا خرمہ سے زیادہ شیریں تر ہے پس اے کاش کہ میں اپنے ناقہ کی کاٹھی کے گرد رہتا اُس شام کو جبکہ ہم تعاقب کرتے تھے ابوبکر کا نیزوں سے بالجملہ جمہور کا نص کو مخفی رکھنا یہ امر عادۃً بعید نہیں ہے خاصکر جبکہ دواعی احتمال کے موجود ہوں جیسا کہ تجکو معلوم ہے (خلافت امیرالمومنین علیہ السّلام کے بارے میں) اور یہ امر ویسا ہی ہے کہ جیسے تئیس[۲۳] برس تک بعد نزول وحی کے شب و روز میں پانچ مرتبہ رفع یدین کی سنت ہونے پر اور شب و روز کے تین اخفاتیہ نمازوں (ظہرین و عشا) میں جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مسنون ہونے پر نص ہوتی رہی لیکن ان دونوں پر تواتر نہیں ہوا کہ اس کی مخالفت[۵] کسی نے نہ کی ہو حالانکہ کثرت دواعی کے موجود تھے اور اسی طرح کا حال ہے فصول و اجزاء اذان اور مسح و غسل و وضو وغیرہ کا اور حدیث غدیر کے ساتھ صحابہ کا احتجاج نہ کرنا اُن کے معصوم ہونے کی تقدیر پر ہے (یعنی اگر صحابہ معصوم ہوتے تو ضرور اس حدیث سے حجت لاتے) اور تم لوگ تو انبیاء سے گناہان صغیرہ کا عمداً سرزد ہونا اور گناہان کبیرہ کا قبل وحی عمل میں لانا تجویز کرتے ہو پس غیر انبیاء کے لئے کیا کچھ نہ تجویز کرتے ہوگے بہرحال مقصود یہ ہے کہ جب مسائل مذکورہ شب و روز کے لئے باوجودیکہ نص موجود تھی تئیس[۲۳] برس تک اختلاف نہ مٹا یا دو امروں میں سے ایک کا معین ہونا جمیع اہل اسلام کے نزدیک ثابت و متحقق نہوا تو وہ امامت کہ جس پر اس آیت یا اسکے غیر سے ایک یا دو یا تین مرتبہ اس مدت میں نص کی گئی ہو اُس پر اتفاق کا نہونا بطریق اولیٰ ممکن ہوگا۔

---

[۵] اسلئے کہ مابین حنفیہ و شافعیہ ان باتوں میں اختلاف واقع ہے کیونکہ حنفیہ رفع یدین و جہر نہیں کرتے ہیں۔ ۱۲ مترجم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بعض حنفیہ نے کتاب تحقیق کی شرح میں بحث خبر واحد میں بیان کیا ہے کہ قبول خبر واحد کے لئے چند شرطیں ہیں اُن میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ ظہور اختلاف کے وقت متروک الاحتجاج نہو پس جبکہ اُنھوں نے اُس جز کے ساتھ احتجاج کو ترک کیا تو وہ جز ہمارے بعض اصحاب متقدمین اور عامہ متاخرین کے نزدیک مردود ہے اور اصولیین اور اہل حدیث نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کے قائل ہوئے ہیں کہ اگر حدیث کی سند ثابت ہوجائے تو خلاف کرنا صحابی کا اُسکے ساتھ اور اُس پر عمل نہ کرنا اور اُس سے احتجاج نہ کرنا موجب اُس کے رد کا نہیں ہے کیونکہ ایسی حدیث تمام خلق پر حجت ہوگی اور صحابی پر وہ حجت ہوگی جیسے کہ غیر صحابی پر ختم ہوا کلام صاحب تحقیق کا اور غور و تامل کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے جہلا ائمّہ کا امیرالمومنین علیہ السّلام پر مقدم ہونا ایک ایسی غلطی ہے کہ جو ہوئی اور مشہور ہوگئی یہاں تک کہ وہ آدمیوں میں مذہب قرار پائی وجہ اس کی یہ ہے کہ بعض کو تو اس معاملہ میں کوئی تمیز ہی نہوئی اور بعض کے لئے اظہار حق کی قوت و طاقت نہ تھی یا اُن کے لئے اس معاملہ میں وہ شبہہ ڈالدیا گیا جس کو ہم بیان کر آئے ہیں اور اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے فاضل تفتازانی نے شرح تلخیص میں کہا ہے کہ لفظ تملیح مصدر ہے ملح الشعر کا جسکے معنی شے ملیح لانے کے ہیں اور یہ خطا ہے شارح علامہ کی کہ جو ناشی ہوئی ہے اس امر سے کہ اُنھوں نے تلمیح اور تملیح کو برابر قرار دیدیا ہے اور دونوں کی تفسیر یہ کی ہے اشارہ کیا جائے طرف قصہ و مثل و شعر کے پھر یہ غلطی ایسی مشہور ہوئی کہ ایک مذہب ہوگئی بسبب عدم تمیز کے اور اکثر ایسا ہوا ہے واسطے علمائے محققین کے جیسا کہ واقع ہوا ہے علامہ ابن حاجب کے لئے بحث کلم لو میں کہ اُس نے رجوع کیا ہے طرف قول حکماء کے اور ترک کردیا ہے اقوال متقدمین اہل عرب کو اور تم اس کلام کو خوب سمجھو۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



# کلام علامہ حلی علیہ الرحمۃ

تیسری دلیل

تیسری آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ہے اس آیت پر مفسرین نے اجماع کیا ہے اور جمہور علما نے مثل احمد بن حنبل وغیرہ کے روایت کی ہے کہ یہ آیت علیؑ و فاطمہؑ و حسنین علیہم السّلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابو عبداللہ محمد بن عمران مرزبانی نے ابی الحمرا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نو یا دس مہینہ تک آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر رہا دیکھا میں نے کہ وہ حضرت ہر صبح کو دولتسرا سے برآمد ہو کر علیؑ کے دروازہ پر تشریف لاتے اور دونوں بازو دروازہ کے پکڑ کے ارشاد فرماتے تھے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس اسکے جواب میں علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم السّلام کہتے تھے کہ علیک السّلام یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آپ فرماتے تھے کہ الصّلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنی اے اہلبیت نماز کا وقت ہے نماز پڑھو خدا تم پر رحمت نازل کرے جز ایں نیست کہ خدا ارادہ کرتا ہے کہ تم سے ہر رجس و عیب کو دور رکھے اور تم کو پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا اُسکے بعد اپنے مصلے پر نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے لئے خلافت کا دعویٰ کیا پس واجب ہے کہ وہ جناب اپنے اس دعویٰ میں صادق ہوں ختم ہوا کلام علامہ کا۔

# قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ اجماع کرنا مفسرین کا اس آیت پر کہ علیؑ کی شان میں نازل ہوئی خلاف واقع ہے کیونکہ مفسرین نے اس پر اجماع نہیں کیا ہے بلکہ اکثر اسکے قائل ہوئے ہیں کہ یہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آیت ازواج رسول کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہی امر ترتیب و نظم قرآن مجید کے بھی مناسب ہے خدا فرماتا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ یہ نص قرآن مجید کی دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ یہ آیت ازواج نبی کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ آیت ضمن میں اُن کے حکایات اور اُن کے خطاب کے مذکور ہے لیکن جبکہ خدا نے صیغہ خطاب مونث سے صیغہ خطاب ذکور کی طرف عدول کیا ہے تو کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہو کل اہلبیت رسول کی شان میں خواہ وہ ذکور ہوں یا اناث پس اس طرح سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنین علیہم السّلام و ازواج سب کے لئے شامل ہوگی اور اس شان نزول کے موافق رجس یہاں محمول طہارت پر تمام ذنوب سے نہیں ہے بلکہ رجس سے مراد شرک ہے اور بڑے بڑے فواحش ہیں مثل کبیرہ زنا کے جیسا کہ اسی بات پر سابق آیت دلالت کرتی ہے یعنی فیطمع الذی فی قلبہ مرض اور اگر ہم اس کو تسلیم بھی کرلیں کہ رجس سے مراد طہارت تمامی گناہوں سے ہے لیکن یہ امر مسلّم نہیں ہے کہ علی علیہ السّلام نے اپنے نفس کے لئے امامت کا دعویٰ کیا اور اگر اُن جناب نے امامت کا دعویٰ کیا ہوتا تو عاجزی کے ساتھ مخفی طور سے نہ کرتے اس لئے کہ آپ میں قوت و شجاعت اور اعوان وکثرت قبائل وعشائر و شرافت قوم و دیگر فضائل موجود تھے۔

پھر اگر رجس کے معنے گناہ کے لئے جائیں تو عائشہ سے گناہ روز جمل کا مواخذہ نہ کیا جائے گا کیونکہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیت عائشہ و دیگر ازواج کے لئے نازل ہوئی ہے پس ایسی حالت میں اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا۔ ختم ہوا قول ابن روزبہان۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ابن روزبہان کے اس قول میں کئی وجہوں سے نظر ہے پہلے یہ کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مراد مصنف علیہ الرحمہ کی اس مقام پر اور مثل اس کے دیگر مقامات پر اجماع مفسرین سے اتفاق مفسرین اہل تشیع و اہل سنت ہے اور یہ بات محقق ہوجاتی ہے بعض مفسرین اہلسنت کے اتفاق کر لینے سے شیعوں کے ساتھ اور یہ بات محقق ہے کہ جس چیز کی طرف ایک گروہ کے لوگ جواُن کے مقابل ہوں اُس میں موافقت کریں تو وہ چیز حجت ہوجائے گی سب پر اور نیز ہم نے اسکے قبل بیان کیا ہے کہ مراد مصنف کی اُن کی دعوائے اجماع سے وہ اجماع ہے کہ جو قبل ظہور مخالف تھا اور مخالف تازہ پیدا ہوا ہے جس کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے ابن روزبہان نے یہ نہیں ذکر کیا کہ اکثر مفسرین مخالفین کون ہیں جنھوں نے ادعا کیا ہے اور کسی کا نام نہیں لیا ہے بلکہ ابن روزبہان کی تکذیب کی ہے اس باب میں اُس شخص نے جو اُس سے اعلم ہے علم حدیث و تفسیر میں اُن کے مشائخ سے کیونکہ شیخ ابن حجر نے کتاب صواعق میں بیان کیا ہے کہ اکثر مفسرین اسکے قائل ہوئے ہیں کہ یہ آیت علیؑ و فاطمہ و حسنین علیہم السّلام کے بارے میں نازل ہوئی بسبب ضمیر مذکر عنکم کے۔

دوسرے یہ کہ ابن روزبہان نے مناسبت قرآن کا جو ذکر کیا ہے تو اُسکی رعایت اُس وقت واجب ہوگی جبکہ کوئی مانع موجود نہو اور اس مقام پر بالکل واضح ہے کہ ضمیر عنکم و یطہرکم اور نیز بعض دوسرے قرائن خارجیہ جن کا ذکر آئیگا وہ یہاں مانع موجود ہیں اس امر سے کہ ازواج مراد لی جائیں اور مفسرین میں سے جو لوگ اس مناسبت پر نظر کر کے اسکے قائل ہوئے ہیں کہ آیت خصوص ازواج کے لئے ہے اُنھوں نے اپنے نفس کو شاعر کے اس قول کا مورد قرار دیا ہے کہ ایک چیز کو تو نے یاد کر لیا ہے اور بہت سی چیزیں تجھے غائب ہوگئی ہیں۔ علاوہ اسکے تغیر خطاب میں اُن آیات کے کہ باہم قریب بیان کیے گئے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



ہیں اہلبیت و ازواج کے لئے اس میں ایک باریک بات ہے کہ ازواج کا ایک درجہ ہے اور اہلبیت کا دوسرا درجہ ہے خدا کے نزدیک ۔

تیسرے یہ کہ قول اُس کا نص قرآن دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ یہ آیت ازواج کی شان میں نازل ہوئی پس اگر اس سے مراد اُسکی اُن آیات سے ہے کہ جن کو اُس نے ذکر کیا ہے اور وہ سابق ہیں آیت تطہیر پر کہ جن کو مصنف نے ذکر کیا ہے تو مسلم ہے کہ وہ دلالت کرتی ہیں اسی امر پر کہ اُن سے ازواج مراد لی جائے لیکن اس مراد لینے سے ابن روز بہان کو کوئی نفع نہیں ہے اور اُس نے اپنے اُس قول سے آیات سابقہ و آیہ تطہیر سب کو شامل کر کے عام اشارہ کیا ہو تو آیہ تطہیر کا ازواج کی شان میں نازل ہونے پر دلالت کرنا ظاہر البطلان ہے بلکہ وہ آیت نص ہے ازواج کے مقصود نہ ہونے پر جیسا کہ تجھکو بیان سابق سے معلوم ہوا اور آیندہ معلوم ہوگا لیکن اُس کا استدلال کرنا اس دلیل سے جسکو اُس نے اپنے فہم کے مطابق سمجھا ہے کہ یہ آیت چونکہ ضمن میں حکایت و خطاب ازواج کے ہے اس لئے آیہ تطہیر سے مقصود ازواج ہیں اسپر یہ اعتراض ہے کہ پہلی آیت نزول ازواج کے بارے میں اس امر کو منع نہیں کرتی ہے کہ جو آیت اُسکے ضمن میں ہو اور اُسکے متصل بعد اُس آیت کے غیر ازواج کے لئے نازل نہوئی ہو اور جبکہ غیر ازواج کے مراد ہونے پر دلیل بھی قائم ہو اور وہ دلیل یہ ہے کہ آیہ تطہیر میں ضمیر عنکم و یطہرکم موجود ہے ۔

**دوسری دلیل** یہ ہے ۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے امیرالمومنین علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین علیہم السّلام کو جمع کیا اور اُن کو کساء فدکی اوڑھا دی پھر فرمایا یہی میرے اہلبیت ہیں اے خدا تو ان سے ہر رجس کو دور رکھ اور اُن کو پاک رکھ جو حق ہے پاک رکھنے کا اور اسی طرح وہ روایت ہے جس کو مصنف رحمہ اللہ نے محمد بن عمران سے روایت کیا ہے اور یہ وہ روایت ہے کہ جسکو شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ کے باب عاشر میں نقل کیا ہے چنانچہ ابن حجر نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے روایت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



ہے اُنھوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں اپنے اہلبیت کے بارے میں راوی کہتا ہے کہ ہم نے زید بن ارقم سے دریافت کیا کہ اہلبیت اُن جناب کے کون ہیں کیا آنحضرت کی ازواج ہیں۔ زید ابن ارقم نے کہا کہ نہیں قسم بخدا بتحقیق کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک مدت تک رہتی ہے پھر جبکہ شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدیتا ہے تو وہ اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے اور اپنی قوم کی طرف رجوع کرتی ہے اہلبیت رسول آنحضرت کے اصل اور وہ اقارب قریبہ رسول صلعم ہیں کہ جو صدقہ سے محروم رہے بعد آنحضرت کے (یعنی جن بزرگواروں پر صدقہ حرام ہوا۔ مترجم) اور یہ حدیث جامع الاصول میں بھی مذکور ہے۔

**جناب علامہ شہید ثالث رحمہ اللہ** فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ زید بن ارقم کے اس قول سے کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک مدت تک رہتی ہے اور بعد طلاق اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے۔ الی آخر القول اس سے یہ ظاہر ہے کہ اطلاق اہلبیت کا ازواج پر موافق وضع لغت کے نہیں ہے بلکہ یہ اطلاق اطلاق مجازی ہے اور ممکن ہے مراد ابن ارقم کی یہ ہو کہ جو امر لائق ہے اِس بات کے کہ اس حدیث کے امثال میں اہل البیت سے مراد لی جائے کہ اُس سے آنحضرت کے وہی اصل اقارب مراد ہوں کہ جن کی نسبت اُن جناب سے کبھی زائل نہیں ہوسکتی ہے نہ یہ کہ اہلبیت سے ازواج مراد ہوں اور دونوں تقدیروں پر یہ قول زید ابن ارقم کا موید مطلوب ہے (**قول مترجم** یعنی خواہ یہ مراد لی جائے کہ اطلاق اہلبیت کا ازواج پر اطلاق مجازی ہے یا یہ کہ اس حدیث کے امثال میں اہلبیت سے ازواج کا مراد لینا مناسب نہیں ہے) اور سید المحدثین جمال الملۃ والدین عطاء اللہ الحسینی نے اپنی کتاب تحفۃ الاحبار میں پانچ حدیثیں ذکر کی ہیں ان میں سے دو حدیثیں وہ ہیں کہ جن کی سند جناب ام سلمہؓ تک پہونچتی ہے اور وہ اس بارے میں نص صریح ہیں کیونکہ ان میں کی ایک حدیث وہ ہے جسکو اُنھوں نے کتاب جامع ترمذی سے نقل کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حاکم نے اس حدیث کی صحت کا حکم دیا ہے وہ حدیث مشتمل ہے اس امر پر کہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


جب جناب رسالتمآب صلعم نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین علیہم السّلام کو زیر عبا داخل کر کے اُنکی شان میں جو کچھ فرمانا تھا فرمایا اُس وقت جناب ام سلمہؓ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا میں آپکے اہلبیت سے نہیں ہوں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ تم نیکی پر ہو یا تم نیکی کی طرف ہو یعنی تمھارا مآل بخیر ہے اور دوسری حدیث وہ ہے جس کو اُنھوں نے کتاب المصابیح تصنیف ابو العباس احمد بن حسن مفسر ضریر اسفرائنی سے شان نزول آیۂ تطہیر میں نقل کیا ہے وہ حدیث مشتمل ہے اس امر پر کہ جب آنحضرت صلعم نے امیر المومنین علیؑ و فاطمہ اور سبطین علیہم السّلام کو زیر عبا داخل فرمایا تو خدا سے دعا کی کہ بارالہا یہی میرے اہلبیت ہیں اور میرے اقارب قریبہ ہیں پاک ہیں اور میری اصل سے پاکیزہ پیدا ہونے والے ہیں اور میری اصل ہیں جو میرے خون و گوشت سے ہیں ہماری رجوع تیری طرف ہو نہ طرف نار کے اے بارخدایا اُن سے ہر گناہ اور ہر امر قبیح کو دور رکھ اور اُن کو پاکیزہ رکھ جو حق پاکیزہ رکھنے کا ہے اور آنحضرت صلعم نے اس دعا کو تین مرتبہ تکرار ارشاد فرمایا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اے رسول خدا میں بھی ان اہلبیت کے ساتھ ہوں آنحضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمھارا انجام نیک ہے اور تم میری بہترین ازواج سے ہو۔ پھر سید المحدثین بیان کرتے ہیں کہ ان حدیثوں سے یہ بات ثابت و محقق ہو گئی کہ آیۂ تطہیر انھیں پانچ بزرگواروں کی شان والا شان میں نازل ہوئی ہے یعنی خمسۂ نجبا علیہم السّلام کے بارے میں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کو آل عبا کہتے ہیں چنانچہ بعض اہل کمال نے کیا خوب نظم کیا ہے۔ علی اللہ فی کل الامور توکلی ۔ وبالخمس اصحاب العباء توسلی ۔ محمد المبعوث حقاً وبنته ۔ وسبطیه ثم المقتدی للمرتضیٰ علی۔ یعنی میں تمام امور میں خدا پر توکل کرتا ہوں اور اپنے جملہ امور میں آل عبا علیہم السّلام سے توسل کرتا ہوں کہ جو پانچ بزرگوار ہیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو رسالت و نبوت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور اُن کی بیٹی فاطمہؑ زہرا اور آنحضرتؐ کے دونوں نواسے حسنین علیہما السّلام اور امیر المومنین

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علی علیہ السلام کہ جو ہمارے مقتدی ہیں اور یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ یہ احادیث معارض ہیں اُس روایت کے کہ جو حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ اُن معظمہ نے جناب رسول خدا صلعم سے عرض کیا کہ میں آپ کے اہلبیت سے نہیں ہوں تو آنحضرتؐ نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں انشاء اللہ۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اول تو یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اگر صحت سند حدیث کو بھی ہم تسلیم کرلیں تو ہم کہیں گے کہ جناب ام سلمہؓ کا اہلبیت سے ہونا اس روایت میں خداوند عالم کی مشیت پر معلق ہوا ہے پس جناب ام سلمہ اہلبیت میں قطعاً داخل نہونگی باوصف اسکے کہ اگر ام سلمہؓ اہلبیت سے ہوتیں تو وہ معظمہ جناب رسولخدا صلعم سے ایسا سوال نہ کرتیں کیونکہ حضرت ام سلمہؓ اہل زبان سے ہیں اُن سے یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا اور اگر معارضہ اس حدیث کا احادیث مذکورہ سے فرض کیا جائے تو ترجیح انھیں احادیث کو ہوگی اور یہ امر ظاہر ہے۔

اور نیز اس آیت سے ازواج اسلئے مراد نہیں ہوسکتیں کہ عرف میں کسی شخص کے اہلبیت سے اُسکے خاندان والے جو قرابت قریبہ رکھتے ہوں مقصود ہوتے ہیں اور ازواج مقصود نہیں ہوتے اور اہلبیت سے اہل قرابت قریبہ ہی کے معنی ذہن کی طرف سابق ہوتے ہیں اور ہر زمانہ کے لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں اور یہی اشعار و اخبار میں بھی متداول ہے پس کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو شعر یا نثر میں اہلبیت نبی کا ذکر کرے اور اُس میں اہلبیت کو چھوڑکے ازواج کو مراد لے اور یہ امر ایسا ہے کہ اس سے کسی کو انکار ممکن نہیں ہے

**جناب علامہ شہید ثالث علیہ الرحمہ** فرماتے ہیں کہ پھر میں کہتا ہوں کہ مناقشہ جمہور کا اس مقام پر اس وجہ سے ہے کہ اُنھوں نے آیت و حدیث میں بیت کو اُس بیت پر محمول کیا ہے کہ جو مٹی و لکڑی سے بنایا گیا ہو اور وہ مشتمل ہے اُن حجروں پر کہ جن میں جناب رسالتمآب صلعم مع اہلبیت اور ازواج کے سکونت اختیار فرماتے تھے اور اگر بیت سے یہی گھر مقصود ہوتا جس کو جمہور نے سمجھا ہے تو اس صورت میں یہ احتمال ہوسکتا تھا لیکن یہ امر ظاہر ہے کہ مراد اہلبیت سے اہلبیت نبوت ہیں مطابق قول انھیں عرب کے ہے کہ اہل اللہ و

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



واهل القرآن - اور کچھ شک نہیں ہے کہ یہ امر یعنی اہلبیت نبوت سے ہونا کمال اہلبیت و استعداد پر موقوف ہے جس کے انجام میں متصف بکا خدا اور رسول کی طرف سے منصوص اور معین ہونا لازم ہے جیسا کہ اہلبیت کا منصوص اور معین بہ طہارت ہونا اس آیہ مبارکہ اور حدیث میں واقع ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب ام سلمہؓ کو اس بات کی ضرورت ہوئی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کریں کہ آیا اُن میں زمرہ اہلبیت علیہم السلام میں داخل ہونے کی قابلیت واہلیت ہے یا نہیں جیسا کہ اسکے متعلق حدیث گذر چکی اور جو کچھ ہمنے اس مبحث میں ذکر کیا ہے اس کے مافوق ایک امر اور ہے وہ یہ کہ کچھ بعید نہیں ہے کہ اختلاف آیہ تطہیر یا قبل کی آیتوں کے ساتھ بطریق التفات ہو ازواج سے عدول کرکے طرف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اہلبیت کے ان معنوں سے کہ ازواج کا تادیب کرنا اور اُن کو نیکی کی طرف رغبت دلانا یہ امر اہلبیت علیہم السلام سے رجس سے اور عیب دور کرنے کے ملحقات سے ہو بس حاصل نظم و ترتیب آیت اس بنا پر یہ ہوگا کہ خداوند عالم نے ازواج نبی صلعم کو رغبت دلائی ہے کہ وہ پارسائی کریں اور نیکی خیتارنہ کریں اس طرح پر کہ خداوند عالم نے ضرور ارادہ کیا ہے ازل میں کہ اے اہلبیت رسول تم کو معصوم قرار دے اور یہ بات مناسب ہے کہ جو معصوم کی طرف منسوب ہو وہ عفیف اور صالح ہو جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے الطیّبات للطیّبین یعنی پاکیزہ کلے پاکیزہ لوگوں کے لئے ہیں اور نیز ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اس امر کی کیا دلیل ہے کہ یہ آیت ایک ہی مرتبہ اس ترتیب سے نازل ہوئی اور لوح محفوظ میں اسی ترتیب سے مرقوم تھی اور کون مانع ہے اس مقام پر کہ آیہ اِنَّمَا یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً علاوہ وقت نزول آیہ اقمن الصّلوٰۃ وآتین الزکوٰۃ کے نازل ہوا ہو اور عثمان یا کسی اور نے اس آیت کو ازواج کے آیت کے ضمن میں لکھدیا ہو اس خیال سے تاکہ مراد آیہ تطہیر سے ازواج ہی سے لئے جائیں اور ان لوگوں نے اپنے اجتہاد سے اس طرح پر آیات کی ترتیب کردی ہو اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



واهل القرآن - اور کچھ شک نہیں ہے کہ یہ امر یعنی اہلیت نبوت سے ہونا کمال اہلبیت و استعداد پر موقوف ہے جس کے انجام میں متصف بکا خدا اور رسول کی طرف سے منصوص اور معین ہونا لازم ہے جیسا کہ اہلبیت کا منصوص اور معین بہ طہارت ہونا اس آیہ مبارکہ اور حدیث میں واقع ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب ام سلمہؓ کو اس بات کی ضرورت ہوئی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کریں کہ آیا اُن میں زمرہ اہلبیت علیہم السلام میں داخل ہونے کی قابلیت واہلیت ہے یا نہیں جیسا کہ اسکے متعلق حدیث گذر چکی اور جو کچھ ہمنے اس مبحث میں ذکر کیا ہے اس کے مافوق ایک امر اور ہے وہ یہ کہ کچھ بعید نہیں ہے کہ اختلاف آیہ تطہیر میں ماقبل کی آیتوں کے ساتھ بطریق التفات ہوا ازواج سے عدول کر کے طرف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اہلبیت کے ان معنوں سے کہ ازواج کا تادیب کرنا اور اُن کو نیکی کی طرف رغبت دلانا یہ امر اہلبیت علیہم السلام رجس سے اور عیب دور کرنے کے ملحقات سے ہو پس حاصل نظم و ترتیب آیت اس بنا پر یہ ہوگا کہ خداوند عالم نے ازواج نبی صلعم کو رغبت دلائی ہے کہ وہ پارسائی کریں اور نیکی اختیار کریں اس طرح پر کہ خداوند عالم نے ضرور ارادہ کیا ہے ازل میں کہ اے اہلبیت رسول تم کو معصوم قرار دے اور یہ بات مناسب ہے کہ جو معصوم کی طرف منسوب ہو وہ عفیف اور صالح ہو جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے الطیّبات للطیّبین یعنی پاکیزہ کلمے پاکیزہ لوگوں کے لئے ہیں اور نیز ہمارا یہ اعتراض ہے کہ اس امر کی کیا دلیل ہے کہ یہ آیت ایک ہی مرتبہ اس ترتیب سے نازل ہوئی اور لوح محفوظ میں اسی ترتیب سے مرقوم تھی اور کون مانع ہے اس مقام پر کہ آیہ إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا علاوہ وقت نزول آیہ اقمن الصلوٰۃ وآتین الزکوٰۃ کے نازل ہوا ہو اور عثمان یا کسی اور نے اس آیت کو ازواج کے آیت کے ضمن میں لکھدیا ہو اس خیال سے تاکہ مراد آیہ تطہیر سے ازواج ہی لئے جائیں اور ان لوگوں نے اپنے اجتہاد سے اس طرح پر آیات کی ترتیب کردی ہو اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: http://www.jafrilibrary.com/



اور اس کا انکار ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو معلوم ہے کہ بوقت ترتیب مصاحف (جمع مصحف بمعنی قرآن) اختلاف کثیر واقع ہوا تھا یہاں تک کہ لوگ جمع کئے گئے مصحف عثمان پر اور جو کچھ اختلاف مواقع ہوا تھا وہ صرف ترتیب میں ہوا تھا اور نہ قرآن کے متواتر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور یہ امر ظاہر ہے۔

چوتھے۔ ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ اس مقام پر رجس محمول علی الطہارۃ تمامی ذنوب سے نہیں ہے مردود ہے اس طرح پر کہ رجس طہارت پر محمول نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا باطل ہونا ظاہر ہے بلکہ طہارت محمول ہوتی ہے طہارت پر رجس سے اور نیز اس کا یہ جواب ہے کہ جن لوگوں نے طہارت کو محمول کیا ہے طہارت کل ذنوب سے اُن کا محمول کرنا اس بنا پر ہے کہ مراد اُن اہلبیت سے کہ جو آیت میں مذکور ہیں آل عبا علیہم السّلام ہیں نہ کہ اس تقدیر پر کہ مراد اہلبیت سے ازواج ہوں (**قول مترجم**۔ یعنی طہارت کا محمول کرنا طہارت پر کل ذنوب سے اور اُس سے ازواج نبی مراد لینا باطل ہے کیونکہ ازواج کا کل ذنوب سے بری ہونا منفی ہے اور نیز یہ کہ ذکر طہارت مقتضی ہے عصمت کا اور یہ بھی بلا اتفاق ثابت ہے کہ ازواج نبی معصوم نہ تھیں پس معلوم ہوا کہ اہلبیت سے مراد وہی خمسۂ نجبا، علیہم السّلام ہیں) اور یہ جو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے کہ ہم اسکو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے نفس کے لئے دعویٰ خلافت کیا پس اس کی بابت استدلال تفصیلی سابق میں گذر چکا ہے۔

پانچویں یہ جو اُس نے بیان کیا ہے کہ اگر رجس محمول گناہ پر کیا جائے تو عائشہ سے واقعہ جنگ جمل میں مواخذہ نہ کیا جائیگا پس یہ اُس کا دعویٰ ظاہر البطلان ہے کیونکہ عائشہ کا اس آیہ میں داخل ہونا ایک فرض محال ہے اور یہ امر جائز ہے کہ ایک محال مستلزم ہو دوسرے محال کا پس اس کو سمجھو اور غور کرو۔

اور منجملہ اُن امور کے جن پر تنبیہ کی جائے ایک امر یہ ہے کہ آیت میں ارادہ کی جو خبر دی گئی ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ کے ساتھ وہ خبر ہے وقوع فعل کی بالخصوص (یعنی آیہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تطہیر کا مدلول یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ اہلبیت سے رجس دور ہو جائے اور اُس کا فعل واجب الوقوع ہے) نہ یہ کہ وہ ارادہ ہے کہ جس کے سبب سے امر ہوتا ہے اس لئے کہ قول حق تعالیٰ کا یرید اللہ لیبین لکم اور یرید اللہ بکم الیسر کہ ان دونوں آیتوں میں لفظ عام ہے پس اگر ارادہ مذکور آیہ تطہیر اور ارادہ مذکورہ ان دونوں میں کوئی فرق نہوتا تو اس ارادہ کی خصوصیت پر اہلبیت علیہم السّلام سے کوئی معنی نہوتے کیونکہ خداوند عالم نے اس ارادہ سے اہلبیت علیہم السّلام کی مدح کا قصد کیا ہے اور مدح جب ہی کی جاتی ہے جبکہ فعل واقع ہو جائے اور کسی کو اس کا توہم نہو کہ کسی صفت کا دور کرنا نہیں ہوتا ہے مگر بعد اسکے کہ وہ ثابت ہو پس قول خداوند عالم لیذھب عنکم الرجس اس امر پر دلیل ہوگا کہ نعوذ باللہ رجس اہلبیت علیہم السّلام میں موجود تھا اور بعد اسکے دور کیا گیا پس یہ توہم مردود ہے اس طرح پر کہ بنا اس قول کی تخیل ذہنی پر ہے پس وہ تخیل ذہنی ثابت نہوگا آیا نہیں دیکھتا تو کہ اگر اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ اذھب اللہ عنک کل مرض اور حالانکہ وہ مرض اُس میں موجود نہیں ہوتا پس یہ آیت زائل کریگی اُس خیال کو کہ جو انسان اپنے ذہن میں لاتا ہے یعنی جس طرح سے کہ دعا مرض متخیل کے لئے صحیح ہے اُسی طرح سے ذہاب رجس متخیل کا صحیح ہے اور عنقریب بیان کیا جائیگا بحث اجماع میں جہاں کہ مصنف نے استدلال کیا ہے حجیت اجماع اہلبیت پر اس آیت سے وہ کلام جس کو ابن روزبہان نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے اور اُس کو اس آیت کی نظیر قرار دیا ہے تمام آدمیوں کے لئے اور اُسکے اس کلام پر ہماری تنبیہ بھی مذکور ہوگی کہ جس سے ابن روزبہان کا کفر باللہ و بغض و عداوت اہلبیت لازم آتی ہے اور ہمنے اس آیت کی تحقیق میں ایک علحدہ رسالہ تصنیف کیا ہے پس جس کو اس سے زیادہ تفصیل و تحقیق مقصود ہو وہ اس رسالہ کا مطالعہ کرے و باللہ التوفیق (جناب شہید ثالث قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ اپنی کتاب احقاق الحق میں جس رسالہ کا ذکر فرماتے ہیں وہ وہی رسالہ ہے جس کو ہمنے زبان اردو میں ترجمہ کرکے

رسالہ آیۂ تطہیر جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اصل مع ترجمہ طبع کرا دیا ہے۔ مترجم

# کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

چوتھی آیت دلیل امامت قول باری تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ہے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو اصحاب نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا حضرت وہ قرابت دار آپ کے جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے کون ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ ہیں اور وجوب محبت مقتضی ہے کہ اطاعت بھی اُن کی واجب قرار پائے۔

# قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ مفسرین نے اس آیت کے معنوں میں اختلاف کیا ہے۔ پس بعض نے کہا ہے کہ یہاں استثنار منقطع ہے اور معنی آیت یہ ہیں کہ میں تم سے رسالت کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر چونکہ مودت قرابت کی جو میرے اور تمھارے درمیان میں حاصل ہے۔ پس اس وجہ سے میں تمھاری ہدایت میں سعی کرتا ہوں اور رسالت کو تمھاری طرف تبلیغ کرتا ہوں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس مقام پر استثنار متصل مراد ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں رسالت و نبوت پر کسی اجر کا طالب نہیں ہوں بجز یہ کہ تم میرے اہل قرابت سے محبت کرتے رہو اور اس معنی کے بنا پر ظاہر آیت شامل ہوگا۔ جمیع اہل قرابت نبی صلعم کے لئے اور اگر ہم تخصیص کریں اُن اشخاص کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے (یعنی جناب امیرؑ اور حضرت فاطمہ اور حسنین) تو حضرت علیؑ کی خلافت پر دلیل نہوگی بلکہ آنحضرت کی وجوب محبت پر دلیل ہوگی اور ہم اس امر کے قائل ہیں کہ محبت علیؑ کی تمام مسلمین پر واجب ہے اور محبت طاعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مطاع (جس شخص کی اطاعت کی جائے) صاحب

Presented By: www.jafrilibrary.com



ریاست وحکومت بھی ہو اور تعجب ہے اس شخص سے (جناب علاّمہ حلی رہ) کہ اس آیت کو اپنے مطلوب پر دلیل لاتا ہے حالانکہ تقریرِ طریقِ استدلال سے بہت بعید ہے اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتا (**قول مترجم**۔ میں کہتا ہوں کہ جناب علاّمہ حلی رحمہ اللہ کے فہم وطریقِ استدلال پر جو اعتراض ابن روزبہان نے کیا ہے وہ اسقدر عناد صریح ہے کہ اہل نظر پر مخفی نہیں اور ابن روزبہان کی نافہمی و مجانبت استدلال کی نظیر ابھی ابھی تفسیر آیہ تطہیر میں گذر چکی ہے کہ ضمیر عنکم و عنکن کا اُس کو کچھ فرق معلوم نہوا اور ازواج کے مراد لینے پر کسقدر اعوجاج سے کام لیا اور یہ نہ سمجھ میں آیا کہ طریقِ استدلال سے اہل فہم کے نزدیک وہ تقریر کسقدر بعید ہو گئی ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور)

## جوابِ جنابِ شہیدِ ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ محققین و اہل اصول عربیت کی تقریروں سے یہ امر ثابت ہے کہ استثنا منقطع مجاز ہے اور واقع ہے خلاف اصل پر اور استثنا منقطع پر اُسی وقت محمول ہوتا ہے جبکہ استثنا متصل کا محمول ہونا ممکن نہو بلکہ اکثر ظاہری لفظ سے جس کی طرف ذہن سابق ہوتا ہے عدول کرتے ہیں تاکہ استثنا متصل پر جو کہ ظاہر ہوتا ہے حمل کریں جیسا کہ اس مطلب کی تصریح شارح عضدی نے کی ہے اور کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ استثنا متصل اظہر ہے اور استثنا مشترک نہیں ہے متصل و منفصل میں اور نہ قدر مشترک کے لئے ہے بلکہ متصل میں استثنا حقیقت ہے اور منقطع میں مجاز ہے اسی لئے تمام شہروں کے علما استثنا کو منفصل پر حمل نہیں کرتے مگر جبکہ متصل متعذر ہو یہاں تک کہ ظاہر سے عدول کر کے حمل متصل پر کرتے ہیں اور عندی مأة درہم الا ثوباً (میرے پاس سو درہم ہیں مگر ایک کپڑا) اسکے معنی یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سو درہم ہیں مگر ایک کپڑے کی قیمت نہیں ہے تا آخر کلام اور یہ جو ابن روزبہان نے بیان کیا ہے کہ ظاہر آیت شامل ہوگی جمیع اہل قرابت نبیؐ کے لئے پس یہ بات قابل تسلیم تھی۔ لیکن حدیث صحیح نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



السّلام کے ساتھ تخصیص کر دی ہے پس اس امر کی ضرورت نہیں کہ محض احتمال سے بتکلف تخصیص کی جائے لہذا قول ابن روزبہان کا کہ اگر ہم تخصیص کریں صحیح نہ ہوگا کیونکہ جب حدیث صحیح نے تخصیص کر دی تو پھر اپنی طرف تخصیص کی نسبت باطل ہے لیکن یہ جو ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت خلافت علیؑ پر دلالت نہیں کرتی ہے پس یہ محض اس کی جہالت ہے یا وہ اپنے کو بتکلف جاہل بناتا ہے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ علیؑ کی محبت واجب ہے اور مقتضائے آیت یہ ہے کہ خداوند عالم نے رسالت کا اجر مودت قربیٰ اس شخص کے واسطے قرار دیا ہے کہ جو اس رسالت کی وجہ سے ثواب دائمی پانے کا مستحق ہو اور یہ امر اسی وقت واجب ہوگا جبکہ اہل قرابت نبی معصوم بھی ہوں کیونکہ اگر اُن سے خطا واقع ہوگی تو اُن کی مودت کا ترک کرنا واجب ہوگا اسلئے کہ خداوند عالم دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے لاتجد قومًا یومنون باللہ والیوم الآخر یوادّون من حاد اللہ ورسولہ اے رسول آپ ان لوگوں کو جو خدا پر ایمان لائے اور روز قیامت کے قائل ہوئے نہ پائیں گے کہ وہ دوست رکھیں اُن لوگوں کو جو خدا اور رسول سے دشمنی رکھتے ہیں اور سوائے علیؑ کے کوئی دوسرا معصوم نہیں ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے پس وہ جناب امامت کیلئے معیّن ہونگے اور بتحقیق کہ ابن حجر نے کتاب صواعق کے دسویں باب میں اپنے امام شافعی سے وجوب محبت اہل بیت کے بارے میں بعض اشعار کو نقل کیا ہے جس سے ابن روزبہان کی خوب تفضیح و تکذیب ہوتی ہے اور یہ قول ہے امام شافعی کا شعر

یا اھل بیت رسول اللہ حبّکم  فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم  من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

یعنی اے اہل بیت رسول خدا تمھاری محبت خدا کی طرف سے قرآن میں واجب کی گئی ہے اور تمھاری بزرگی اور عظیم المنزلت ہونے کے لئے یہ امر کافی ہے کہ جو شخص نماز میں تم پر صلوات نہ بھیجے اسکی نماز ہی درست نہیں ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ شیعوں پر یہ امر واجب نہیں ہے کہ وہ امامت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



امیرالمومنین علیہ السّلام کے لئے سُنیوں پر دلیل قائم کریں کیونکہ اہل تسنن اہل تشیع کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علیؑ بعد رسول اللہ کے امام ضرور ہوئے زیادہ سے زیادہ اس بارہ میں اختلاف ہے کہ شیعہ واسطہ کی نفی کرتے ہیں اور اسکے قائل ہیں کہ بعد رسولخدا صلعم بلا واسطہ و فاصلہ خلیفہ بلا فصل آنحضرت کے ہیں اور اہل تسنن واسطہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ جناب بعد رسول بلا فاصلہ خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ چوتھے خلیفہ ہوئے پس جو شخص کسی بات کا مدعی ہو ثبوت و دلیل لانا اُسی پر لازم ہے نہ یہ کہ جو کسی امر کی نفی کرتا ہو وہی اُلٹے اُس کی دلیل بھی لائے جیسا کہ اسکے متعلق اپنے مقام پر تقریر کی گئی ہے اگر یہ لوگ امیرالمومنین علیہ السّلام کے انکار امامت سے مطلقاً ترک اجماع کے مرتکب ہوتے تو اُس وقت شیعوں پر امامت علی علیہ السّلام کے لئے دلیل کا قائم کرنا واجب ہوتا (حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ آنحضرت کو امام ضرور تسلیم کرتے ہیں اگرچہ کسی وقت میں سہی یعنی چوتھے مرتبہ پر خلیفہ ہونا آپ کا مسلم ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ) اور خداوند عالم راہ راست کی ہدایت کرنے والا ہے۔

## کلام علامہ حلیؒ
### علیہ الرحمہ

پانچویں آیت قول ہے حق سبحانہ تعالی کا ومن النّاس من یشری نفسہ ابتغآء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد۔ ثعلبی نے کہا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی جبکہ جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ مشرکین کے خوف سے غار میں تشریف لے گئے اور وہاں مخفی ہوئے امیرالمومنین علیہ السّلام کو قرض اور امانتیں ادا کرنے کے لئے مکہ میں چھوڑ گئے پس وہ جناب فرش نبی پر سوئے اور مشرکین مکہ نے آنحضرت کے گھر کو چہار طرف سے گھیر لیا اُس وقت خداوند عالم نے حضرت جبرئیل و میکائیل کی طرف وحی فرمائی کہ اے ملائکہ ہمارے سبب نے تم دونوں کے درمیان میں برادری قائم کی ہے اور تم دونوں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہیں سے ہر ایک کی عمر ایک سے دوسرے کی زیادہ قرار دی پس آیا تم میں سے کون اپنے بھائی کے لئے ایثار کرتا ہے کہ اپنی زندگانی دوسرے کے واسطے دیدے لیکن ان فرشتوں میں سے کسی نے بھی اس امر کو قبول نہ کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی زندگانی اپنے ہی لئے پسند کی اُس وقت اُن فرشتوں کی جانب خطاب رب العزت ہوا کہ تم دونوں علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے مثل کیوں نہیں ہوتے کہ میں نے اُن کی اور محمد صلعم کے درمیان بھی برادری قرار دی تھی تو اُنھوں نے اپنی جان کو حفاظت رسول کے لئے ایثار کر دیا اور اپنی نفس کو فدا کر کے فرش خواب نبیؐ پر کس طرح آرام کر رہے ہیں پس تم دونوں زمین پر نازل ہو اور علیؑ کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ وہ دونوں ملک مقرب زمین پر آئے ایک یعنی (جبرئیلؑ) بالین امیرالمومنین اور دوسرے (میکائیل) پائین پا حضرت کے بیٹھے اور کہتے جاتے تھے کہ مبارک ہو مبارک ہو آپ کو کون ہے مثل آپ کا اے فرزند ابو طالب کہ خداوند عالم آپ کی ذات سے ملائکہ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

# قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ مفسرین نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ آیت کسکے بارے میں نازل ہوئی اُن میں بہت سے اس کے قائل ہوئے ہیں کہ یہ آیت صہیب رومی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور وہ ایک مسافر تھا مکہ میں پس جبکہ آنحضرت نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو اس شخص نے بھی ہجرت کا قصد کیا لیکن قریش نے اُس کو ہجرت کرنے سے منع کیا اُس بیچارہ نے قریش سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں کثیر المال ہوں میرا پنا مال بھی تمھارے لئے چھوڑے جاتا ہوں مجھ کو یہاں سے جانے دو کہ میں خدا کی راہ میں ہجرت کروں اور تم میرا مال سب لے لو پس جبکہ صہیب رومی اپنا کل مال چھوڑ کر چلا گیا اُس وقت خدا نے اس آیت کو نازل فرمایا صہیب جب آنحضرت کی خدمت میں پہونچا تو آپ نے اس آیت کو اُسکے لئے تلاوت فرمایا اور اُس سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ ارشاد فرمایا کہ تیری بیع میں نفع ہوا ہے اور اکثر مفسرین اس کے قائل ہوئے ہیں کہ یہ آیت زبیر بن العوام و مقداد بن اسود کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ آنحضرت صلعم نے ان کو اس لئے بھیجا تھا کہ خبیب بن عدی کو صلیب سے اتار لائیں اور خبیب کو اہل مکہ نے صلیب پر چڑھایا اور گرد اُن کے چالیس مشرک جمع تھے پس زبیر بن عوام و مقداد بن اسود نے اپنی جانیں فدا کر کے خبیب کو صلیب پر سے اوتار اس وقت یہ آیت ان دونوں کے بارے میں نازل ہوئی اگر یہ آیت امیرالمومنین علی علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے تو یہ اُنکی فضیلت پر دلالت کرتی ہے اور اس امر پر بھی دلیل ہے کہ وہ جناب اطاعت رسول میں بہت کوشش کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی جان و روح آنحضرتؐ پر نثار کر دی اور یہ سب فضائل علیؑ کے مسلم ہیں کسی کو ان میں کلام نہیں ہے۔ لیکن یہ آیت آنحضرتؐ کی امامت پر نص نہیں ہے جیسا کہ یہ امر مخفی نہیں۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

میں کہتا ہوں کہ فخر الدین رازی و نظام الدین نیشاپوری اپنی تفسیروں میں روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت امیرالمومنین علی علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ علامہ حلی رحمہ اللہ نے روایت فرمایا ہے اور سعید بن مسیب سے اس آیت کا شان نزول صہیب رومی کی بابت بھی نقل کیا گیا ہے مگر سعید شخص فاسق و شقی و دشمنان اہلبیت علیہم السّلام سے ہے اور یہ امر جمہور کی کتب سے ظاہر ہوتا ہے۔ نیز اُس کے آثار عداوت سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اُس نے جناب امام علی بن الحسینؑ زین العابدین علیہ السّلام کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی با وصیفکہ اُس کے غلام نے اُس کو خبر بھی دی اور اُس کو شقی کے لفظ سے خطاب کرنے کی وجہ اپنے مقام پر مذکور ہوئی ہے۔ علاوہ بریں اس روایت کا کوئی ربط مدلول آیت سے نہیں ہے کیونکہ مدلول آیہ نفس و روح کا بذل کر دینا ہے اور نہ مدلول اُس روایت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کا جو ابن روزبہان نے نقل کی ہے بذل مال ہے اور کہاں مال کا خدا کی راہ میں صرف کرنا اور کہاں اپنی جان کو راہ خدا میں قربان کر دینا۔ اور یہ بھی ایک امر ابن روزبہان کی غلو اہلبیت علیہم السّلام میں سے ہے کہ وہ اس بات پر بھی راضی نہوا کہ وہ روایت جو منقبت امیر المومنین علیہ السّلام پر شامل تھی اُس کو اپنے مقام سے پھیر کے ایک آزاد قریشی پر ہی منطبق کرتا بلکہ اُس نے اس روایت کو ایک غلام اسود رومی کی طرف منسوب کیا جس کی بابت اُس کو علم ہوا کہ دشمن اہل بیتؑ ہے اور غالباً جب ابن روزبہان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ آیت صہیب کے متعلق مرتبط نہیں ہوتی تو اُس کو زبیر و مقداد کی شان سے مرتبط بنا دیا۔ اور ابن روزبہان کا یہ بیان کرنا کہ آیت امیر المومنین علیہ السّلام کی امامت پر نص نہیں ہے پس یہ مکابرہ صریحہ ہے کیونکہ جب جبرئیل سے ملک مقرب نے اس واقعہ میں علی بن ابی طالب کو من مثلک یا ابن ابی طالب کہا (یعنی اسے علی بن ابی طالب تمھارا مثل کون ہو سکتا ہے جو اس طرح اپنی جان فدا کر دے) تو معلوم ہوا کہ ذات امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السّلام کا کل عالم میں کوئی مثل و نظیر نہیں ہے اور کم سے کم یہ تو سب کو ماننا پڑے گا کہ اصحاب رسول خدا صلعم میں کوئی دوسرا شخص مثل و نظیر امیر المومنین علیہ السّلام کا نہیں ہے اور جب یہ بات تسلیم ہوگئی تو یہ آیت اُن جناب کی امامت کے لئے نص قرار پائیگی قطعاً نہ یہ کہ وہ شخص امام معین ہو جو کسی ایک فضیلت میں بھی اُن حضرت کا نظیر نہ ہو جیسا کہ اس کلام سے صریحاً ظاہر ہے اور اس حالت میں کہ ایک فاضل موجود ہو دوسرے مفضول کو اُس پر اگر ترجیح دینگے تو ترجیح مفضول کی فاضل پر لازم آئیگی اور یہ باطل ہے چنانچہ اس کا بیان اس سے قبل گذر چکا ہے۔ پس اُس کو سمجھو اور یاد کرو اور کیا خوب بعض فضلا ر شعرا رنے آنحضرت کے شب ہجرت میں فرش خواب رسول پر آرام کرنے سے اُن جناب کی فضیلت کا اشارہ کیا ہے چنانچہ کہتا ہے۔ شعر

نیست در بحث امامت معتبر قول فضول

در شب ہجرت کہ خوابید ست برجائے رسولؐ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## کلامِ علامہ حلی علیہ الرحمہ

چھٹی آیت آیہ مباہلہ ہے اور وہ قول باری تعالیٰ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ہے مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ ابنائنا سے اشارہ حسنؑ وحسینؑ علیہما السلام کی طرف ہے اور نسائنا اشارہ ہے طرف فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اور انفسنا اشارہ ہے علی السلام کی طرف پس خداوند عالم نے امیرالمومنین علیہ السلام کو نفس رسول قرار دیا ہے اور مراد اس مقام پر مساوات ہے صفات کمال میں (علاوہ مرتبہ نبوت ورسالت کے) اور جو شخص اکمل اور اولیٰ بالتصرف کا مساوی ہوگا وہ خود بھی کامل ترین افراد ناس و اولیٰ بالتصرف ہوگا اور یہ آیت مولانا امیرالمومنین علیہ السلام کی بزرگی منزلت پر بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے امیرالمومنین علیہ السلام کے مساوی ہونے کا نفس رسول صلعم سے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اس بات کے لئے معین فرمایا ہے کہ رسول اُن کی استعا سے دعا کریں اور اس فضیلت سے زیادہ اور کونسی فضیلت عظیم ہوگی کہ خداوند عالم اپنے رسول کو حکم دے کہ وہ علیؑ سے استعانت حاصل کریں اُس کی طرف مدد کرنے میں اور اُن کو وسیلہ قرار دیں اپنی دعا کے قبول ہونے کا اور آیا کوئی شخص ایسا ہے کہ جس کے لئے یہ فضیلت عظیمہ حاصل ہوئی ہو۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ ارباب مباہلہ کی عادت ہمیشہ سے یہ تھی کہ وہ اپنے اہلبیت واہل قرابت کو جمع کیا کرتے تھے تاکہ مباہلہ میں کل افراد شامل ہو جایا کریں۔ پس اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد اور عورتوں کو جمع کیا اور مراد النفس سے (انفسنا میں) مرد یہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


بس گویا خداوند عالم نے رسول کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اور اولاد کو اور اپنے اہلبیت کے مردوں کو جمع کریں لہذا عورتیں تو فاطمہؑ ہوئیں اور اولاد حسنینؑ ہوئے اور مردوں سے مراد خود رسول اللہؐ اور علیؑ ہیں لیکن اس آیت میں جو دعویٰ علامہ حلّی نے مساوات کا کیا ہے وہ قطعاً باطل ہے اور بطلان دعویٰ مساوات ضروریات دین سے ہے کیونکہ غیر نبی مساوی نبی ہرگز نہیں ہوسکتا اور جو شخص دعویٰ مساوات کریگا وہ اپنے دین سے خارج ہوجائے گا اور کسی کو نبی سے مساوات کیونکر ممکن ہوگی حالانکہ وہ جناب خاتم الانبیاء اور افضل انبیائے اولوالعزم ہیں اور یہ کل صفات علیؑ کی ذات میں موجود نہ تھے۔ ہاں البتہ امیرالمومنین علیؑ کے لئے اس آیت میں ایک فضیلت عظیمہ ہے اور وہ مسلم ہے لیکن یہ آیہ اُن جناب کی امامت پر بطور نص دلیل نہوگا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ابن روزبہان کے اس قول کی طرف بہت سے وجوہ کلام کے متوجہ ہیں اول یہ جب ارباب مباہلہ کی یہ عادت تھی کہ اپنے اہلبیت و قرابت کو مباہلہ میں جمع کیا کرتے تھے تاکہ کل اصحاب اُن کے شریک مباہلہ ہوں جیساکہ ابن روزبہان نے ظاہر کیا ہے اور نہیں مانا کہ مباہلہ میں وہی لوگ ہونے چاہئیں جن کے باب میں مزید عنایت خدا ہو۔ پس نبی نے اس عادت کی کیوں مخالفت کی اور آنحضرت نے بنی ہاشم کے کل اہل قرابت و اصحاب کو مباہلہ میں کیوں نہ شامل فرمایا بلکہ عورتوں میں سے جناب فاطمہؑ زہرا کو اور مردوں سے علیؑ ابن ابی طالب کو اور اولادمیں سے حسنؑ و حسینؑ علیہما السّلام کو ہی مخصوص کیا جبکہ اُن جناب نے عادت مقررہ مباہلہ کی مخالفت فرمائی اور صرف چار آدمیوں کو شریک مباہلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اور باقی لوگ اہل قرابت سے خدا کے اُس مقام قرب و مزید عنایات سے علیحدہ تھے جس پر یہ لوگ فائز تھے۔ نیز اگر مباہلہ میں عادت شمول جمیع اصحاب و تعمیم مقرر تھی تو وہ فضائل جو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آنحضرتؐ کی طرف مقابل تھے اُنھوں نے اس امر پر اعتراض کیوں نہ کیا اسلئے کہ اگر عادت اسی طرح جاری ہوتی تو وہ لوگ نبی پر اس امر سے احتجاج کرتے لیکن ابن روزبہان کا یہ قول کہ انفسنا سے مراد خود رسول اللہ اور علیؑ ہیں پس مردود ہے اس طرح پر کہ اُس نے قصد کیا ہے حمل کرنے کا لفظ انفس کو بنا بر حقیقت جمع کے بعض علماء کے نزدیک اور ابن روزبہان نے یہ نہیں جانا کہ نبی اس طرح کے خطاب میں زیر حکم نہیں داخل ہو سکتے ہیں جیسا کہ علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے۔ دوسرے یہ کہ ابن روزبہان نے یہ جو کہا ہے کہ جو شخص علیؑ کو نبی کا مساوی قرار دیگا وہ دین سے خارج ہے یہ امر اُسی کے حق و دین سے خروج کا باعث ہے اور بسبب اُسکی بے پروائی کے ہے معرفت جناب امیرالمومنین و سید الوصیین و برادر حضرت سید المرسلین سے اور یہ جو استبعاد اُس نے کیا ہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مساوی ہو حضرت خاتم النبیین و افضل انبیاء اولوالعزم سے پس اس میں یہ اعتراض ہے کہ یہ یعنی مساوات ایک کنایہ ہے منتہائے خصوصیت اور قرب و محبت کا اس لئے کہ جب دو شخصوں کے درمیان میں محبت کامل ہو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں معنیً متحد ہو گئے ہیں اگرچہ صورت میں علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور انتہائی بات جو لازم آتی ہے وہ مساوات ہے درجہ میں نہ کہ امر نبوت میں اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ امیرالمومنینؑ کو حضرت سے اگر اس حد پر مقارنت و اتحاد حاصل نہ ہوتا تو ہر آئینہ خداوند عالم اُن کو نفس رسول نہ فرماتا اور علیؑ اور اُن کے دونوں صغیر السن فرزند اُن کے بھائی عقیلؑ و جعفرؑ سے اولیٰ نہ قرار پاتے کیونکہ وہ سب بھی قرابت نبی میں متساوی تھے۔ پس اس مقام سے یہ اعتراض مضمحل ہو گیا جو کہ ابن روزبہان نے بیان کیا تھا کہ عادت ارباب مباہلہ کی یہ ہے کہ وہ اپنے اہلبیت و اہل قرابت جمع کیا کرتے ہیں۔ بالجملہ حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ جناب رسالتمآب صلعم عارف جلال الٰہی تھے اور اپنے خالق سے کمال خوف رکھتے تھے لہذا آپ نے اُس مباہلہ میں کہ جسمیں دعا ایک دوسرے کے ہلاکت کی کی جاتی ہے اور رحمت خدا سے دوری طلب کی جاتی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے) اونھیں جماعت سے استعانت طلب فرمائی کہ جو پروردگار عالم کے نزدیک فضیلت و منزلت میں بڑا درجہ رکھتے تھے اور اونھیں کو اپنی دعائے مباہلہ میں شریک فرمایا کیونکہ کثرت افاضل (یعنی صفات حسنہ میں فضیلت رکھنے والے) کی وجہ سے استجابت دعا کی زیادہ امید کی جاتی ہے جیسا کہ سنت رسول سے یہ امر بھی معلوم ہوا ہے اور اس شخص کی دعوت کا ترک کر دینا جو فضیلت میں خداوند عالم کے نزدیک اونھیں افاضل سے مساوی ہو اُس نبی کی طرف سے شدت اہتمام امر دین میں خلل ڈالنا لازم آتا ہے اور نبی صلعم ان باتوں سے منزہ ہیں کہ خلاف انصاف کوئی امر عمل میں لائیں اور منجملہ اُن دلیلوں کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اہلبیت علیہم السّلام سے مباہلہ میں استعانت چاہی یہ ہے کہ خداوند عالم اس آیت میں صیغہ جمع کا استعمال فرماتا ہے یعنی ثم نبتہل۔ اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور اس کے علاوہ اوروں نے دیگر کتب میں ذکر کیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روز مباہلہ دولتسرا سے باہر تشریف لائے تو امام حسینؑ کو اپنی گود میں لئے ہوئے تھے اور امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑے تھے اور آپ کے پیچھے حضرت فاطمہؑ زہرا تھیں اور اُن کے بعد علیؑ امیرالمومنین تھے اور وہ جناب اپنے اہل بیت علیہم السّلام سے فرماتے تھے کہ دیکھو جب دعا کروں گا تو تم سب آمین کہنا اور سقف نصاریٰ جس کا نام ابی حارثہ تھا اُس نے بھی جب جناب رسولخدا صلعم کو اس طرح تشریف لاتے دیکھا اور آنحضرت جب آگے بڑھے اور دو زانو ہو کر زمین پر بیٹھ گئے تو کہا کہ قسم بخدا مباہلہ کے لئے انبیاء اسی طرح بیٹھتے ہیں اے گروہ نصاریٰ میں یہاں چند چہروں کو دیکھتا ہوں کہ اگر وہ خداوند عالم سے دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ضرور پہاڑ ہٹ جائیں گے پس تم ان سے مباہلہ نہ کرو اور اس آیت کا دلیل افضلیت امیرالمومنینؑ ہونا اس امر سے بھی ظاہر ہے کہ ابن حجر نے کتاب صواعق محرقہ میں دارقطنی سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے بروز شوریٰ اس فضیلت سے احتجاج فرمایا اور ارشاد کیا کہ تمکو میں قسم دیکر سوال کرتا ہوں کہ آیا تم میں مجھ سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



زیادہ رسول اللہ سے قریب تر اور کوئی بھی ہے یا اور کوئی سوائے میرے ایسا ہے جسکو آنحضرت نے اپنا نفس بنایا ہوا اور اُس کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دیا ہوا اور اُس کی عورتوں کو اپنی عورتین فرمایا ہو لوگوں نے جو وہاں حاضر تھے عرض کی کہ قسم بخدا ایسا اور کوئی نہیں ہے ختم ہوئی حدیث منقول از صواعق ابن حجر۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مراد نفسیت سے (یعنی آنحضرت کا امیرالمومنینؑ کو اپنا نفس قرار دینا) حقیقت اتحاد نہیں ہے بلکہ مراد مساوات ہے اُن خصائل میں کہ جو ممکن ہیں مثل فضائل و کمالات کے کیونکہ ایسی مساوات مراد لینا قریب تر ہے معنی مجازی کے معنی حقیقی سے پس حمل کرتے ہیں اوسی معنی مجازی پر جبکہ معنی حقیقی کا مراد لینا دشوار ہوتا ہے اور یہی قاعدہ اصول کا مقرر ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ رسول خدا صلعم تمام مردم سے افضل ہیں اور جو افضل کا مساوی ہوگا وہ خود بھی افضل ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ ہم یہ بھی استدلال کریں کہ مراد مصنف علیہ الرحمہ کی مساوات سے مساوات صفات نفسیہ میں ہے اور اس وقت ہم یہ کہیں گے کہ اگر ابن روزبہان نے ارادہ کیا ہے ہمارے نبیؐ کے نبی مرسل خاتم النبوۃ ہونے سے بعثت اُن جناب کی بر وجہ مذکور پس ظاہر ہے کہ نبی کا مبعوث برسالت ہونا صفات نفسیہ سے نہیں ہے جیسا کہ اس کی تصریح غزالی نے کتاب منخول میں کی ہے اور اس طرح بیان کیا ہے کہ افعال کے لئے احکام صفات ذاتیہ نہیں ہوتے مگر یہ کہ معنی اُن احکام کے یہ ہوتے ہیں کہ اُن سے ارتباط ہوتا ہے خطاب شارع کے ساتھ کسی فعل کے امر یا نہی یا زجر کے بارے میں پس فعل حرام وہ ہے جس کے لئے لاتفعلوہ مستعمل ہوگا اور واجب وہ ہے جس کے لئے لاتترکوہ کہا جائیگا اور یہ حکم فعل یا ترک فعل کا مثل نبوت کے ہے کہ صفت ذاتیہ نفسیہ نبی کے لئے نہیں ہے بلکہ نبوت سے مراد مخصوص ہوتا ہے ایک شخص معین کا خطاب تبلیغ سے اور اگر ابن روزبہان نے نبوت سے مراد وہ صفت کاملہ نفسیہ لی ہے کہ جس کی وجہ سے نبی مبعوث برسالت ہوتا ہے بنا بر وجہ مذکور کے اور وہ مقتضی ہے مساوات درجہ کی ایسی کوئی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: http://www.jafrilibrary.com/



امر مانع نہیں ہے کہ امیر المومنینؑ کے لئے یہ درجہ اور یہ صفت حاصل نہو منتہاے امر یہ ہوگا
کہ جناب رسول خدا کے خاتم الانبیاء ہونے کی خصوصیت مانع ہوئی اس امر سے کہ امیر
المومنینؑ بر وجہ مخصوص مبعوث ہوں اور اُن جناب پر اس نام کا شرعًا اطلاق کیا جائے
جیساکہ اسی طرح کہا گیا ہے کہ اطلاق اسم جوہر کا بمعنی اُس موجود کے جو کسی موضوع پر
نہو ممنوع ہے خالق عالم پر (یعنی خداوند عالم کو جوہر نہیں کہہ سکتے حالانکہ وہ موجود ہے
اور کسی موضوع میں نہیں پایا جاتا پس معنی جوہریت اُس میں موجود ہیں لیکن اسکو جوہر
نہ کہیں گے بسبب مانع ہونے شرع کے) اور اس درجہ کا امیر المومنینؑ کے لئے حاصل ہونا
بعید تر نہیں ہے اُن باتوں سے جن کی بابت ابن روزبہان کے اصحاب نے ابوبکر کی شان
میں روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور ابوبکر مثل
دو گھوڑدوڑ کے گھوڑوں کے ہیں اور عمر کی شان میں یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہی عمر بن الخطاب
تھے اور یہ روایت کتاب مشکوۃ میں ترمذی سے منقول ہے (مترجم کہتا ہے کہ ان
دونوں حدیثوں کا موضوع ہونا کتاب مستطاب لمعات الانوار حدیث مدینۃ العلم میں بتفصیل
مذکور ہے) اور ابن روزبہان نے یہ جو بیان کیا ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السّلام کی
نص امامت پر دلالت نہیں کرتی ہے پس یہ مردود ہے اس طرح پر کہ جناب مصنف علیہ الرحمہ
نے اس باب کے مطالب کو نص خلافت علی السّلام میں حصر نہیں فرمایا ہے بلکہ اُن کا مدعا جیسا
کہ بحث امامت میں سابقًا اس کی تصریح فرما چکے ہیں) دلیل کا قائم کرنا ہے امامت پر عام اس سے
کہ وہ نص امامت پر دلالت کرتی ہو یا شرائط امامت ولوازم امامت پر مثل عصمت وفضیلت
و دیگر فضائل کے جمع ہونے پر دلالت کرتی ہو اس بنا پر کہ وہ فضائل ایسے ہوں کہ جن میں دوسرا
کوئی شریک نہو۔ اور تحقیق کہ صاحب مواقف نے اسکو سمجھ لیا ہے جہاں کہ اُس نے یہ بیان
کیا ہے کہ شیعوں کے لئے بیان افضلیت علیؑ میں دو مسلک ہیں مسلک اول وہ فضائل ہیں جو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آنحضرت کے افضل ہونے پر اجمالاً دلالت کرتے ہیں اور وہ چند ہیں پہلی آیہ مباہلہ ۔ دوسری حدیث طیر وغیرہ اور مسلک ثانی وہ خصائص آنحضرت کے ہیں کہ جو ان جناب کے افضل ہونے پر تفصیلاً دلالت کرتے ہیں اور منجملہ ان کے ایک یہ امر ہے کہ فضیلت آدمی کی اُسکے غیر پر بسبب کمالات کے تسلیم کی جاتی ہے اور بتحقیق کہ ذات والاصفات جناب امیر المومنین علیہ السلام میں وہ فضائل جمع تھے جو دیگر اصحاب میں متفرق تھے اور وہ بہت سے امور ہیں پہلے اُن میں سے علم ہے چنانچہ جناب امیر المومنینؑ اعلم صحابہ تھے تا آخر کلام بعد اس بیان کے صاحب مواقف نے مکابرہ کیا ہے اور ان دونوں مسلکوں کے جواب میں یہ کہا ہے کہ فضائل مذکورہ آنحضرت کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں لیکن افضلیت اُن جناب کی ان سے ثابت نہیں ہوتی ہے اور کیونکر افضلیت ثابت ہوگی حالانکہ مرجع افضلیت کا کثرت ثواب اور کرامت و بزرگی ہے خداوند عالم کے نزدیک اور یہ بات اکتساب طاعات اور اخلاص اعمال سے حاصل ہوتی ہے اور نیز اس چیز سے حاصل ہوتی ہے کہ جو نصرت اسلام کی طرف راجع ہو اور ان فضائل سے حاصل ہوتی ہے کہ جو تقویت دین کے متعلق ہیں اور یہ امر کتب تاریخ و سیر سے معلوم ہے کہ جب ابوبکر اسلام لائے تو خدا کی طرف لوگوں کی دعوت کرنے میں مشغول ہو گئے اور انھیں جناب کی کوشش سے عثمان بن عفان و طلحہ بن عبداللہ اور زبیر و سعد بن وقاص و عثمان بن مظعون ان کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان لوگوں کے سبب سے اسلام قوی ہوا اور ابوبکر ہمیشہ کفار سے اسلام کیلئے جھگڑتے رہے اور اعلاء دین خدا میں آنجناب کی حیات اور بعد وفات اُن حضرت کے برابر مشغول رہے اور جاننا چاہیئے کہ مسئلہ افضلیت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اُس میں جزم یقین حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اُس کے لئے مستقلاً کوئی عقلی دلیل قائم نہیں کی جاتی ہے بلکہ مستند اُس کے لئے منقولات ہوتی ہیں اور یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے کوئی عمل متعلق ہو تاکہ اس میں صرف گمان کافی ہو بلکہ یہ مسئلہ افضلیت ایک مسئلہ علمیہ ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہ جس میں یقین مطلوب ہوتا ہے اور اس بارے میں جو نصوص ذکر کئے گئے ہیں وہ چونکہ دوسری روایات سے معارض ہیں اس وجہ سے وہ یقین افضلیت کے لئے مفید نہیں کیونکہ ہر انصاف کہنے والے پر ظاہر ہے کہ وہ کل روایات جو افضلیت کے بارے میں منقول ہیں یا وہ از قسم آحاد ہیں یا ظنی الدلالۃ ہیں باوصف اسکے وہ دیگر روایات سے متعارض ہیں اور خصوصیت کثرت ثواب کی موجب زیادتی ثواب نہیں ہے قطعاً بلکہ گمان ہے کیونکہ حصول ثواب ایک تفضل ہے من جانب اللہ جیسا کہ تو نے سابق میں معلوم کیا پس یہ امر خداوند عالم کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہے تو مطیع کو ثواب نہ عنایت کرے اور غیر مطیع کو ثواب مرحمت فرمائے رہا ثبوت امامت پس وہ اگرچہ قطعی ہو لیکن اس سے قطعیت افضلیت نہیں ثابت ہوتی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ گمان افضلیت کا ثابت ہوگا اور کیونکر قطعیت افضلیت کا ثبوت ہو حالانکہ یہ بات بھی قطعی ثابت نہیں کہ فاضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت صحیح نہو لیکن چونکہ ہم نے سلف کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ اسکے قائل ہو گئے ہیں کہ ابوبکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علیؑ افضل ہیں اور اسلاف کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ چاہتا ہے کہ اگر وہ اس افضلیت کے عارف نہ ہوتے تو کیوں اسپر اتفاق کرتے لہذا اسی بنا پر ہم اُن کے اتباع کو واجب جانتے ہیں اور اس بارے میں جو امر حق ہوگا وہ خدا کے سپرد کرتے ہیں وہی جانتا ہے کہ حق کس کیلئے تھا (مترجم کہتا ہے کہ اس تقریر سے خوب واضح ہو گیا کہ صاحب مواقف کے نزدیک اس وقت تک یہ بات بھی متحقق نہیں ہوئی ہے کہ خلفاء ثلثہ میں افضل کون ہے صرف بنا بر اختیار اسلاف ناانصاف اتباع کرتے چلے آتے ہیں یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور علامہ آمدی نے بیان کیا ہے کہ کبھی تفضیل سے ارادہ کیا جاتا ہے ایک شخص کی خصوصیت کا دوسرے سے عدول کر کے یا اصل فضیلت کی وجہ سے کہ جو دوسرے میں نہ پائی جاتی ہو جیسے عالم و جاہل کہ ایک میں صفت علم موجود ہے اور دوسرے میں اس کا وجود ہی نہیں ہے یا ایک

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دوسرے پر خصوصیت افضلیت بسبب زیادتی صفت کے پائی جاتی ہے جیسے ایک شخص دوسرے شخص سے اعلم ہو اور یہ بھی غیر قطعی ہے درمیان صحابہ کے اس وجہ سے کہ ایسی کوئی فضیلت نہیں ہے کہ ایک شخص میں ہو اور دوسرے میں نہ ہو کیونکہ ہر فضیلت میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کا شریک ہے اور عدم شرکت تسلیم بھی کر لی جائے تو یہ بھی بیان کیا جانا ممکن ہے کہ دوسرا دوسری فضیلت کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے اور کثرت فضائل سے ترجیح کا لازم آنا مسلم نہیں ہے کیونکہ اس کا بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ایک ہی فضیلت ترجیح رکھتی ہو بہت سی فضیلتوں پر یا بسبب زیادتی شرف اُسی فضیلت کے اُسکی ذات میں یا بوجہ زیادت مقدار اُسی فضیلت کے (یعنی شرف میں وہ فضیلت کم ہو لیکن مقدار میں زیادہ ہو) پس اس حیثیت سے افضلیت کا قطعی ہونا درست نہ ہوگا۔ اور شارح عقائد نسفی کہتے ہیں کہ ہمنے دونوں جانبوں سے دلائل افضلیت پر جو نظر کی تو اُن کو آپس میں معارض پایا اور ہم اس مسئلہ کو اعمال سے متعلق نہیں پاتے ہیں اور نہ اس امر میں توقف کرنے سے واجبات میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے چنانچہ ہمارے اسلاف نے عثمان کی تفضیل میں توقف کیا ہے اسلئے کہ انھوں نے صرف تفضیل شیخین و محبت ختنین (یعنی عثمان و علی علیہ السّلام) کو علامات سنت و جماعت سے قرار دیا ہے اور انصاف یہ ہے کہ اگر ارادہ کیا جائے افضلیت سے کثرت ثواب کا تو اس میں توقف کرنے کا سبب ہے اور اگر اُس سے کثرت اُن خصائل کی مراد ہو جن کو صاحبان عقل نے فضائل میں شمار کیا ہے تو کوئی وجہ توقف کی نہ ہوگی (یعنی کثرت ثواب تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ خلفا میں کس کے لئے تھی لیکن فضائل میں زیادتی علی علیہ السّلام کی قابل توقف نہیں ہے) جناب علّامہ قاضی سید نور اللہ شوشتری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ان تمام اقوال میں نظر اعتراض ہے لیکن صاحب مواقف نے جو ذکر کیا ہے وہ اسلئے قابل اعتراض ہے کہ ہر شخص پر کہ جسکو ادنی عقل ہو ظاہر ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/


کہ وہ کرامت اور کثرت ثواب جو تعظیماً بعوض عبادت کے حاصل ہوتا ہے نہیں ہے علاوہ اُن فضائل و کمالات کے کہ جو بلا شک اُن میں زیادہ تر ذات امیر المومنین علیہ السّلام میں متحقق تھے اور بعض اُن میں سے آنحضرت کے ساتھ مخصوص تھے پس اس قول کے کوئی معنی نہونگے کہ حضرت کا غیر عزت و کرامت و ثواب میں اُن سے زیادہ ہو یا اُن جناب کا مساوی ہو اور لیکن یہ بیان کہ ابو بکر بعد اسلام لانے کے دعوت اسلام میں مشغول ہو گئے اور اُن کے ہاتھ پر عثمان و طلحہ و زبیر وغیرہ اسلام لائے پس اس میں اعتراض یہ ہے کہ قبل ہجرت رسول صلعم جو لوگ اسلام لائے وہ چالیس سے زیادہ نہ تھے اور اُن میں اکثر لوگ خود آنحضرت کی دعوت سے مشرف باسلام ہوئے اور اگر ان پانچ آدمیوں کا ابو بکر کے ہاتھ پر اسلام لانا تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ امر کہاں لازم آتا ہے کہ وہ برابر دعوت اسلام میں مشغول رہے بلکہ یہ اُس وقت میں کہا جاتا ہے جبکہ ایک شخص کی دعوت سے جماعت کثیرہ اسلام لائے نہ یہ کہ پانچ یا چھ آدمی اسلام لائیں تو اُس کے لئے کہیں کہ وہ دعوت اسلام میں برابر مشغول رہا اور یہ بات ایسی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کی تصریح کرے تو اُس پر لوگ استہزا کریں گے اور اگر بالفرض ہم اس کو بھی تسلیم کر لیں کہ ابو بکر برابر دعوت اسلام میں مشغول رہے تو امیر المومنین علیہ السّلام کے ہاتھ پر ملک عرب و عجم کے ہزارہا آدمی اسلام لائے اور منجملہ اُن اہل اسلام کے اہل یمن کے تمامی قبائل ہمدان ہیں کہ جو آنحضرت کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے یہاں تک حدیث میں منقول ہے کہ جبکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ہمدان کے اسلام لانے کی خبر سماعت فرمائی تو اسقدر مسرور و شادمان ہوئے کہ خداوند عالم کا سجدہ شکر بجا لائے اور مکرر ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰی ھَمدَان اور صاحب مواقف نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ ابو بکر منازعت کفار میں مشغول رہے پس یہ محض ایک عبارت ہے کیونکہ منازعت کا اطلاق اُس وقت کیا جاتا ہے کہ طرفین میں سے کسی امر میں مقاومت کی جائے اور ابو بکر کی قبل ہجرت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حالت تھی کہ وہ رسّی سے[1] باندھ دیئے جاتے تھے اور اُن پر مار پڑتی تھی جیسا کہ اس کی نقل آگے آئیگی اور بعد ہجرت ابوبکر نے اِس مصیبت سے نجات پائی لیکن کسی غزوہ میں اُنھوں نے کسی کافر سے مقابلہ نہیں کیا بلکہ جہاد سے بھاگنا اُن کا طریقہ رہا پس ایسی حالت میں صاحب مواقف کا ابوبکر کو اس فضیلت سے مخصوص کرنا کہ وہ ہمیشہ اعدائے دین و کفار کی منازعت میں مشغول رہے کیونکر صحیح ہوگا اور اُس نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ افضلیت یعنی کثرت ثواب قطعی طور سے ثابت نہیں ہوسکتی ہے پس اس کو ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا اور اگر یہ امر تسلیم بھی کیا جائے تو اس بحث و مقصود میں مفید نہیں کیونکہ کوئی ذی عقل اس بات کو صحیح نہ مانے گا کہ جس شخص میں ایسے صفات کاملہ موجود ہوں وہ تو امامت کے لئے اولیٰ نہو اور اُس کا غیر محض اس وجہ سے اولیٰ قرار دیا جائے کہ اُس میں احتمال افضلیت کا پایا جائے اور یہ امر ظاہر ہے کہ عقلاء اب تک اسی کے قائل ہیں کہ یہی شخص (جس میں فضائل و کمالات حقیقتاً موجود ہوں) افضل واحق و اولیٰ امامت کے لئے ہوگا نہ یہ کہ جس میں یہ صفات نہ پائے جائیں اُسکے لئے امامت ثابت کی جائے اور یہ بات بدیہی ہے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکے کوئی معنی نہونگے مثلاً اگر کہا جائے کہ جس کا علم معلوم نہو اُس سے تعلیم کا حاصل کرنا بہتر ہوگا بہ نسبت اُس شخص کے کہ جس کا عالم ہونا سب کو معلوم ہو اور یہ عقل کے نزدیک ظاہر ہے اور اگر نقل کو دیکھا جائے تو قرآن و حدیث میں بھی یہ وارد ہوا ہے جیسا کہ اس قول باری تعالیٰ سے ظاہر ہوتا ہے۔ افمن یھدی الی الحق احق ان یتّبع امّن لا یھدی الا ان

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ ابوبکر کا قبل ہجرت رسّی سے باندھا جانا اسقدر مشہور ہے کہ کتب لغت تک میں مذکور ہے چنانچہ صاحب صحاح لغت قرن میں لکھتے ہیں والقرنیان ابوبکر و طلحۃ لان عثمان بن عبد اللہ اخا طلحۃ اخذھما فقرنھما بحبل فلذلک سمیا القرنیین اور مراد قرینین سے ابوبکر و طلحہ ہیں کیونکہ عثمان بن عبداللہ جو طلحہ کا بھائی تھا اُس نے ان دونوں کو ایک رسّی میں باندھا تھا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: http://www.jafrilibrary.com/



یھدی فما لکم کیف تحکمون۔ یعنی آیا وہ شخص کہ جو صاحب علم و ہدایت ہو حق کے ساتھ زیادہ مستحق ہے کہ خلائق اُسکی ہدایت سے مستفید ہو اور اُس کے انوار علم و ہدایت سے روشنی حاصل کرے یا وہ شخص کہ جس کو نہ تو علم حاصل ہو نہ ہدایت بلکہ وہ خود دوسروں سے علم و ہدایت حاصل کرتا ہو پس اے اہل عقل کیونکر تم ایسی بات کا حکم کرو گے (یعنی یہ بات تو سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہی پہلا شخص جو خود صاحب علم و ہدایت ہے اولیٰ و احق ہے اس بات کا کہ تمام خلق اُسی سے ہدایت حاصل کرے اور اُسی کی پیروی کرے) اور اُس کے خلاف کرنا بجز اس کے کہ مکابرہ و عناد ہو اور کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ امر صاحبان عقل و تمیز پر خوب واضح ہے۔ اور صاحب مواقف نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ یہ مسئلہ اُن مسائل میں سے نہیں ہے کہ جو عمل سے متعلق ہوں پس اسمیں یہ اعتراض ہے کہ وہ اِس مسئلہ کا عمل سے متعلق ہونے کی بابت کیونکر منکر ہو سکتا ہے حالانکہ یہ مسئلہ موجب ہو سکتا ہے امامت کا تفضیل مفضول میں اور مفضول کو فاضل پر مقدم کرنے میں اور نفس الامر میں جو مقدم ہو اُس کو موخر کرنے میں اور یہ امر یعنی تفضیل مفضول اگر کفر نہو گا تو کم از کم فسق ضرور ہو گا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا (اور عمیٰ و نابینائی کی تفسیر حق کے نہ سیکھنے سے کیگئی ہے اور کیونکر وہ حکم کرتا ہے کہ یہ مسئلہ اُن مسائل سے نہیں ہے کہ جو اعمال سے متعلق ہیں باوصف اس امر کے کہ اکثر مخالفتیں درمیان اہل تشیع و جمہور اہلسنت کے اس حد پر پہونچ گئی ہیں کہ ایک دوسرے پر لعن کرتا ہے اور یہ جملہ امور اسی مسئلہ کی وجہ سے واقع ہوئے ہیں پس اس وقت میں اس مسئلہ کی تحقیق واجب ہو گی اور اس معاملہ میں یقین کا حاصل کرنا ضروری ہو گا تاکہ معلوم ہو کہ کس شخص کی اطاعت واجب ہے اور کس کی واجب نہیں ہے اور موجب ناراضی خداوند عالم نہ قرار پائے۔ اور صاحب مواقف کا یہ بیان کہ نصوص افضلیت آپسمیں متعارض ہیں پس یہ مسلم نہیں کیونکہ تم سابقاً

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com


ذکر کر چکے ہیں کہ جو نصوص امیر المومنینؑ کی شان میں وارد ہوئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اُن پر فریقین کا اتفاق ہے بخلاف اُن روایات کے جو خلفا ثلثہ کے بارے میں منقول ہیں اُن پر فریقین متفق نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اُن کے مطاعن مروی ہیں وہ اُن فضائل سے کہ جو روایت کئے جاتے ہیں متعارض ہیں! وراس امر کو تم خوب سمجھو۔ لیکن یہ جو اُس نے ذکر کیا ہے کہ کثرت ثواب کی خصوصیت موجب زیادتی ثواب نہیں ہے قطعاً بلکہ زیادتی ثواب کا گمان ہے کیونکہ ثواب ایک تفضل ہے خدا کا پس اُس کو اس امر کا اختیار ہے کہ بندہ مطیع کو ثواب نہ عنایت کرے اور غیر مطیع کو ثواب دیدے پس یہ امر مردود ہے اُس بیان سے جس کو ہم سابق میں ذکر کر آئے ہیں اس قاعدہ سے کہ حسن و قبح دونوں عقلی ہیں اور یہ جو اُس نے ذکر کیا ہے کہ ثبوت امامت اگرچہ قطعی ہے لیکن اس افضلیت کا قطع نہیں ہو سکتا تو یہ اس لئے مردود ہے کہ جب امامت مفضول کی فاضل کے ہوتے ہوئے صحیح نہو گی جیسا کہ مقتضائے عقل سلیم ہے تو صحت خلافت افضلیت پر مبنی ہوگی اور اگر افضلیت قطعی نہوتی تو خلافت بھی قطعی نہو گی اور یہ قول اُس کا کہ یہ بھی قطعی نہیں ہے کہ فاضل کے موجود ہوتے ہوئے مفضول کی امامت صحیح نہو بس یہ ایک مکابرہ ہے جیسا کہ عقل سلیم حکم کرتی ہے قطعاً اور منشا اِس قول کا اچھا سمجھنا ہے اس فعل کو کہ جس کو سلف امامت کے بارے میں کرتے آئے ہیں اگرچہ یہ فعل مقتضائے عقل کے خلاف ہے لہذا یہ قول قابل التفات نہیں ہے اور یہ جو اُس نے ذکر کیا ہے کہ ہمنے اپنے سلف کو اسی طرح پایا کہ وہ خلفا ثلثہ کو افضل جانتے تھے پس یہ بیان بھی اُس کا مردود ہے اس طرح پر کہ یہ اسلاف اُنھیں لوگوں میں سے تھے کہ جن پر نہ تو خدا رحم کرے گا اور نہ اُن کے اعمال کو پاکیزہ قرار دے گا بلکہ اُن کے لئے عذاب الیم مقدر فرمائیگا کیونکہ اُنھوں نے اُسی بری عادت کی تقلید کی جس کو خداوند عالم اپنی کتاب میں اس طرح رد فرماتا ہے۔ درانحالیکہ اس میں عذر کے لئے ایک عتاب ہے اور اُن کے قول کی حکایت میں یہ ارشاد فرماتا ہے انّا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون یعنی ہم نے اپنے آبا و اجداد کو اسی طریقہ پر پایا اور ہم اپنے اُن اسلاف کی پیروی کئے جائیں گے اور ان لوگوں کا اپنے اسلاف سے حُسن ظن کرنا صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان میں فہم و دانائی کی کمی ہے اور یہ پیروی کرنا اور اپنے آبا سے حُسن ظن رکھنا اسی قبیل سے ہے کہ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ ان بعض الظن اثم لیکن اپنے اسلاف سے یہ حُسن ظن اُن کی وجوب متابعت کا مقتضی نہیں ہے جیسا کہ یہ ظاہر ہے بہر حال ان لوگوں نے افضلیت کی بنا ترتیب وجودی صوری پر رکھی ہے اور اس امر سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ لوگ قبل جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے پچاس خلیفہ بھی بنائے تو ہر آئینہ اُن سب کو آنحضرت پر فضیلت دیتے اور ترتیب وجودی وصوری کیونکر موجب افضلیت ہو سکتی ہے باوصفیکہ خلفا رفضائل وکمالات سے خالی ہیں اور اُن کی نسبت امیر المومنینؑ سے وہی ہے جو نسبت صفر کو عدد سے ہے مگر اُن کا تقدم صوری و وجودی امیر المومنین علیہ السّلام پر موجب زیادتی مرتبہ و مقام آنحضرت ہے (بسبب کثرت فضائل وشرائف خصائل) جیسا کہ شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے۔ شعر

از رتبہ صوری خلافت مقصود ۔۔۔ جز عرض کمال اسد اللہ نبود

گر گشت رقم سہ صفر پیش از الف ۔۔۔ پیداست کہ در رتبہ کدامے افزود

اور گویا کہ قوم نے باوصف اس امر کے کہ علم منطق سے جاہل ہے امیر المومنین علیہ السّلام کو علم منطق کی شکل رابع سے تشبیہ دی ہے جبکہ ساقط کیا اُن میں سے بعض نے آنحضرت کے درجہ خلافت کو بسبب اس کے کہ آپ نے خلیفہ اول کی مخالفت کی اور جمہور مسلمین نے اول کے بعد ثانی کا اس وجہ سے اتباع کیا کہ ثانی نے اول سے موافقت کی تھی بہترین مقدمتین میں نزدیک اُن کے اور وہی مقدمہ غصب خلافت اہلبیت علیہم السّلام کا تھا اور اسی وجہ سے ان دونوں کا نام عمرین ہوا پھر ثالث پر جمہور نے اس وجہ سے اعتبار کر لیا کہ وہ ایک

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



دوسری بات کی موافقت پر راضی ہوگیا اور وہ یہ تھی کہ اولین کے احکام کی ترویج اور انہیں کی سیرت کا اتباع کرتا رہیگا اور امیر المومنین علیہ السّلام کا چوتھے درجہ پر اعتبار کیا کیونکہ آپ اول وثانی سے درحقیقت مخالف تھے اور یہی وجہ تھی کہ جب مجلس شوریٰ میں امیر المومنین سے عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کی کہ اگر آپ سیرت شیخین کا اتباع کریں تو ہاتھ بڑھا دیجئے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اس وقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کبھی نہ ہوگا میں بمقتضائے کتاب خدا وسنت رسول احکام جاری کروں گا پس عبدالرحمٰن نے اس کو قبول نہ کیا اور آنحضرت کو ترک کرکے عثمان سے بشرط مذکور بیعت کرلی اور اُس نے اس شرط کو قبول کرلیا اور آمدی نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہوسکتی ہے کہ جو کسی ایک شخص کے ساتھ مخصوص ہو مگر یہ کہ دوسرے کی بھی شرکت اُس میں بیان کی جاسکتی ہے پس اس کلام میں نظر اعتراض ظاہر ہے کیونکہ جب یہ امر فرض کرلیا جائے کہ ایک فضیلت مخصوص ہے شخص واحد معین کے ساتھ منجملہ اور اشخاص کے اُس وقت یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ پھر کسی غیر کی مشارکت کا بیان کیا جائے سوائے اس امر کے کہ اِس اشتراک سے اصل نوع فضائل میں شرکت کا ارادہ کیا جائے لیکن اس قسم کی شرکت کا دعویٰ کرنا ایسا ہے کہ ایک طفل جو تصریف زنجانی پڑھتا ہو اپنے معلم کا جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل متبحر ہو علم میں شریک سمجھا جائے یا یہ دعویٰ کیا جائے کہ ایک شخص جس نے باب خیبر کو اُکھاڑا اور عمرو بن عبدود کو قتل کیا یا اُس کے مثل دیگر کارہا نمایاں کئے اُس کا شریک فضیلت شجاعت میں وہ شخص ہے کہ جس نے صرف اپنے گھر کا دروازہ اکھاڑا یا ایک سوسمار کو مارا ہو یا کسی چوہے کو مار ڈالا ہو اور اس طرح کی مشارکت دعویٰ نہایت ہی امر شنیع اور مہمل قرار پائیگا۔ اور یہ جو صاحب مواقف نے ذکر کیا ہے کہ کثرت فضائل سے ترجیح نہیں لازم آتی ہے کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ کسی شخص میں ایک ہی ایسی فضیلت پائی جائے جو راجح تر ہو دیگر فضائل کثیرہ سے پس یہ مردود ہے اُس بیان سے جو سابقاً ذکر کیا گیا کہ ہم کو صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ امامت کے لئے ایسے شخص کو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تلاش کریں جس میں جملہ شرائط امامت و ریاست بحیثیت فضائل و کمالات ظاہرہ پائے جائیں اور مردِ عاقل اس احتمال کی طرف کبھی توجہ نہ کریگا کہ شاید اور کوئی اس شخص کے علاوہ ایسا شخص ہو کہ جس میں ان فضائل میں سے کوئی فضیلت موجود نہ ہو مگر وہ خدا کے نزدیک اس شخص جامع فضائل سے افضل ہو اور اگر ایسا ہی خیال فاسد معتبر ہوا کرے تو لوگوں کو اپنا رئیس یا امام بنانے میں سخت مشکل ہو جائے کیونکہ اس امر کا احتمال بھی ممکن ہے کہ ہر حائک و حجام اور بازاری یا مجہول شخص جو پہاڑ میں رہتا ہو یا خشکی و تری کہیں بھی ہو اشراف قوم سے جو مشہور بفضل ہیں اُن سے افضل قرار پائے اور جب یہ حالت ہوگی تو امام متصف بہ شرائط مذکورہ کی تعیین کا سدباب ہوجائیگا۔

اور لازم ہے کہ اولیا آدی جو مثل اپنے استاد کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر فرار کر جاتے ہیں ادھر سے اُدھر تا ویلیں کرتے پھرتے ہیں اس امر کو بیان کریں کہ جن لوگوں نے ابوبکر کی امامت کو اختیار کیا ہے آیا یہ اختیار و انتخاب انھیں فضائل کے سبب سے واقع ہوا ہے جن کی طرف یہ لوگ اپنے خلیفہ کو منسوب کرتے ہیں اور خلیفہ کی شان میں بکثرت احادیث موضوع کئے ہیں یا یہ انتخاب امامت خلیفہ کے اُن فضائل باطنیہ کے سبب سے ہوا ہے جو کسی پر ظاہر نہیں ہوئے یا ابوبکر کو امامت و خلافت کے لئے منتخب کرنا ایک اتفاقی امر تھا کہ جو محض اپنی خواہش سے اختیار کیا گیا اور اس کا کچھ پاس و لحاظ نہ ہو کہ آیا وہ متصف بہ فضائل ظاہریہ و باطنیہ تھے یا نہیں بلکہ اُن لوگوں کی نظروں میں ابوبکر کا غلام بھی مثل اُن کے استحقاق خلافت کے لئے مستحق تھا پس اب غور کرو کہ اگر تیسری صورت صحیح مانی جائے (یعنی انتخاب ابوبکر محض اتفاق خواہش نفس سے ہوگیا) تو یہ شان خلیفہ صاحب کے لئے نہایت ہی تحقیر کی بات ہوگی اگرچہ درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ اور اگر دوسری صورت تسلیم کرلی جائے (یعنی اُن کو اُن فضائل باطنیہ کی وجہ سے جو کسی پر ظاہر نہ ہوئے اُن کو خلیفہ بنا دیا) تو یہ محال ہے کیونکہ جو شخص متصف بہ فضائل ظاہرہ نہ ہو اُس کو فرضی اور باطنی فضیلتوں کے وہم و گمان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پر اس عہدہ جلیلہ کے لئے منتخب کرلینا بالکل خلاف عقل ہے اور جب یہ دونوں صورتیں صحیح نہیں تو امر اول ہی متعین ہوا یعنی سنیوں کو لازم ہے کہ کہیں کہ لوگوں نے ابوبکر کو ان کی ظاہری فضیلت کی وجہ سے منتخب کیا اور شرائط امامت وریاست کے لئے عاقل کے نزدیک یہی بات مناسب ہے کہ جس میں کثرت سے فضائل پائے جائیں وہ امام ہوگا اور کثرت فضائل بجز امیرالمومنین علیہ السّلام کے اور کسی میں متحقق نہیں ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا اور بعون اللہ آئندہ اور بیان کیا جائے گا۔ اور جو کچھ شارح عقائد نسفی نے ذکر کیا ہے پس اُس کے اکثر مقدمات مشترک ہیں اُن دلائل سے جن کو اپنے صاحب مواقف سے نقل کرکے باطل کیا ہے مگر شارح عقائد نسفی کا یہ محاکمہ جس پر وہ اپنے اس قول سے دلیل لایا ہے کہ انصاف یہ ہے کہ اگر افضلیت سے کثرت ثواب کا ارادہ کیا جائے تو اس میں توقف کی وجہ ہے پس اُس کی یہ دلیل اس طرح مردود ہے کہ اگر وہ ثواب جس کی تحصیل کی سبب سے وہ لوگ افضل قرار پائے اُس طاعت کے مقابلہ میں حاصل ہوا ہے جیسا کہ کتاب وسنت سے ظاہر ہوتا ہے اور اُس کو ہم نے سابقاً بیان بھی کیا ہے پس بلاشک جس شخص کی اطاعت زیادہ ہوگی اُسی کے لئے ثواب زیادہ ہوگا اب اگر اصحاب کے حالات پر نظر کرو تو یہ امر بالکل واضح ہوگا کہ امیرالمومنین علیہ السّلام کی اطاعت بمراتب دیگر اصحاب سے زیادہ ہے کیونکہ اُن جناب نے اپنی مدت العمر خدا کی اطاعت فرمائی اور کبھی عصیان نہیں کیا اور آپ کے علاوہ دیگر اصحاب نے ایک کثیر حصہ اپنی عمر کا کفر وعصیان خدا میں صرف کرنے کے بعد اطاعت الٰہی کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ابوسعید نیلی نے اس کو نظم کیا ہے شعر

عبد الالہ وغیرہ من جہلہ ما      زال منعکفا علی اصنامہ

امیرالمومنین علیہ السّلام نے خدا کی عبادت کی اُس حال میں کہ غیر اُن جناب کا اپنی جہل سے بت پرستی پر مقیم تھا اور وہ جناب ہمیشہ اپنے خالق ہی کی عبادت میں مشغول رہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



اور سوائے اُن حضرت کے تمام اصحاب بسبب اپنی جہالت کے اصنام پرستی کرتے تھے اور اگر کثرت ثواب مقابل اطاعت کے نہیں ہے تو وہ نہ ثواب ہے اور نہ وہ کسی تعظیم و تفضیل پر دلالت کرے گا کیونکہ کثرت ثواب کا طاعت کے مقابل ہونا بھی امر ثواب و تفضیل میں فارق ہے پس ایسی حالت میں شارح عقائد نسفی کے لئے کوئی وجہ توقف نہ ہوگی۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

ساتویں آیت فتلقی آدم الآیہ جس کے متعلق جمہور نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلعم سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سے کلمات ہیں جن کی وجہ سے توبہ آدمؑ قبول ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ آدمؑ نے درگاہ باری میں عرض کیا تھا کہ خمسۂ نجبا کے حق کا واسطہ تو میری توبہ کو قبول فرما جب خداوند عالم نے اُنکی توبہ کو قبول کیا۔

## قول ابن روزبہان

وہ کہتا ہے کہ مفسرین نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کلمات کیا تھے چنانچہ بعض کہتے ہیں وہ کلمات تہلیل و تسبیح و تحمید کے تھے بعض کہتے ہیں کہ مناسک حج تھے جس کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ خصال عشرہ تھے جن کو خصال فطرۃ بھی کہتے ہیں حضرت آدمؑ کو اُن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا تاکہ توبہ قبول ہو اور اگر بفرض مصنف نے جس روایت کو جمہور کی طرف نسبت دی ہے وہ صحیح بھی ہو (در حالیکہ ہم کو اس جمہور کا پتہ نہیں ملتا) تو علیؑ کی فضیلت کاملہ پر دلالت ہوگی اور ہم خود اسکے قائل ہیں اور جانتے ہیں کہ اصحاب کسار کے ساتھ توسل کرنا بزرگ ترین وسائل و قریب ترین ذرائع سے ہے خدا کی طرف لیکن ان سے نص امامت پر کوئی دلیل قائم نہیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



ہوتی پس معلوم ہوا کہ یہ مرد اپنے مدعا سے علیحدہ ہو کر فضائل علیؑ پر نص قرآن سے استدلال کرتا ہے درانحالیکہ یہ سب فضائل مسلم ہیں۔

# جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

میں کہتا ہوں کہ یہ امر بیان ہو چکا ہے کہ بعض مفسرین اہلسنت کا مفسرین شیعہ کے ساتھ کسی امر میں اتفاق کر لینا قیام حجت کیلئے کافی ہے چنانچہ اس امر کی شہرت پر بھروسہ کرتے ہوئے بخیال اختصار مصنف رحمہ بسا اوقات صرف روی ابجھو،، کہکر چھوڑ دیتے ہیں اور راوی کا نام نہیں ذکر فرماتے ہیں۔ اور یہ کہ کلمات سے مراد مناسک حج ہیں یا خصال عشرہ ہیں باوجود اسکے کہ ان چیزوں پر کلمات کا صدق ہو سکتا ہے یا نہیں مشہور تفسیروں میں سے کسی میں بھی مذکور نہیں شاید ناصبی نے تحریف کی ہو یا بھول گیا ہو اسلئے کہ مفسرین نے (جنمیں صاحب کشاف بھی ہیں) ان دونوں قولوں کو اذا ابتلی ابراھیم کلا یۃ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور ناصبی کو دھوکا یوں ہوا کہ دونوں آیتوں میں کلمات کا ذکر ہے چونکہ اس کو امور دینی کی کوئی پرواہ نہیں ہے لہذا یہ دھوکا ہو گیا۔ لیکن ناصبی کا یہ کہنا کہ مصنف اپنے مدعا سے خارج ہو گئے تو اس کو ہم پہلے اعمیت مدعی کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں کہ خود ناصبی راہ راست سے خارج ہو گیا ہے با عنوان مبحث کو تمہارے حیرت سے بھول گیا ہے بلکہ خداوند عالم کا کثرت سے امیر المومنینؑ کا قرآن میں ذکر کرنا اور آنحضرت کے حالات سے تمثیل فرمانا اور اُن لوگوں کے ذکر کو ترک کرنا جن کو ناصبی آنحضرت کا قرین سمجھتا ہے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت محبوب و منظور نظر رحمت الٰہی ہیں بمصداق ضرب اللہ لنا مثلاً و نسی خلقہ۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت کے لئے ایسی ایک بھی فضیلت کا ذکر جو اُن کے غیر میں نہ پائی جاتی ہو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت اس فضیلت میں اپنے غیر سے افضل ہیں اور دوسرا مفضول یہ مقام غور و فکر ہے (مترجم کہتا ہے کہ تفسیر آیہ فتلقی آدم من ربہ کلمات کی اسمار خمسہ نجبار کے ساتھ صاحب معارج النبوۃ نے کہ مشاہیر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علمائے اہلسنت سے ہیں نقل کی ہے پس غفلت ابن روزبہان کی موجب کمال تعجب ہے واللہ الہادی)

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

آٹھویں آیت اِنّی جاعلك للنّاس اماما الآیہ ہے اس آیت کے بارے میں جمہور نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ یہ دعا میرے اور علیؑ تک منتہی ہوئی کہ ہم میں سے کسی نے کبھی کسی صنم کو سجدہ نہیں کیا پس مجھکو خدا نے نبی قرار دیا اور علیؑ کو وصی ۔

آٹھویں دلیل

## قول ابن روزبہان

وہ کہتا ہے کہ یہ روایت کتب اہلسنت میں نہیں ہے اور نہ مفسرین میں سے کسی نے اسکو ذکر کیا ہے اور اگر بفرض صحیح بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ اس امر کی دلالت کرے گی کہ علیؑ رسول اللہ ص کے وصی ہیں اور وصایت سے مراد علم و حکمت کا وارث ہونا ہے جو کہ امامت پر نص نہیں ہو سکتی جیسا کہ مصنف کا دعویٰ ہے ۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

اس روایت کو ابن مغازلی شافعی نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن مسعود سے کتاب المناقب میں ذکر کیا ہے پس اس کے انکار میں اصرار سوا عناد کے اور کیا ہو سکتا ہے دعا مذکور سے مراد وہ دعا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ذریت کے لئے طلب امامت کے بارے میں خداوند عالم سے کی تھی لہذا یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وصایت سے مراد امامت ہے و نیز یہ کہ صنم کو سجدہ کرنا اور ایک مدت تک کافر رہنا منافی امامت ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے۔ پس اس روایت سے خلفائے ثلثہ کی نفی ہوتی ہے اور اس امر پر نص ہوتی ہے کہ وصایت سے مراد امامت ہی ہے نہ کہ میراث علم و حکمت۔ اس مقام پر اگر یہ کہا جائے کہ اگر اس روایت کو صحیح مان لیں اور وصایت سے امامت بھی مراد لی جائے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ خلفائے ثلثہ کی امامت معدوم ہو جائے اسلئے کہ جس طرح رسالتمآبؐ پر اس دعا کا منتہی ہونے سے یہ لازم نہیں ہوا کہ کوئی نبی آنحضرتؐ سے پہلے نہ ہو اسی طرح امیر المومنین سے پہلے بھی کسی کا امام نہ ہونا لازم نہیں آتا بلکہ جو کچھ لازم قرار پاتا ہے وہ صرف اتنا کہ اُس امام نے کہ جس پر دعا منتہی ہوئی ہے کبھی صنم کو سجدہ نہ کیا ہو نہ یہ کہ اُس سے پہلے جو ائمہ ہوں اُنھوں نے بھی صنم کو سجدہ نہ کیا ہو تو جواب اس کا یہ ہے کہ انتہاء دعا کا ذکر بصیغہ ماضی (یعنی انتھت) ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رسالتمآبؐ کے فرمانے سے پہلے دعا منتہی ہو چکی تھی اور کسی اور کا علیؑ سے پہلے امام ہونا اسکے منافی ہے ہاں اگر یہ فرمایا ہوتا کہ سینتھی (یعنی آئندہ منتہی ہوگی) تو ہو سکتا تھا کہ ایسا خیال کیا جائے اور چونکہ ایسا نہیں ہے لہذا یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا پس نبیؐ و علیؑ پر انتہائے دعا کا فرق ظاہر ہے۔ علاوہ بریں اس روایت کی عدم صحت ہمارے لئے مضر نہیں اسلئے کہ ہماری غرض یہ ہے کہ ہم سنیوں کو اس کا ملزم کر دیں کہ ابوبکر و عمر و عثمان امام نہ تھے۔ اور اسی کے قریب قریب وہ روایت بھی ہے کہ جسکو نسفی حنفی نے تفسیر مدارک میں آیۂ نجوی کی تفسیر میں امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے رسالتمآبؐ سے متعدد سوال کئے یہاں تک میں نے دریافت کیا کہ حق کیا چیز ہے تو رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اسلام و قرآن اور ولایت جب کہ تم تک پہونچے۔ اور شرط کا مفہوم اہلِ علم اصول کے نزدیک حجت ہے لہذا یہ ثابت ہوگا کہ امامت و ولایت قبل اس کے کہ امیر المومنینؑ تک پہونچے باطل ہے پس اُن لوگوں کی خلافت جو حضرت سے پہلے خلیفہ بن بیٹھے باطل تھی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## کلام علامہ حلی علیہ الرحمۃ

نویں آیت انّ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت الآیۃ ہے جمہور نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے اور کہا کہ لفظ ودّ سے مراد قلوب مومنین میں محبت ہے۔

## قول ابن روزبہان

وہ کہتا ہے کہ یہ روایت اہل سنت کی تفاسیر میں نہیں ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو علیؑ کی محبت پر دلالت کرتی ہے جو باتفاق علماء واجب ہے لیکن اس سے امامت پر نص نہیں ثابت ہوتی۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

یہ روایت تفاسیر اہل سنت میں سے تفسیر رازی و تفسیر نیشاپوری میں مذکور ہے اور ابن حجر کی کتاب صواعق محرقہ میں بھی ہے بلکہ اس میں اور زیادہ اس ناصبی شقی منکر فضائل علیؑ کی رغم الف ہے اس لئے کہ ابن حجر لکھتا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ عباس نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے شکایت کی کہ قریش ہمکو دیکھکر بہت ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور جو آپس میں باتیں کرتے ہوتے ہیں تو چپ ہو جاتے ہیں یہ سنکر آنحضرت صلعم کو اتنا غیظ آیا کہ چہرہ سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ قسم اُس کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری حیات ہے کہ کسی شخص کے قلب میں اُس وقت تک ایمان نہیں داخل ہو سکتا جب تک کہ وہ تم لوگوں کو خدا اور اُس کے رسول کے لئے چاہتا نہ ہو اور دوسری روایت صحیحہ میں ہے کہ کیا ہوگیا ہے اُن کو میرے اہلبیت میں سے کسی کو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



دیکھو اپنی باتوں کو قطع کر دیتے ہیں قسم بخدا کسی شخص کے قلب میں ایمان اس وقت تک جاگزین نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرے اہلبیت کو محض اللہ اور میری قرابت کی وجہ سے نہ چاہتا ہو ختم ہوا قول ابن تجراب ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ اس روایت سے امامت امیرالمومنینؑ پر نص نہیں ثابت ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص کی محبت کو خدا قلوب مومنین میں جگہ دے اور اس امر کا بیان مقام احسان میں کرے اس کا معصوم ہونا ضروری ولابدی ہے اور جب عصمت ثابت ہو گئی تو امامت ثابت۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

دسویں آیت اثبات امامت میں انما انت منذر و لکل قوم ھاد ہے جمہور نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ میں منذر (ڈرانیوالا) ہوں اور علیؑ ہادی (ہدایت کرنے والے) ہیں اور اے علیؑ تم سے ہدایت حاصل کرنے والے ہدایت پائیں گے۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت جو مصنف نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کی ہے وہ کتب تفاسیر اہل سنت میں نہیں ہے اور اگر مان بھی لیا جائے تو امامت پر نص ہونے پر دلالت نہیں ہے زیادہ سے زیادہ علیؑ کا ہادی ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح اور اصحاب کا ہادی ہونا ثابت ہے اسلئے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ اصحابی کالنجوم الخ یعنی میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اہل سنت کے امام فخرالدین رازی نے تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اس آیت میں چند اقوال ہیں پہلے اور دوسرے کے بعد ذکر کرتا ہے کہ تیسرا قول یہ ہے کہ منذر جناب رسالتمآبؐ ہیں اور ہادی علیؑ ہیں ابن عباس نے کہا ہے کہ رسالتمآبؐ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کے فرمایا میں منذر ہوں اور علیؑ کے شانہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم ہادی ہو اے علیؑ تم سے ہدایت پانیوالے ہدایت پائیں گے میرے بعد ختم ہوا کلام رازی اس کے علاوہ ابن عقدہ نے ایک مستقل کتاب اس آیت اور ان روایات میں تصنیف کی ہے کہ جن میں اس کا ذکر ہے کہ یہ آیت امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس روایت کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس کی طرف اسناد کر کے بعینہ اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح کہ رازی نے ذکر کی ہے نیز ثعلبی نے امیرالمومنینؑ سے بھی اس طرح نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ منذر رسالتمآبؐ ہیں اور ہادی بنی ہاشم میں سے ایک شخص ہے اور اس سے مراد حضرت نے خود اپنے نفس کو لیا ہے ختم ہوئی حدیث اس سے ظاہر ہوا کہ ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ اہل سنت کی تفاسیر میں یہ روایت نہیں ہے کسقدر باطل ہے اور یہ کہنا کہ "اگر اس کو مان بھی لیں تو صرف اس امر پر دلالت کرے گی کہ علیؑ ہادی ہیں اور یہ مسلم ہے" غلط ہے اس لئے کہ صرف ہدایت پر دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ کمال ہدایت بلکہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ امت محمدؐ میں اصلی ہادی صرف حضرت ہی ہیں۔ بالجملہ خصوصیات اور نیز یہ کہ حضرت امیرالمومنینؑ اس آیت میں جناب رسالتمآبؐ کے مقابل واقع ہوئے ہیں اس طرح کہ ایک منذر ہیں اور ایک ہادی اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت مقدم ہیں ہر اس شخص پر کہ جو حضرت کے مقابلہ میں مدعی خلافت و امامت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



ہو اور احق ہیں اس لئے کہ صرف حضرت ہی کا ہادی ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ہر وقت میں ہادی ہوں جیسا کہ قول خداوند عالم سے مجملاً اور قول رسالتمآب سے تفصیلاً ثابت ہوا اب رہی وہ روایت کہ جس میں اصحاب کو مثل ستاروں کے بیان کیا گیا ہے تو اس کے موضوع اور باطل ہونے کے آثار ایسے ظاہر ہیں کہ پوشیدہ نہیں ہو سکتے اسلئے کہ یہ قول جو حضرت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تین صورتوں سے خالی نہیں یا تو صرف اصحاب سے فرمایا ہو یا اصحاب اور غیر اصحاب سب سے فرمایا ہو اور یا صرف غیر اصحاب سے خطاب کیا ہو پہلی دو صورتوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسا کلام جسمیں خود اصحاب سے کہا جائے کہ میرے اصحاب مثل نجوم کے ہیں جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے فصیح کہا جا سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو خود ہی ہادی ہیں اُن کو کسی کی پیروی کی کیا ضرورت ہے اب رہی تیسری شکل اُسکے متعلق یہ ہے کہ آیا کوئی روایت صحیح اسکے متعلق ہے کہ یہ کلام صرف غیر اصحاب کے لئے فرمایا یا آپ محض اپنی عقل سے اسکو تجویز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس روایت کو تو صرف صحابہ بلکہ عمر نے نقل کیا ہے اگر غیر اصحاب سے فرمایا ہو تو کوئی ایک تو اس کا ذکر کرتا کہ رسالتمآب نے اصحاب کے علاوہ اور تمام مسلمین کے لئے فرمایا ہے کہ اصحاب مثل نجوم کے ہیں جسکی بھی چاہو پیروی کرلو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور جبکہ تمھارے یہاں ایسی کوئی نقل نہیں ہے تو تمھارا دعویٰ باطل۔ اسکے علاوہ اور چیزیں کہ اس حدیث کے موضوع ہونیکی کاشف ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ قاضی عیاض کے شارح نے ذکر کیا ہے (جناب شہید علیہ الرحمہ نے اس شارح شفا کا نام تحریر نہیں فرمایا ہے لیکن یہ اقوال علماقدح حدیث نجوم کے متعلق ملّا علی قاری نے شفا میں اور خفاجی نے شرح شفا میں بھی لکھے ہیں۔ مترجم) کہ اس حدیث کو دار قطنی نے اخراج کیا ہے فضائل صحابہ میں اور ابن عبدالبر نے کتاب العلم میں اخراج کرکے کہا ہے کہ اس اسناد سے کوئی حجت نہیں قائم ہو سکتی۔ اسلئے کہ حارث بن غصین اس کا راوی مجہول ہے اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اس کو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عبد الرحیم بن زید سے اور اُس نے اپنے باپ سے اور اُس نے مسیب سے اُس نے عمر سے روایت کی ہے بزار نے کہا ہے کہ یہ روایت منکر ہے صحیح نہیں ہو سکتی اور ابن عدی نے کامل میں اسکی روایت کی ہے حمزہ بن ابی حمزہ نصیبی سے اُس نے نافع سے اُس نے عمر سے لیکن اس میں بایھم اقتدیتم کی جگہ بایھم اخذتم ہے اور یہ اسناد بسبب حمزہ کے ضعیف ہے اس لئے کہ وہ متہم بالکذب ہے۔ اور بیہقی نے مدخل میں اس کو ابن عباس سے نقل کر کے کہا ہے کہ متن تو اس روایت کا مشہور ہے لیکن اسنادیں اسکی سب ضعیف ہیں کوئی بھی ثابت نہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ روایت بالکل غلط جھوٹ اور بنائی ہوئی ہے۔ حافظ زین الدین عراقی نے کہا ہے کہ مصنف یعنی قاضی عیاض کو لازم تھا کہ اس روایت کو بصیغہ قطع ذکر نہ کرتے اس لئے کہ اس روایت کی علما کے نزدیک جو حالت ہے وہ ظاہر ہے شارح شفا کا کلام ختم ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خود اہل سنت اس روایت کو غلط اور موضوع جانتے ہیں بالفرض اگر ہم اسکو صحیح بھی مان لیں تو تمام اصحاب علی الاطلاق اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے اسلئے کہ اصحاب میں بعض ناکثین بعض قاسطین بعض مارقین وغیرہ بھی تھے اور ان کے اتباع کے حق میں جو کچھ آیا ہے وہ معلوم ہے تو کیا کسی مارق کا پیرو بھی ہدایت یافتہ ہوگا؟ نیز قاتلان عثمان نے قتل عثمان میں کل صحابہ کی (بنا بر اختلاف کے) یا بعض صحابہ کی (بنا بر اتفاق کے) پیروی کی تو مصنف اسکو تسلیم کر لیگا کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ تھے؟ لہذا معلوم ہوا کہ لفظ اصحابی سے اس روایت میں مراد بعض ایسے بزرگان صحابہ ہیں کہ جو علم و کمال سے متصف ہوں اسلئے کہ وہی ایسے ہیں کہ اُن سے مثل نجوم ہدایت حاصل کی جائے اور ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق میں اسی طرح کی تخصیص کی ہے اُس روایت کی جس میں کہ اہل بیت کے لئے فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں جیسے کہ نجوم اہل سما کے لئے۔ ابن حجر کہتا ہے کہ اہل بیت سے مراد وہی لوگ ہیں جو علم و کمال

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وغیرہ کے متصف ہوں ۔ اور اس حدیث (یعنی حدیث نجوم) میں اگر بعض خاص صحابہ مراد نہ ہوں تو بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے مجملاً یہاں بیان کیا اور بعض کو اوائل کتاب میں ذکر کر چکے ہیں - اس حدیث کے متعلق کسی فارسی شاعر نے کیا اچھا شعر کہا ہے **شعر**

صحابہ گرچہ جملہ کالنجوم اند　　ولے بعضے کواکب نحس و شوم اند

اس ناصبی گمراہ کو دیکھنا چاہیئے کہ امت کی ہدایت کے قابل وہ بزرگوار ہو سکتا ہے جو سلونی عما دون العرش (یعنی مجھ سے عرش باری تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے سوال کرو) کہتا ہو اور اسی طرح کے اور اقوال اُس کے ہوں جو دلالت اُسکے کثرت علم پر کرتے ہیں یا وہ شخص جو کلالہ اور اب کے معنی نہ جانتا ہو اور خود اس کا اعتراف کرے کہ پردہ کی بیٹھنے والی عورتیں تک مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں اور ستر مرتبہ کہے لولا علیؑ لہلک عمر اور ھذہ معضلۃ ولا ابا حسن لھا ناظر کو چاہیئے کہ غور کرے اس امر پر کہ خدا فرماتا ہے افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون **تکمیل جمیل** یہ جاتے کے قابل بات ہے کہ جب ایک روایت اہل سنت کے طریق سے نقل کی ہوئی اس امر پر دلالت کرے کہ امیر المومنین علیہ السلام افضل بلکہ صرف وہی حضرت مخصوص و متفرد ہیں کسی خاص فضیلت کے ساتھ اور دوسری روایت ایسی پائی جائے انھیں کے طریق سے کہ جو کسی دوسرے کی افضلیت پر یا حضرت کے ساتھ اُس فضیلت میں شرکت پر دلالت کرتی ہو تو عقل سلیم حکم کریگی کہ پہلی روایت سچی اور دوسری جھوٹی ہے جیسا کہ والدی العلامؒ نے اپنے بعض تعلیقات میں اس طرح واضح فرمایا ہے کہ صاحبان عقل پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین دونوں محال ہیں تو واقع میں نقیضین میں سے صرف ایک ہی واقع ہو سکتا ہے اس تمہید کے بعد یہ امر قابل غور ہے کہ ہم بہت سی معتبر احادیث

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہیں کہ جو جمہور کے نزدیک صحیح ہیں دو ایسی حدیثیں پاتے ہیں کہ دونوں کو ایک ہی شخص نے نقل کیا ہے اور ایک اُن میں سے واضح و صریح طور سے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السّلام افضل ہیں اور دوسری اُن کے غیر کی افضلیت پر دلالت کرے تو راوی دونوں میں صادق نہیں ہے اسلئے کہ دونوں میں تناقض ہے اور نہ دونوں میں کاذب ہے کیونکہ دونوں کا ترک کر دینا خلاف اصول ہے تو لا محالہ ایک میں صادق ہوگا اور ایک میں کاذب اب اگر وہ یہ کہیں کہ راوی نے اُس روایت میں جھوٹ بولا ہے کہ جو امیرالمومنینؑ کے حق میں ہے تو ہم اسکو قبول نہیں کرینگے اسلئے کہ ایک روایت میں جھوٹ بولنے کی وجہ سے دوسری بھی قابل اعتبار نہیں رہی لہذا وہی روایت صحیح ہوئی کہ جو امیرالمومنینؑ کے حق میں ہے اور دوسری غلط ہے اسلئے کہ ہم اُسکو صرف اس وجہ سے صحیح نہیں مانتے کہ راوی اہل سنت سے ہے بلکہ ہمکو اور بہت سی صحیح و متواتر حدیثیں ایسی ملی ہیں کہ جن کو ائمہ معصومین علیہم السّلام نے اور کبار صحابہ نے جو کہ موثقین ہیں روایت کی ہیں اور وہ سب اس روایت کی مؤید ہیں۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

گیارھویں آیت وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ہے جمہور نے ابن عباس اُنھوں نے ابو سعید خدری سے اُنھوں نے جناب رسالتمآب صلعم سے روایت کی ہے کہ ولایت علی ابن ابی طالب سے سوال کیا جائے گا۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اہل سنت سے نہیں ہے اور اگر صحیح مان لیں تو یہ معلوم ہوگا کہ علیؑ اولیاء خدا سے ہیں ولی محب و مطیع کو کہتے ہیں لہذا یہ آیت بھی امامت پر نص نہ ہوگی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ابن روزبہان کا یہ کہنا کہ یہ روایت اہل سنت کے یہاں نہیں ہر جہل و عناد کی وجہ سے ہے اسلئے کہ صواعق ابن حجر میں یہ روایت دیلمی و واحدی سے منقول ہے چنانچہ ابن حجر کہتا ہے کہ دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ وقفوهم انهم مسئولون عن ولایة علی (یعنی روک لو ان لوگوں کو ان سے ولایت علیؑ کے بارہ میں سوال کیا جائے گا) اور یہی مراد واحدی کی بھی ہے چنانچہ اُس نے کہا ہے کہ اس آیت کے بارہ میں روایت کی گئی ہے کہ ولایت علیؑ و اہل بیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس لئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ خلق کو یہ بتلادیں کہ وہ حضرت تبلیغ رسالت پر کوئی اجر سوا محبت اہل قرابت کے نہیں چاہتے لہذا اُن سے سوال کیا جائے گا کہ آیا اُنھوں نے اہل بیت کو جیسا کہ چاہئے تھا اور جیسا کہ نبیؐ نے وصیت کی تھی دوست رکھا یا نبی کی وصیت کو ضائع کردیا تو انھیں سے مطالبہ کیا جائے ختم ہوا کلام ابن حجر۔ اب رہا یہ امر کہ اگر یہ روایت صحیح مان بھی لی جائے تو وہ حضرت اولیاء خدا میں سے ہوں گے ویسی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ولایت جسکے لئے ٹھہرا کر سوال کیا جائے گا وہ معنی امامت میں ہے کہ جو مساوی نبوت ہے نہ محبت اسلئے کہ محض محبت کوئی اصل اعتقادی نہیں قرار دی گئی ہے کہ اُس سے سوال کیا جائے بلکہ وہ تو لازمہ ہے اس امر کا کہ کسی ذات کو نبی یا امام سمجھا جائے تو اُس سے محبت بھی ہوگی اور جبکہ ولایت کے معنی امامت ہوئے تو یہ آیت امامت پر ضرور نص ہوگی چاہے ناصبی کی اس میں ذلت ہو۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

بارھویں آیت ولتعرفنهم فی لحن القول ہے جمہور نے ابوسعید خدری سے

Presented By: www.jafrilibrary.com



روایت کی ہے لحن سے مراد یہ ہے کہ وہ علیؑ سے بغض رکھتے ہیں۔

## قول ابن روزبہان

یہ بھی تفسیر اہل سنت میں نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو علیؑ کی فضیلت پر دلالت کریگی نہ یہ کہ امامت پر نص ہو۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

اس آیت کو حافظ ابوبکر موسیٰ بن مردویہ نے کتاب المناقب میں اُن روایات کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ جو امیرالمومنینؑ کی شان والاشان میں نازل ہوئی ہیں اور وہ سب کتاب کشف الغمہ میں مذکور ہیں۔ اس آیت سے استدلال اس طرح کیا جاتا ہے کہ جس شخص کے بغض کو خداوند عالم نے دلیل نفاق وکفر قرار دیا ہو وہ سوائے نبی یا امام کے اور کوئی نہیں ہوسکتا کم ازکم یہ تو ضرور ہے کہ نبی کے بعد تمام خلق سے افضل ہو۔

## کلام علامہ حلی علیہ الرحمہ

تیرہویں آیت السّابقون اولٰئک المقرّبون ہے چنانچہ جمہور نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس امت کے سابق جناب علی بن ابی طالب ہیں۔

## قول ابن روزبہان

ہاں یہ حدیث روایت اہل سنت سے ہے مگر اُس کی عبارت یہ ہے کہ سباق الامم ثلاثۃ مؤمن آل فرعون وحبیب النجار وعلی بن ابی طالبؑ اور اسمیں شک نہیں کہ علی سابق فی الاسلام اور صاحب سبقت اور فضائل ہیں ایسے کہ جن کا اخفا نہیں ہوسکتا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لیکن آیت امامت پر نص ہونے پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ما ثبوت نص ہے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

اس روایت کے آخر میں خصوصاً اوس روایت میں جس کو فخر الدین رازی نے آیہ وقال رجل من آل فرعون یکتم ایمانہ الآیہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے جملہ وھو افضلھم واقع ہے جس کو ناصب شقی نے محض امیر المومنین کی عداوت اور اس امر سے بچنے کیلئے کہ اس فقرہ کے ذکر کرنے سے امیر المومنین کا اس امت سے افضل ہونا ثابت نہ ہو پوشیدہ کیا ہے پس غور کرنا اور سمجھنا چاہیئے۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

چودہویں آیت اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الیٰ قولہ ان اللہ عندہ اجر عظیم ہے جمہور نے جمع بین الصحاح الستہ میں روایت کی ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالبؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب طلحہ بن شیبہ وعباس نے فخر کیا ہے تو طلحہ نے کہا تھا کہ میں خانہ کعبہ کے ساتھ اولیٰ ہوں اس لئے کہ میرے پاس خانہ کعبہ کی کنجی ہے عباس نے کہا کہ میں سقایت حجاج کرتا ہوں اُس وقت امیر المومنین علیہ السّلام نے کہا کہ میں تمام آدمیوں سے اولیٰ ہوں ایمان میں اور بڑا جہاد کرنے والا ہوں پس خداوند عالم نے بیان افضلیت امیر المومنینؑ کے لئے اس آیت کو نازل فرمایا۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت جمہور اہل سنت کے مطابق صحیح ہے اور ہمارے علماء نے اس کو فضائل امیر المومنین علیہ السّلام میں بھی شمار کیا ہے اور فضائل اون جناب کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بیشمار ہیں اون کا احصا نہیں ہوسکتا اور کثرت فضائل امیرالمومنینؑ محل خلاف نہیں ہے کہ اس پر دلائل قائم کیے جائیں بلکہ کلام تو نفس امامت کے بارے میں ہے پس یہ آیت بھی نفس امامت امیرالمومنینؑ پر دلیل نہیں ہے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ یہ آیت مع روایت مذکورہ کے افضلیت امیرالمومنین علیہ السلام پر دلالت کرتی ہے اور یہی امر محل خلاف ہے جیسا کہ اس سے قبل گذرا اور وجہ دلالت یہ ہے کہ یہ دونوں عباس و طلحہ اپنی اپنی اولویت خانہ کعبہ کا دعویٰ بہ نسبت اپنے غیر کے کرتے تھے پس امیرالمومنینؑ نے ان دونوں کے دعویٰ کو رد فرما دیا اس طرح پر کہ خانہ کعبہ کے ساتھ اولیٰ میں ہوں اور میرے سوا کوئی دوسرا اولیٰ نہیں ہے اور بنا بر اس روایت کے خداوند عالم نے بھی تصدیق فرمائی پس وہ جناب اولیٰ ہوئے خانۂ کعبہ کے ساتھ خصوصاً اولیٰ بہ بیت معنوی اور امیرالمومنینؑ افضل قرار پائے کل آدمیوں سے پس وہی جناب اولیٰ بالامامۃ ہوں گے اور خانہ کعبہ کے تمام امور سے واقف ہوں گے کیونکہ مشہور ہے صاحب البیت ابصر بما فی البیت۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

پندرہویں آیت آیہ مناجات ہے اور مناجات رسول خدا سے سوائے امیرالمومنین علیہ السلام کے اور کسی نے نہیں کی ابن عمر نے بیان کیا کہ علی علیہ السلام کے لئے تین خصلتیں ایسی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی میرے لئے حاصل ہوتی تو وہ میرے نزدیک سرخ ناقوں سے بہتر ہوتی ایک یہ کہ علیؑ کی تزویج فاطمہ زہراؑ کے ساتھ ہوئی دوسرے جناب رسول خدا صلعم نے بروز خیبر آنحضرتؑ کو علم مرحمت فرمایا تیسری خصلت یہ ہے کہ علی علیہ السلام

پندرہویں دلیل

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



آیت نجویٰ کے ساتھ مخصوص ہوئے۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث روایت اہلسنت سے ہے اور آیت نجویٰ پر سوائے اون جناب کے اور کسی نے عمل نہیں کیا اور اس میں بھی کسی کو کلام نہیں ہے کہ یہ فضیلت امیرالمومنینؑ کی منجملہ اون فضائل کے ہے کہ زبانیں ان کے احاطہ سے قاصر ہیں لیکن یہ آیت نجویٰ اون حضرت کی امامت پر نص نہیں ہے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

جناب مصنف علیہ الرحمہ نے اس آیت سے امیرالمومنین علیہ السّلام کی افضلیت پر استدلال کیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ آنحضرتؐ تمامی اصحاب میں مضمون آیت کے عمل کرنے میں سابق تھے اور بعد اس کے کہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے اس آیت کے مطابق عمل فرمایا دیگر اصحاب سے یہ حکم منسوخ ہوگیا پس اس آیت کا نزول بیان ہے افضلیت امیرالمومنین علیہ السلام کا اور اون جناب کی سبقت طرف قبول اوامر آلہیہ کے اور عمل اون کے پس وہ جناب سب سے افضل ہونگے اور اس فضیلت کی تمنا ابن عمر نے کی تھی اور کبھی اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے غلط ہونے پر اوس امر کے جس کی بابت اہلسنت یہ دعوے کرتے ہیں کہ ابوبکر صاحب مال تھے اور وہ اپنے مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتے تھے اور یہ دعویٰ اس وجہ سے غلط ہے کہ جب ابوبکر نے قبل مناجات رسول خداصلعم ایک یا دو درہم کے صدقہ دینے میں بخل کیا اور آنحضرتؐ سے مفارقت اختیار کی اور اون جناب کی زیارت اور مخاطبے سے دس شبوں تک محروم رہے جیسا کہ اسکو ابن مرتضیٰ نے جو اہلسنت سے ہے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور زمخشری نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور یہ بخل ایسا تھا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس پر عتاب فرمایا یہ محال ہے کہ ایسا شخص اس مقدار مال کو راہ خدا میں صرف کرے جس کو وہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور بتحقیق کہ قاضی عبدالجبار نے اس مقام پر مکابرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت بخوبی افضلیت امیرالمومنین علیہ السّلام پر نہیں دلالت کرتی ہے علاوہ اکابر صحابہ کے کیونکہ وقت شاید اس غرض پر عمل کرنے کے لئے وسیع نہیں تھا میں کہتا ہوں کہ فساد اس قول کا ظاہر ہے کیونکہ اصولیین نے علاوہ ان کے جو تکلیف مالا یطاق کے قائل ہیں اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ خداوند عالم کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بندوں کو کسی فعل کی تکلیف دے ایسے زمانہ میں جبکہ وہ اوس فعل کو اوس زمانہ میں نہ بجا لاسکیں نیز قاضی کا یہ احتمال اُس روایت کی دلالت سے دفع ہوتا ہے جسکو ابن مغازلی نے کتاب للمناقب میں نقل کیا ہے اور بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں کہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ایک آیت ایسی ہے جس پر نہ مجھ سے قبل کسی نے عمل کیا ہے اور نہ میرے بعد ان پر کوئی عمل کرے گا اور وہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا اس سے میں نے دس درہم خرید کئے پس جب میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے مناجات کرتا تھا تو قبل مناجات ایک درہم تصدق کر دیتا تھا پس یہ روایت وسعت وقت کیلئے تصریحاً دلالت کرتی ہے اور اسی طرح قاضی کے احتمال کو دفع کرتی ہے وہ روایت جسکو حافظ ابونعیم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے رسولخدا صلعم سے بغیر صدقہ دیئے ہوئے کلام کرنے کو حرام فرمایا ہے اور تمام اصحاب نے قبل کلام رسول صدقہ دینے سے بخل کیا اور امیرالمومنین علیہ السّلام نے قبل کلام رسول صدقہ دیا اور اس امر پر بجز امیرالمومنین علیہ السّلام کے اور کسی مسلمان نے عمل نہیں کیا اور نیز یہ دلیل ہے اس بات پر کہ دیگر اصحاب ترک مناجات وصدقہ دینے پر معذور تھے کیونکہ خدا فرماتا ہے فان لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم پس ذکر توبہ دلالت کرتا ہے توجہ عتاب پر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ان کی طرف بسبب اہمال وسستی امتثال حکم کے اور اگر وقت مضیق ہوتا جیسا کہ اس کو
قاضی نے ذکر کیا ہے تو یہ عتاب متوجہ نہ ہوتا اور ایک دلیل عدم معذوریت کی یہ ہے
کہ ابن عمر نے اس فضیلت امیر المومنینؑ کے حصول کی تمنا کی جیسا کہ اس کا بیان گذرا
اور تحقیق کہ فخر الدین رازی نے طنبورہ میں ایک نغمہ زنبور کو اور زیادہ کیا ہے اور کہا ہے
کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ وقت اس عمل کے لئے وسیع تھا مگر اس عمل پر اقدام کرنا اس چیز سے
تھا کہ جو فقیر کے قلب کو تنگ کرتا تھا جسکے پاس کوئی شے موجود نہ ہو اور مرد غنی کے دل کو
متنفر کرتا تھا پس ایسے عمل کے ترک میں کوئی محذور نہ ہوگا کیونکہ جو امر سبب الفت ہو وہ بہتر
ہے اس امر سے جو سبب وحشت ہو اور نیز ایک وجہ یہ ہے کہ صدقہ مناجات کے وقت
واجب ہے لیکن مناجات نہ تو واجب ہے نہ مستحب بلکہ مناجات کا ترک کر دینا اولی
ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے کہ اگر مناجات سبب اذیت نبیؐ تھی تو اُس کا ترک کر دینا اولی تھا ختم ہوا
کلام فخر الدین رازی کا اور اسکا جواب فاضل نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں اسطرح دیا ہے کہ یہ کلام تعصب سے
خالی نہیں اور ہمارے لئے کہاں سے یہ امر لازم ہوگا کہ ہم مفضولیت امیر المومنینؑ کی ہر خصلت
میں ثابت کریں اور کیونکر یہ جائز ہوگا کہ آنحضرت کیلئے وہ فضیلت حاصل ہو جو اکابر صحابہ میں سے
کسی کیلئے حاصل نہ ہوئی ہو پس بہ تحقیق کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ علیؑ کیلئے ایسی تین خصلتیں
ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھکو حاصل ہوتی تو وہ میرے نزدیک ناقہ ہائے سرخ
سے بہتر تھی ایک حضرت فاطمہؑ سے تزویج ہونا دوسرے روز خیبر حضرت کا اُن جناب کو
علم عطا فرمانا تیسری آیت نجویٰ کا ان کے لئے مخصوص ہونا اور آیا کوئی منصف اس بات
کا قائل ہوگا کہ مناجات نبیؐ کوئی بری بات ہے باوصفیکہ آیت میں کوئی نہی مناجات
سے وارد نہیں ہوئی ہے ہاں البتہ تقدیم صدقہ کی مناجات میں وارد ہوئی ہے پس جو
شخص آیت کے مطابق عمل کرے گا اس کو دو طرح سے فضیلت حاصل ہوگی ایک یہ کہ
صدقہ دینے میں بعض فقراء کی حاجت روائی ہے دوسرے یہ کہ مناجات رسول صلعم سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



محبت ثابت ہوگی پس ایسے صدقہ دینے میں قربت خداوند عالم ہے اور حل مسائل مشکلہ ہے (یعنی جو شخص آنحضرتؐ سے مناجات پر فائز ہوگا وہ مسائل مشکلہ کو آنحضرتؐ سے حل کریگا) اور اظہار اس امر کا ہے کہ مناجی مال سے زیادہ آنحضرتؐ کی مناجات کو دوست رکھتا ہے ختم ہوا کلام فاضل نیشاپوری کا جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ فخرالدین رازی پر ایک اور اعتراض متوجہ ہوتا ہے کہ جو ایراد فاضل نیشاپوری سے کہیں بالاتر ہے اور وہ یہ ہے کہ سبب تشریع صدقہ کا بوقت مناجات حاجت روائی فقرا اور راون کے ساتھ نرمی کرنا ہے اور باوصف اس کے وہ لوگ شرعاً وعرفاً معذور رہیں اور یقیناً حکم آیت سے خارج ہیں پس ان کے دلوں کو شکستہ کرنا کسی طرح لازم نہیں ہے جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے علاوہ اس کے جو کچھ ایراد کیا ہے فخر رازی نے (یعنی یہ کہ فقرار کا تصدق نہ کرسکنا ان کی دل بستگی کا باعث ہوگا) وہ جاری ہے تشریع حج و زکوٰۃ اور مثل ان کے ان عبادات سے کہ جن کا وجوب یا ندب مال پر موقوف ہے پس ایسی صورت میں جائز ہے کہ بسبیل قیاس تقریر رازی کہا جائے کہ اولیٰ عدم شریعت زکوۃ ہے کیونکہ وہ بھی اس چیز سے ہے کہ تنگ کرتا ہے قلب فقیر کو جس کے پاس بقدر نصاب مال موجود نہو اور مرد غنی ادائے زکوۃ سے متنفر ہوتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہوگا یا کم از کم حد کفر میں ہوگا خدا کے ساتھ اور نیز ایک یہ امر ہے کہ خداوند عالم نے لفظ صدقہ کو مطلق ارشاد فرمایا ہے اور اس کے لئے کوئی مقدار معین نہیں فرمائی تاکہ کہا جائے کہ ابوبکر یا غیر ان کے فقرا سے اکثر عاجز رہے بلکہ صدقہ کا حکم غنی و فقیر دونوں پر وارد ہے اگر بقدر ایک ثمر (خرما) یا بقدر ماس کے ایک جزو کے ہو اور اسی طرح منع کرنا مناجات رسول خدا کو مستحب ہونے سے حد کفر میں ہے، اور تعرض کیا ہے فاضل نیشاپوری نے اس امر کے ساتھ اشارہ سے پس اس کو تم سمجھو۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

سولہویں دلیل امامت یہ ہے کہ ابن عبدالبر و بعض دیگر راویوں نے اہلسنت کے آیہ واسئل من ارسلنا قبلك من رسلنا کے متعلق روایت کی ہے شب معراج آنحضرت صلعم کو اور تمام انبیاء کو خداوند عالم نے ایک جگہ جمع فرمایا پھر حضرت سے ارشاد کیا کہ اے رسول ہمارے ان انبیاء سے ایک سوال کیجیے کہ تم سب کس چیز پر مبعوث ہوئے ہو سب انبیاء نے جواب دیا کہ ہم مبعوث ہوئے ہیں اس بات پر کہ گواہی دیں کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود قابل پرستش نہیں ہے اور آپ کی نبوت اور علیؑ بن ابی طالب کی ولایت کا اقرار کریں۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اہلسنت کی نہیں ہے اور ظاہر آیت اس تفسیر سے انکار کرتی ہے کیونکہ پوری آیت اس طرح پر ہے کہ واسئل من ارسلنا قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن آلهة يعبدون اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اجماع انبیاء کا وجوب توحید اور نفی شرک پر واقع ہوا ہے اور یہی مفہوم آیہ ہے اور یہ روایت (یعنی جو علامہ نے ذکر کی ہے) جو ابھی مذکور ہوئی منجملہ مناکیر کے ہے اور اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو اس سے نص امامت جس کا دعویٰ کیا گیا ہے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مجھکو معلوم ہے کہ ولایت کا اطلاق معانی کثیرہ پر ہوتا ہے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ادنی تغیر الفاظ سے تفسیر نیشاپوری میں ثعلبی سے منقول

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے جیسا کہ اوس نے کہا ہے کہ ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ایک ملک میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا آپ ان انبیاء سے جو آپ سے قبل مبعوث ہوئے ہیں سوال کیجئے کہ کس امر پر وہ مبعوث ہوئے ہیں پس میں نے اُن سے یہ سوال کیا کہ تملوگ کس بات پر مبعوث ہوئے ہو تو اُنھوں نے جواب دیا کہ آپکی اور علیؑ بن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار پر مبعوث ہوئے ہیں روایت کیا ہے اسکو ثعلبی نے لیکن یہ روایت قول باری تعالیٰ اجعلنا من دون الرحمٰن آلھۃ یعبدون کے مطابق نہیں ختم ہوا قول نیشاپوری کا اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ روایت منجملہ روایات اہلسنت کے ہے اور جس مناقشہ کو کہ ابن روزبہان نے ذکر کیا ہے بتحقیق کہ اس کو اس نے نیشاپوری سے اخذ کیا ہے اور یہ مناقشہ باوصف اسکے کہ اس میں عیب اپنی طرف منسوب کرنے کا ہے ضعیف ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ لفظ جعل اس آیت میں استفہامیہ بمعنی حکم کے ہو جیسا کہ نیشاپوری نے آخر میں اس کی تصریح کی ہے اور یہ پورا جملہ اجعلنا من دون الرحمٰن آلھۃ یعبدون حکایت قول رسول ہو اور تاکید ہو اس قول کی جو اس کلام میں مضمر ہے یعنی اقرار بعثت انبیاء شہادت مذکورہ پر اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اس میں کوئی شخص توقف کرے مگر وہ کہ جو سوائے خدا کے اور خداؤں کو قابل پرستش قرار دے اور مثال اس اضمار کی قرآن مجید میں واقع ہوئی ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے انا انبئکم فارسلون یوسف ایھا الصدیق افتنا پس مراد اس آیت میں جیسا کہ نیشاپوری نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ ارسلونی الیہ لاسئلہ یعنی عزیز مصر سے کہنے والے نے یہ کہا کہ مجھے یوسفؑ کے پاس بھیجئے تاکہ میں ان سے سوال کروں اور مجھے حکم دیجئے کہ میں ان سے تعبیر خواب دریافت کروں پس اونھوں نے اس شخص کو قید خانہ میں جناب یوسفؑ کے پاس بھیجا اور وہ آیا اور اس نے یوسفؑ سے کہا آخر آیت تک غایۃ الامر یہ ہے کہ یہ آیہ جس میں بحث ہو رہی ہے بسبب خفاء قرینہ کے تعین محذوف پر ان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



متشابہات سے ہو جائیگی کہ جس کے معنی بجز توفیق خدا بذریعہ زبان رسولؐ کے نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ امر قدح نہیں کرتا ہے مطابقت قول خداوند عالم اجعلنا الھۃ کے واسطے شان نزول کے پس مناقشہ باقی نہ رہے گا اور اس روایت میں کوئی چیز مناکیر سے نہیں ہے جیساکہ ابن روزبہان نے بیان کیا ہے اور جز اسکے نیست کہ یہ منکر ناصبی ایسا بدگفتار ہے کہ جو جاتا ہے ہر باطل کی طرف اور آواز لگاتا ہے ہر آواز لگانے والے کے ساتھ اور اپنے متاخرین کی کاسہ لیسی کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ جو کچھ اونھوں نے ذکر کیا ہے بس وہی مقاصد دین کے لئے گویا آخری کلام ہے۔

## کلام جناب علامہ حلیؒ علیہ الرحمہ

سترہویں آیت قول باری تعالیٰ وتعیھا اذن واعیۃ ہے جمہور نے روایت کی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علیہ السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

## قول ابن روزبہان

مفسرین نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلعم نے علیؑ سے یہ فرمایا کہ یا علیؑ میں نے خدا سے سوال کیا کہ اذن واعیہ تمہارا اذن قرار دے (یعنی یاد رکھنے والا کان) علیؑ نے فرمایا کہ بعد اس دعائے رسولؐ کے پھر مجھے کوئی چیز بھی نہیں بھولی اور یہ روایت حضرت علیؑ کے علم و حفظ و فضیلت پر دلالت کرتی ہے لیکن ان کی امامت پر دلیل نص نہیں ہے۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

میں کہتا ہوں کہ واحدی نے اسباب نزول القرآن میں بریدہ سے روایت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



کی ہے اور ابو نعیم نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے اور ابو القاسم بن حبیب نے اپنی تفسیر میں زر بن حبیش سے اور اونھوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے اور الفاظ ابو القاسم کے یہ ہیں فرمایا امیر المومنینؑ نے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اپنے سینہ سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ مجکو خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تمکو اپنے سے قریب رکھوں اور تمکو علیحدہ نہ کروں اور یہ کہ تم میرے قول کو سماعت کرو اور اس کو یاد رکھو اور تفسیر ثعلبی میں یہ روایت بریدہ منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو تعلیم دوں اور تم اسکو یاد رکھو اور خدا پر فرض ہے کہ تم سنو اور یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی وتعیہا اذن واعیۃ اور بعض مفسرین نے اسی حدیث کو روایت کیا ہے جس کو ابن روزبہان نے نقل کیا ہے پس اس نے روی المفسرون کا جو مطلق لفظ کہدیا ہے اس سے جو کچھ اس کے تعصب کا حال ظاہر ہوتا ہے وہ واضح ہے اور کہا ہے صاحب کشاف و فخر الدین رازی نے بعد ذکر کرنے اُس روایت کے جس کو ابن روزبہان نے شان امیر المومنینؑ علیہ السلام میں نقل کیا ہے پس اگر یہ کہا جائے کہ اذن واعیہ کیوں کہا یعنی واحد کا صیغہ اور وہ بھی بطور نکرہ کیوں استعمال کیا تو ہم کہیں گے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ آگاہ ہوں کہ اس صفت سے متصف کم ہوا کرتے ہیں تاکہ ان کو سرزنش ہو کہ ہم میں محفوظ رکھنے والے کم ہیں اور اس امر پر دلالت ہو کہ ایک کان بھی اگر محفوظ رکھے اور سمجھے خدا کی طرف سے تو وہ خداوند عالم کے نزدیک سوا د اعظم ہے باوجودیکہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے علاوہ کسی طرف توجہ نہ کی جائیگی اگرچہ ان سے تمام عالم مملو ہو صاحب کشاف کا قول ختم ہوا پھر میں یہ کہتا ہوں کہ آیت نے دلالت کی (اوس اسرار کے ساتھ کہ جن کا کشف علامہ معتزلہ اور امام اشاعرہ نے کیا) اس امر پر کہ زمان رسالتمآب صلعم میں علیؑ کو اس صفت کے ساتھ اختصاص حاصل تھا اس لئے کہ صاحب کشاف و رازی نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تصریح کی ہے کہ رسالتمآبؐ کی دعا علیؑ کے حق میں مستجاب ہوئی اور ان کے اغیار کو سرزنش کی گئی اور بتلایا گیا کہ ان کی طرف کوئی توجہ والتفات نہیں ہے لہذا حضرتؑ ہی امامت کے لئے احق ہوئے جیسا کہ ہمارا مدعا ہے۔ یہاں پر ایک تمہید کی ضرورت ہے تاکہ آیندہ اس کا حوالہ دیا جا سکے وہ یہ ہے کہ جو شخص قرآن وحدیث میں تامل کریگا اس کو معلوم ہو جائیگا کہ سوا علم کے اور کسی سبب سے فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔ رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ عالم کو عابد کو پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجکو تم میں سے ادنیٰ شخص پر حاصل ہے اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ خدا کے بندوں میں اس سے صرف علما ہی ڈرتے ہیں پس خداوند عالم نے خوف وتقویٰ کا حصر علما ہی پر فرما دیا ہے باوجودیکہ یہ بھی فرماچکا ہے کہ تم میں سب سے زیادہ باعزت خدا کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؑ تمام صحابہ سے اعلم تھے اس لئے کہ ہر صحابی کا امیرالمومنین سے استفسار کرنا مشہور ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ لوگ ان امور سے جاہل تھے۔ جن کا استفسار کیا کرتے تھے چنانچہ عمر کا یہ قول کہ لولا علی لہلک عمر مثل کی حد تک پہونچ گیا اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ علیؑ علیہ السّلام اعلم تھے۔ اب بایں امر کہ جو اعلم ہو وہ افضل بھی ہے تو یہ ثابت نص سے ہوگیا جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے اور جب یہ صغریٰ وکبریٰ شکل اول کی بنا پر ثابت ہو گئے تو نتیجہ بدیہی ہے جس سے انکار سوائے مکابرہ ومعاندہ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جس کی طرف توجہ نہ ہوگی۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

اٹھارہویں آیت سورۂ ہل اتیٰ ہے چنانچہ جمہور کافہ نے روایت کی ہے کہ حسنین علیہما السّلام مرض میں مبتلا ہوئے جناب رسالتمآبؐ اور تمام عرب نے ان کی عیادت کی امیرالمومنینؑ نے نذر کی کہ اگر دونوں بچے اچھے ہو جائیں تو تین روز برابر روزے رکھیں گے ایسی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



نذر جناب معصومہ نے ادا کی خادمہ فضہ نے بھی کی چنانچہ جب شاہزادوں کو صحت ہوئی تو اہلبیت کے پاس تھوڑا بہت کچھ بھی نہ تھا امیرالمومنینؑ نے تین صاع جو قرض حاصل کئے اور جناب معصومہ نے ایک صاع جو پیس کے خمیر کئے اور اس کی پانچ روٹیاں پکائیں تاکہ ہر شخص ایک روٹی کھائے جب امیرالمومنینؑ نماز مغرب سے فارغ ہو کر عصمت سرا میں تشریف لائے تو وہ روٹیاں سامنے رکھی گئیں تاکہ سب حضرات افطار صوم فرمائیں کہ ایک مسکین نے آکر سوال کیا سب حضرات نے اپنی اپنی روٹیاں اوس کو دیدیں اور خود گرسنہ رہے دوسرے روز پھر سب نے روزہ رکھا اور اسی طرح معصومہؑ نے ایک صاع جو کی روٹیاں تیار کیں اور جب فطار کرنا چاہا تو ایک یتیم نے آکر سوال کیا پھر سب نے اپنی اپنی روٹیاں اس کو مرحمت کر دیں تیسرے روز پھر اسی طرح ایک اسیر نے آکر سوال کیا اور سب نے اس کو دیدیا اور تین روز برابر سوائے پانی سے افطار کرنے کے کوئی غذا استعمال نہیں فرماسکے جناب رسالتمآبؐ نے جب چوتھے روز اپنے اہلبیت کو ملاحظہ فرمایا تو یہ حالت تھی کہ گرسنگی کی وجہ سے سب کانپتے تھے اور جناب معصومہؑ کا شکم پشت سے مل گیا تھا اور آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے درگاہ صمدیت میں عرض کیا کہ بارالٰہا میرے اہلبیت شدت گرسنگی سے تلف ہوئے جاتے ہیں پس جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ لیجئے خداوند عالم آپ کو تہنیت دیتا ہے آپکے اہلبیت کے بارے میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا لوں تو جبرئیل نے سورۂ ہل اتیٰ کی تلاوت کی۔

## قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں کہ بعض مفسرین نے اس کی شان نزول یہی ذکر کی جو کہ ملّامہ نے بیان کی لیکن بہت سے محدثین اہل تفسیر نے اس میں یہ کلام کیا ہے کہ آیا صدقہ دینے میں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس حد کا مبالغہ کہ جس کی وجہ سے خود اس کے اہل و عیال بسبب گرسنگی قریب بمرگ ہو جائیں جائز بھی ہے یا نہیں درحالانکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اے نبی تم سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ کیا صدقہ دینا چاہیئے تو کہدو کہ جو نفقہ عیال سے بچ رہے وہ دینا چاہیئے اور جناب رسالتمآب ارشاد فرماتے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ چیز ہے کہ جو صاف ہو اور فاضل ہو۔ اور اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو امامت پر نص نہیں ہے جیسا کہ تم کو معلوم ہوا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے واحدی نے کتاب البسیط میں ذکر کیا ہے کہ یہ سورہ علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے اور معتزلہ میں سے صاحب کشاف نے اس کو ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حسنینؑ مریض ہوئے اور پورا قصہ ذکر کیا ہے اور جن لوگوں نے مفسرین میں سے اس امر کا ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوا ہے ادھوں نے آیت کو اپنی عموم پر باقی رکھا ہے اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں یا تو ان کو یہ معلوم ہی نہیں ہوا اور یا بسبب عداوت اہلبیت قصداً اس کو مخفی کیا۔ اب رہا کلام ناصبی کا کہ بہت سے محدثین مفسرین نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور اس امر میں کلام کیا ہے کہ آیا اس حد تک صدقہ میں مبالغہ جائز بھی ہے یا نہیں تو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود ناصبی کے تشکیکات ہیں کسی اور محدث یا مفسر نے ایسا شک نہیں کیا ہے ورنہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو فخر الدین رازی جو اپنی تفسیر میں ہر جگہ شک کیا کرتا ہے ضرور ذکر کرتا۔ تعجب خیز و حیرت انگیز یہ امر ہے کہ اس ناصبی کے علماء جن میں فخر الدین رازی اور نیشاپوری ہیں اپنی تفسیروں میں ذکر کرتے ہیں کہ آیہ کو نوا مع الصادقین ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جنھوں نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنی نفسوں کو مسجد کے ستونوں میں باندھ دیا تھا اور وہ علما اس کو تسلیم کرتے ہیں اسمیں نہ ان کو کچھ تامل ہے نہ کلام کہ آیا ریاضت نفس اس حد تک جائز ہے یا نہیں بلکہ اپنے مشائخ اور نقشبندی صوفیوں وغیرہ کی بھوک کا ذکر کرتے ہیں جس کو اس سے بھی زیادہ کہا جاتا ہے باوجود اس کے کہ یہ محض اپنے نفس پر ضرر برداشت کرنا ہے بغیر اس کے کہ کسی کو فائدہ پہونچے اور اہلبیتؑ کی گرسنگی و ایثار پر جو کہ مسکین و یتیم و اسیر کے لئے ہوتا ہے اپنی منتہائے نافہمی سے انکار کرتے ہیں باوجودیکہ یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ سائل[1] جبرئیلؑ تھے جنھوں نے خداوند عالم کی طرف سے بغرض امتحان اہلبیت تین شبوں میں مختلف ہیئتوں میں آکر سوال کیا اور حصکفی[2] شاعر نے کیا اچھا کہا ان لوگوں کے بارے میں کہ جو اس فضیلت کے منکر ہیں وہ کہتا ہے ؎

قوم اتی فی مدحھم ھل اتیٰ　　　ماشک فی ذلک الا ملحد

قوم لھم فی کل ارض مشھد　　　لا بل لھم فی کل قلب مشھد

یعنی اہلبیت طہارت ایسے جلیل القدر ہیں کہ جن کی مدح میں سورۂ ہل اتیٰ نازل ہوا کہ

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ جبرئیلؑ کا تینوں شبوں میں بصورت سائل آنا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں بھی لکھا ہے چنانچہ تفسیر مذکور میں مرقوم ہے۔ گویند کہ دریں ہر سہ شب جبرئیلؑ بصورت گدا و یتیم و اسیر شدہ برائے امتحان صبر اہل بیتؑ تشریف آوردہ بودند و ازیں ہمیں مقام گفتہ اند کہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بسنان خود گرفتہ اند و ملک عقبیٰ را بستہ نان خود خریدہ اند لیکن حافظ گنجی نے کفایۃ الطالب میں علامہ ابن الصلاح سے نقل کیا ہے ان السؤال کانوا ملٰئکۃ من عند رب العالمین وکان ذلک امتحانا من اللہ عزوجل اور حافظ مذکور نے شیخ الحرم البشیر تبریزی سے نقل کیا ہے ان السائل الاول کان جبرئیل والثانی میکائیل والثالث اسرافیل بہرحال ملائکہ کا سائل ہونا مسلم ہے ۱۲

[2] مترجم کہتا ہے کہ حصکفی کا پورا قصیدہ جس میں یہ دونوں شعر بھی ہیں سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں ذکر کیا ہے اور حصکفی کا کچھ حال بھی لکھا ہے اور حصکفی کا ترجمہ انساب سمعانی اور تاریخ ابن خلکان میں بھی مذکور ہے ۱۲

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جس میں سوا ملحد کے اور کوئی شک نہیں کر سکتا اہلبیت ایسے ہیں کہ جن کے ہر حصہ زمین پر مشہد ہی نہیں بلکہ ہر قلب میں ہے اور ناصبی کا یہ توہم کہ یہ روایت اس قول خداوندعالم سے معارض ہے کہ جس میں صدقہ کا ذکر ہے تو وہ اس طرح دفع ہوتا ہے کہ جس طرح لفظ عفو کی تفسیر ناصبی نے بیان کی ہے اسی طرح اس لفظ کی تفسیر افضل مال سے بھی کی گئی ہے یعنی عفو کے معنی بہترین مال کے بھی تفسیر میں ذکر کئے گئے ہیں اور اسکی تائید میں خداوندعالم کا یہ قول ہے لن تنالوا البرّ الآیۃ اور ناصبی نے جو حدیث جناب رسالتمآبؐ کی پیش کی ہے یعنی خیر الصدقۃ ما یکون صفوا عفواً اس کی معارض دوسری حدیث موجود ہے جو ہمارے جواب کی موید ہے حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر الصدقۃ ما القت غنی یعنی بہترین صدقہ وہ ہے کہ جس کی وجہ سے سائل کو استغنائے باقی حاصل ہو جائے۔ اور اگر بالفرض ہم اس توہم کو مان بھی لیں تو یہ کہیں گے کہ یہ اعتراض تو اس وقت ہو سکتا تھا کہ جب عیال امیرالمومنینؑ متفق نہ ہوتے امیرالمومنین علیہ السّلام کے ساتھ انفاق میں اور وہ اہل بیت کا کھانا لیکر سائل کو دیدیتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اہلبیت نے خود ہی عطا فرمایا امیرالمومنین تو اپنے عیال پر انفاق کر چکے تھے اب انھوں نے خود ہی اختیاراً اپنے نفوس مقدسہ پر یتیم و اسیر و مسکین کو مقدم فرمایا اور اپنی اپنی غذا عطا فرما دی تو کوئی جائے اعتراض نہیں ہے۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمۃ

اونیسویں آیت والذی جآء بالصدق وصدق بہ ہے جمہور نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے مصداق علیؑ ہیں۔

انیسویں آیت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com/



# قول ابن روزبہان

میں کہتا ہوں جمہور اہلسنت روایت کرتے ہیں کہ روایت ابوبکر صدیق کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اگر یہ بات صحیح بھی مان لی جائے کہ علیؑ کی شان میں نازل ہوئی تو ان کے فضائل میں ہوگی لیکن نص پر دلالت نہیں کرتی۔

# جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ

جس روایت کو مصنف نے ذکر کیا ہے اسی کو صاحب کشف الغمہ نے حافظ ابوبکر موسیٰ بن مردویہ سے نقل کیا ہے اور نیز حافظ نے ابوجعفر علیہ السّلام سے بھی روایت کی ہے کہ ان الذی جاء بالصدق محمد صلعم والذی صدّق بہ علیؑ بن ابی طالبؑ۔ یعنی صدق کے لانیوالے رسالتمآب صلعم ہیں اور اس کی تصدیق کرنیوالے علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ لیکن یہ امر کہ یہ آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ ناصبی نے دعویٰ کیا ہے تو اس کو سوا، فخرالدین رازی کے اور کسی نے بھی ذکر نہیں کیا وہ اس امر میں متفرد ہیں اور وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ چونکہ اولیا ابوبکر ان کو صدیق لقب دے چکے تھے آپ نے صدق اور صدیق میں مناسبت لفظی کی وجہ سے یہ تخیل شاعری فرمائی اور یہ تو آپ کا اکثر روایات کی تفسیر میں طریقہ ہے جیسا کہ صاحبان بصیر پر ظاہر ہے۔ شیخ رازی کی بیحیائیوں کے منجملہ یہ بھی ہے کہ اس آیت کی شان نزول کے بیان کرنے میں محض خداوندعالم ہی پر افترا نہیں کیا بلکہ امیرالمومنین علیہ السّلام کی زبان سے اس کو نقل کیا ہے (کہ یہ آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی) اور یہ صرف اسلئے کہ دیکھنے والے جب یہ دیکھیں گے کہ خود امیرالمومنین ایسا فرماتے ہیں تو پھر اس آیت کا حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہونا تجویز نہ کریں گے۔ اس کے بعد چونکہ اس خائن پر خوف غالب تھا لہذا مجملاً

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مفسرین کی طرف نسبت دیدی لیکن صاحبان فہم و ذکا پر حقیقت حال مخفی نہیں رہسکتی اور اس آیت کے ابوبکر کی شان میں نازل ہونے پر اور رازی تک اس روایت کے پہونچنے پر کہ یہ آیت امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے خود اس کی عبارت دلالت کرتی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ یہ شامل ہے اس شخص پر کہ جس نے سب سے پہلے تصدیق میں سبقت کی ہو اور تمام علماء متفق ہیں کہ اسبق وافضل یا ابوبکر ہیں یا علیؑ لیکن لفظ صدیق ابوبکر کے لئے اولیٰ ہے کیونکہ علیؑ وقت بعثت بہت صغیر السن تھے مثل اس چھوٹے بچے کے جو گھر میں ہو اور ظاہر ہے کہ ان کا اقدام تصدیق میں مفید نہیں ہوسکتا اور نہ شوکت اسلام میں اس سے کچھ زیادتی ہوسکتی ہے لہذا اس لفظ کا ابوبکر پر حمل کرنا اولیٰ ہے ختم ہوا کلام رازی۔ اب رہا یہ امر کہ یہ عبارت ہمارے مندرجہ بالا دعویٰ پر کیونکر دلالت کرتی ہے تو اس کا بیان یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی روایت شان ابوبکر میں واقعاً ہوتی تو رازی کو زبردستی استدلال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ امیرالمومنینؑ کے ذکر کی ضرورت ہوتی حالانکہ اسکا یہ استدلال بھی مثل دیگر تشکیکات کے ظاہر البطلان ہے اس لئے کہ درجۂ نبوت مرتبۂ اسلام سے اعلیٰ ہے اور جبکہ صغیر السن بچہ کے لئے نبوت جائز ہے تو اس کا ایمان بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا جیسا کہ خداوند عالم حضرت یحییٰ کی شان میں فرماتا ہے کہ واتیناہ الحکم صبیاً اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ارشاد فرماتا ہے کہ انی عبداللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً اور حضرت یوسفؑ کی شان میں جبکہ وہ طفولیت کی حالت میں چاہ میں ڈالے گئے فرماتا ہے واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لایشعرون یعنی ہم نے یوسف کی طرف وحی کی کہ تم اپنے بھائیوں کو اس فعل سے آگاہ کروگے جبکہ وہ بے شعور ہونگے اور فرماتا ہے کہ ففھمناھا سلیمان وکلا اتینا حکما وعلما حالانکہ ان کی عمر جبکہ وہ نبی کئے گئے گیارہ برس کی تھی لہذا جب یہ جائز ہوا کہ ایک بچہ صاحب نبوت و وحی ہوسکتا ہے تو صاحب ایمان بطریق اولیٰ ہوسکتا ہے علاوہ بریں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہمارے علماء کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ امیر المومنینؑ نے جس وقت رسالتمآب صلعم پر ایمان ظاہر فرمایا ہے تو اس وقت حضرت کی عمر پندرہ اور ایک روایت میں چودہ برس کی تھی! اور یہ دونوں روایتیں اہلسنت کے طریق سے بھی ہم تک پہونچی ہیں چنانچہ شارح طوالع نے اپنی شرح میں اپنے اصحاب سے اسکو ذکر کیا ہے اور رضا قولی نے مصابیح میں کہا ہے کہ حسن بصری نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ کی عمر جب کہ وہ اسلام لائے پندرہ برس کی تھی لکن شارح طوالع نے چودہ برس کی روایت کی ہے اور اس عمر میں حضرت بنا بر روایت بخاری کے حد بلوغ سے تجاوز کر گئے تھے اسلئے کہ اس نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہا اس نے کہ میں بارہویں برس بالغ ہوگیا تھا۔ نیز علماء نے روایت کی ہے کہ رسالتمآب صلعم نے حضرت کو اسلام کی دعوت دی درانحالیکہ آنحضرت کسی ایسے شخص کو دعوت اسلام نہیں دیتے تھے کہ جس کا اسلام لانا صحیح نہ ہو جیسا کہ مامون نے ابو العتاہیہ سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ نیز روایت صحیحہ میں ہے کہ امیر المومنینؑ علیہ السّلام نے معاویہ کو چند اشعار تحریر فرمائے تھے منجملہ ان کے یہ شعر لکھا تھا

سبقتکم الی الاسلام طراً غلاماً ما بلغت اوان حلمی

یعنی میں نے تم لوگوں پر اس وقت اسلام میں سبقت کی جبکہ میں حد بلوغ کو بھی نہ پہونچا تھا اس شعر پر معاویہ نے باوجود اس بغض و عداوت کے جو اس کو حضرت سے تھی کوئی اعتراض نہیں کیا تو رازی کہ جو معاویہ کی جماعت سے ہے اس پر کیسے زیادتی حاصل کر سکتا ہے۔ نیز مرجع اسلام تو یہ ہے کہ جو کچھ نبی لائیں اس کی تصدیق کی جائے اور اسکی کہ وہ رسول خدا ہیں اور یہ امر تکالیف شرعیہ میں سے ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ عقلیات کی تکلیف کمال عقل پر موقوف ہے چاہے شخص پانچ برس کا ہو یا پچاس برس کا ہو اور حضرت کی عقل وقت اسلام کامل ہو چکی تھی اور ر بلوغ تو وہ تکالیف شرعیہ فرعیہ میں شرط ہے علاوہ اسکے یہ بھی ممتنع نہیں ہے کہ حضرت کے خصائص[۱] میں سے یہ امر ہو کہ آپ کا صغر سن

---

[۱] جناب امیر المومنین علیہ السّلام کا مخصوص بخصائص کثیرہ ہونا کتاب الخصائص نسائی و مناقب اخطب خوارزمی اور عمدۃ القاری عینی سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مترجم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com/



یں اسلام لانا صحیح ہو بالجملہ یہ امر جائز ہے کہ آنحضرت کو مزید فضل کی وجہ سے جو ان کو خلقت میں حاصل تھا یہ اختصاص بھی حاصل ہو کہ حضرت کو بلوغ شرعی قبل ختم عددِ سال حاصل ہو گیا ہو اور یہ حضرت کے لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ مظہر العجائب و منبع الغرائب ہیں۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

بیسویں آیت قول ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ محمد عبدی و رسولی ایدتہ بعلی بن ابی طالبؑ انتہیٰ۔

## قول ابن روزبہان

یہ امر روایات اہلسنت میں آیا ہے اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ علی افاضل مومنین اور ان کے ائمہ و خلفاء میں سے ہیں اور جبکہ رسالتمآبؐ مومنین سے موید ہیں تو علیؑ کے ساتھ بدرجہ اولیٰ موید ہونگے لیکن نص امامت پر دلالت نہیں کرتا۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

اس عبارت میں ناصبی نے جو کچھ فریب کاری کی ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اسلئے کہ مصنف رح صرف تائید کو ذکر نہیں کرتے ہیں جس میں کہ سب مومنین شریک ہیں بلکہ حضرت کا نام نامی عرش پر مرقوم ہونا اس طرح کہ جو ظاہر کرتا ہے اس امر کو کہ حضرت باری نے رسالتمآبؐ کی تائید علیؑ سے ازل میں فرمائی اور یہ امر دلالت کرتا ہے اس افضلیت پر کہ جو مصنف کے مدعیات میں سے ہے جیسا کہ کئی مرتبہ ذکر ہوا علاوہ بریں ناصبی کا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ اعتراف کہ امیر المومنینؑ جمیع مومنین سے اولیٰ ہیں تائید نبی کے ساتھ کافی ہے ثبوت مدعیٰ میں۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

اکیسویں آیت قول ہے باری تعالیٰ کا یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین جمہور نے روایت کی ہے کہ یہ آیت امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

## قول ابن روزبہان

ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع مومنین کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ محض علیؑ کی شان میں نازل ہوئی تو ان کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہوگی لیکن نص امامت پر دلالت نہیں کرتی۔

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

ناصبی کا یہ قول کہ ظاہر آیت جمیع مومنین پر دلالت کرتی ہے ممنوع ہے اسلئے کہ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ نے جمیع مومنین مراد لئے ہوتے تو من اتبعک کی قید نہ لگاتا لیکن اس قید سے معلوم ہوتا ہے کہ تخصیص کا ارادہ کیا گیا ہے۔ لیکن صحت حدیث کے لئے یہی امر کافی ہے کہ وہ طریق اہلسنت سے مروی ہے چنانچہ اس روایت کو صاحب کشف الغمہ نے عزالدین عبدالرزاق[1] محدث حنبلی کی کتاب سے نقل کیا ہے اب رہی وجہ دلالت تو وہ یوں ہے کہ جب خداوند عالم نے جناب رسالتمآبؐ کی حفاظت کا اپنی بارگاہ اور امیر المومنینؑ میں حصر کر دیا نیز اتباع

[1] اس عالم اہلسنت کا ترجمہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی و طبقات الحفاظ سیوطی میں مذکور ہے۔ ۱۲ مترجم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کامل ہی! امیرالمومنینؑ ہیں حصر کر دیا (بمقتضی الروایۃ) تو معلوم ہوا کہ علیؑ جمیع مومنین سے افضل ہیں لہذا وہ امیرالمومنین ہوئے۔

## کلام جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ

بائیسویں آیت فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ہے ثعلبی نے کہا ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

## قول ابن روزبہان

مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت اہل یمن کے بارے میں نازل ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآبؐ سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں تو حضرت نے اپنا دست مبارک سلمانؓ کی پشت پر مار کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم مراد ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت ایسی قوم کے بارہ میں نازل ہوئی کہ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اسلئے کہ سوف یاتی اللہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ عنقریب خدا ایسی قوم کو لائیگا اور علیؑ ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کو خدا نے اول اسلام سے بھی پہلے خلق فرمایا تھا لہذا ان کے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کریں تو حضرت کے فضائل میں سے ہوگا لکن نص مدعی پر دلالت نہیں کرتا

## جواب جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اہل یمن کے بارے میں نازل ہوئی ہے مثل فخرالدین رازی و قاضی بیضاوی کے انھوں نے اس روایت پر استناد کیا ہے جس میں یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآبؐ نے ابوموسیٰ اشعری کی طرف اشارہ فرماکر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ارشاد فرمایا کہ قوم سے مراد یہ لوگ ہیں لیکن اس روایت میں بحث ہے اس لئے کہ اگر اہل یمن سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو بلاد یمن کی طرف منسوب ہوں اگرچہ وہ اشعریہ ہیں سے نہ ہوں مثل طائفہ ہمدان وغیرہ کے تو ان لوگوں نے سوا امیرالمومنینؑ اور کسی کی ہمراہی میں جہاد ہی نہیں کیا جیسا کہ کتب سیر و تواریخ سے ظاہر ہے اور اگر صرف اشعریہ مراد ہوں تو ان لوگوں نے ابوبکر کے زمانہ میں اہل ردّہ سے جنگ نہیں کی لیکن جس نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا کہ سلمانؓ اور ان کے ساتھی مراد ہیں جیسا کہ کشاف و تفسیر بیضاوی میں ہے تو اس میں یہ بات ہے کہ سلمانؓ ابوبکر کے عہد میں اہل ردّہ کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے نیز بنا بر تقدیر اس امر کے کہ سلمانؓ کے ہمراہیوں سے اہل فُرس مراد ہوں یہ ظاہر نہیں ہوا کہ انھوں نے اہل ردّہ سے ابوبکر کے زمانہ میں کوئی جنگ کی ہو لہذا اس آیت کا امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہونا متعین ہو گیا اور ظاہر ہوا کہ یہ آیت شان والاشان امیرالمومنینؑ میں نازل ہوئی جبکہ حضرت نے ناکثین و قاسطین و مارقین سے جنگ فرمائی اور حضرت سلمان علیہ الرحمۃ والرضوان اگرچہ ان تینوں گروہوں کے قتال کے زمانہ تک زندہ نہیں رہے اور نہ ان سے جہاد کیا لیکن ان کی قوم نے ضرور شرکت کی اور کسی جماعت کے اکثر افراد سے کسی فعل کا صادر ہونا اس کے لئے کافی ہے کہ اس فعل کو پوری جماعت کے ساتھ نسبت دی جا سکے خصوصاً جبکہ یہ امر روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سلمانؓ نے مدائن میں سکونت اختیار کی اور بنی کندہ میں تزویج بھی کی جس سے کئی لڑکے پیدا ہوئے اور وہ سب امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حضرت کی بعض لڑائیوں میں شریک رہے تو گویا جناب رسالتمآبؐ نے اسی امر کا لحاظ کرتے ہوئے کہ اولاد کی خوش کرداری باپ کی پاک طینتی کی وجہ سے ہوتی ہے حضرت سلمانؓ کے بیٹوں کے افعال کو خود حضرت سلمانؓ کی طرف نسبت دیدی اور سلمانؓ کا صاحب اولاد

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہونا کلام ابن عربی سے بھی ثابت ہے چنانچہ وہ فتوحات مکیہ میں کہتے ہیں کہ جب جناب رسالتمآبؐ عبد خالص تھے اور خدا نے ان کو اور ان کے اہلبیت کو طاہر و مطہر قرار دیا تھا اور رجس کو ان سے دور فرما دیا تھا اور رجس ہر وہ چیز ہے کہ جو ان کے شایان شان نہ ہو اس لئے کہ رجس کے معنی عرب کے یہاں قذارت کے ہیں جیسا کہ فرار نے بیان کیا ہے اسی لئے تو خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الآیہ پس ایسی حالت میں اون حضرت کی طرف کسی غیر مطہر کی اضافت نہیں ہو سکتی اور ضرور ایسا ہی ہونا چاہیئے پس اون حضرات کی طرف اسی کو اضافت ہو گی جو ان کے مشابہ ہو پس نہ حضرات اپنی طرف سوا ایسے شخص کے کہ جو محکوم بطہارت و تقدیس ہو کسی کو نسبت نہ دینگے اسی لئے تو سلمان فارسیؓ کے حق میں طہارت و حفظ الٰہی اور عصمت پر رسالتمآبؐ کی یہ شہادت ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ السلمان منا اھل البیت اور خداوند عالم ان حضرات کی تطہیر و ذہاب رجس پر شہادت دیچکا (لہذا سلمانؓ کی طہارت نفس اور حفظ عن المعاصی مسلّم ہوئی) اور جبکہ یہ امر مسلّم ہو چکا کہ اہلبیت علیہم السّلام کی طرف سوا مطہر و مقدس ہستی کے اور کوئی اضافت بھی نہیں حاصل کر سکتا اور نہ جس کو اضافت ہو گئی اوسکو صرف اضافت ہی کی وجہ سے عنایت الٰہیہ حاصل ہو جائے تو پھر اہلبیت کی طرف تمہارا خیال کیا ہوگا بیشک وہ حضرات مطہر ہیں بلکہ عین طہارت ہیں۔ اس کے بعد اسی باب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السّلام نص قرآنی سے مطہر ہیں پس سلمانؓ بھی انھیں میں سے ہیں بلا شک و شبہہ اور میں امید کرتا ہوں کہ علیؑ کی (وہ اولاد جو دیگر ازواج سے ہے) اور سلمان کی اولاد کو بھی یہ عنایت الٰہیہ شامل ہو جیسا کہ اولاد حسنؑ و حسینؑ اور غلامان اہلبیت کو شامل ہے خداوند عالم کی رحمت بہت وسیع ہے پھر بعض مطالب کے بعد لکھتے ہیں کہ تمہارا کیا گمان ہے ان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



معصومین کے بارے میں کہ جو محفوظ ہیں بعض ان میں سے قائم ہیں اپنے سیادت کے حدود پر
اور کھڑے ہیں ان کے مراسم پر ان کا شرف بہت بلند اور کامل ہے اور وہی اس مقام
کے اقطاب ہیں۔ انھیں قطبوں سے سلمان رہ نے شرف مقام اہلبیت حاصل کیا
چنانچہ حضرت سلمان رہ سب سے زیادہ اس امر کو جانتے تھے کہ خداوند عالم کے عباد پر کیا
کیا حقوق ہیں اور خود اپنے خلائق کے اپنے اوپر کیا کیا حقوق ہوتے ہیں اور سب سے
زیادہ قوی تھے ان حقوق کے آداب پر۔ انھیں کے بارے میں جناب رسالتمآب
صلعم نے فرمایا ہے کہ لوکان الایمان بالثریا لنالہ رجال من فارس یعنی اگر
ایمان ستارہ ثریا میں بھی ہوتا تو اس کو اہل ایران میں سے بعض لوگ حاصل کر لیتے یہ
فرما کر آنحضرت صلعم نے حضرت سلمان رہ کی طرف اشارہ فرمایا ختم ہوا کلام محی الدین عربی
کا۔ اور بلطائف سے یہ ہے کہ بنا بر روایت گذشتہ ابو موسیٰ اشعری کی طرف اشارہ
کر کے رسالتمآب نے فرمایا کہ ھم قوم ھذا (وہ لوگ اس کی قوم کے ہیں) کیونکہ
آنحضرت صلعم نے خود ابو موسیٰ کو اس حکم میں داخل نہیں فرمایا اس لئے کہ آنحضرت
صلعم جانتے تھے کہ اسکی عاقبت خراب ہوگی اور یہ امیرالمومنین ع سے منحرف ہو جائیگا
لیکن ایک جماعت اکابر و اشراف اہل یمن کی اور بہت سے ایسے افراد اہل یمن کہ
جس میں کا ایک ایک اس کے ایسے ہزار کے برابر شمار کیا جاتا ہے امیرالمومنین ع کے شیعوں
میں سے تھے منجملہ ان کے پورا قبیلہ بنی ہمدان کا ہے اور اویس قرنی ہیں جو امیرالمومنین ع کے
سامنے جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اور سلمان رہ کے بارے میں حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ (ھذا وذووہ) یہ اور اس کے ساتھی پس قوم سلمان ع کو ان کا تابع قرار دیا اس حکم
میں اور ان کی قوم کو لفظ (ذووہ) سے تعبیر فرمایا جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے
کہ جو شخص ان صفات سے متصف ہو کہ جن سے حضرت سلمان رہ متصف ہیں از قبیل
معرفت ولایت اور ان لوگوں کی متابعت کہ جن کی متابعت خداوند عالم نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فرض قرار دی ہے وہ اس کے ساتھیوں میں سے ہے اور اس حکم میں داخل ہے ورنہ نہیں۔ اور فخر الدین رازی نے بھی اس قول کو ذکر کیا ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن چونکہ وہ جماعت امامیہ پر اپنے تعصب کی وجہ سے بہت گھبرائے ہوئے ہیں لہذا ہم کو بھی یہ مناسب معلوم ہوا کہ ان کا کلام ذکر کریں اور ساتھ ہی اسکے جو کچھ ایرادات اس پر وارد ہوتے ہیں ان کو بھی بیان کر دیں تاکہ ناظرین شکوک و اوہام سے محفوظ رہیں چنانچہ رازی کہتا ہے کہ ایک قوم نے کہا ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس پر دو وجہیں دلالت کرتی ہیں اول یہ کہ جب جنگ خیبر میں جناب رسالتمآب صلعم نے نشان سرداری فوج حضرت امیرالمومنینؑ کو مرحمت فرمایا تو ارشاد کیا تھا کہ میں اب ایسے شخص کو نشان دونگا کہ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں اور یہی صفت آیت میں بھی مذکور ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے اسی آیت کے بعد آیۂ انما ولیکم اللہ و رسولہ الآیہ ذکر فرمائی ہے جو کہ امیرالمومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے لہذا پہلی آیت کو بھی آنحضرت ہی کی شان میں ہونا اولیٰ ہے بس یہی وہ کل اقوال ہیں جو اس آیت میں ہیں اور ہمارے لئے اس میں چند مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ یہ آیت مذہب امامیہ کے فاسد ہونے پر پہلی دلیل ہے اس لئے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ جن لوگوں نے خلافت و امامت ابوبکر کا اقرار کیا وہ سب کافر و مرتد ہو گئے کیونکہ انھوں نے امیرالمومنینؑ کی امامت پر جو نص جلی موجود ہے اس سے انکار کیا تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ایسا تھا تو خداوند عالم کو چاہیئے تھا کہ وہ ایسی قوم کو ان پر مسلّط فرماتا جو ان کو لڑ بھڑ کر دین حق کی طرف واپس کرتے کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ ومن یرتد عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم الآیہ اس آیت میں لفظ من شرط عموم کے لئے ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ جو کوئی بھی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دین اسلام سے مرتد ہو اس پر ایک ایسی قوم کو مسلط کرے جو اس پر غلبہ حاصل کر کے اس کی شوکت کو توڑ دے پس اگر جن لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ قرار دیا تھا ایسے تھے تو بحسب حکم آیت مذکورہ لازم تھا کہ خدا کسی قوم کو ان پر مسلط فرماتا کہ وہ ان کے مذہب کو باطل کر دیتی۔ اور جبکہ ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے خلاف ہے کہ رافضی ہی مغلوب ہیں اور روکے گئے ہیں اس امر سے کہ اپنے باطل کلاموں کو ظاہر کریں جبھی تو معلوم ہوا کہ انکا مذہب اور اقوال سب باطل ہیں اور یہ امر ہر منصف مزاج پر ظاہر ہے۔ دوسرا مقام یہ کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ کہنا واجب ہے کہ یہ آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی اور اس پر دو دلیلیں ہیں اول یہ کہ یہ آیت خاص محاربہ مرتدین کے بارے میں ہے اور ابوبکر ہی وہ شخص ہیں کہ جنھوں نے مرتدین سے محاربہ کی سربراہی کی جیسا کہ ہم تشریح کر چکے ہیں اور رسالتمآب صلعم کو اس سے مراد لینا ممکن نہیں کیونکہ ان حضرت کو مرتدین سے جنگ کرنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا اور نیز خدا فرماتا ہے کہ ہم عنقریب ایسی قوم کو لائیں گے کہ جو استقبال کے لئے ہے نہ حال کے لئے لہذا لازم ہوا کہ یہ قوم اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود نہ ہو اگر یہ کہا جائے کہ یہی ایراد تم پر بھی ہوتا ہے اسلئے کہ ابوبکر بھی تو وقت نزول آیت موجود تھے تو ہم اس کا جواب دو طرح سے دیں گے اول یہ کہ جن اہل ردّہ سے ابوبکر نے جنگ کی وہ فی الحال موجود نہ تھے دوسرے یہ کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ خدا عنقریب ایسی قوم کو لائیگا جو قادر ہوگی اس جنگ پر اور ابوبکر اگرچہ موجود تھے مگر وہ اوس وقت جنگ وغیرہ اور امر و نہی میں مستقل نہ تھے لہذا یہ اعتراض برطرف ہوا اور ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے نہ تو رسالتمآب صلعم مراد ہو سکتے ہیں نہ علیؑ اسلئے کہ ان کو بھی اس کا اتفاق نہیں ہوا کہ وہ اہل ردہ سے جنگ کرتے اور اگر تم یہ کہو کہ ہم اس کو نہیں مانتے اس لئے کہ ہر وہ شخص کہ جس نے آنحضرت سے امامت کے بارے میں نزاع کی وہ مرتد تھا تو ہم اسکو دو وجہ سے باطل کہیں گے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com/



اول یہ کہ مرتد اس کو کہتے ہیں کہ جو شرائع اسلام میں سے کسی چیز کا تارک ہو اور جن لوگوں نے امیر المومنینؑ سے نزاع کی وہ بظاہر ایسے نہ تھے اور نہ کوئی یہ کہتا تھا کہ حضرت ان سے اس لئے لڑتے ہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اور خود علیؑ نے ان لوگوں کو مرتد کے نام سے یاد کیا لہذا جو کچھ یہ روافض کہتے ہیں وہ تمام مسلمین اور خود علیؑ پر بہتان کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر وہ شخص جس نے علیؑ سے امامت میں نزاع کی ہو مرتد ہوا تو لازم آتا ہے کہ ابوبکر اور ان کی قوم بھی مرتد ہوا ور اگر ایسا ہوتا تو بمنشا ظاہر آیت لازم تھا کہ خدا ایک قوم کے ذریعے سے ان کو مغلوب کر کے دین صحیح کی طرف واپس کرتا اور جبکہ ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ علیؑ سے امامت میں نزاع کرنا ارتداد نہیں ہے اور جب وہ لوگ مرتد نہ ہوئے تو یہ آیت علیؑ کی شان میں نہیں کہی جا سکتی اس لئے کہ یہ تو اس کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ جو مرتد لوگوں سے جنگ کرے نیز یہ بھی کہنا ممکن نہیں کہ یہ اہل یمن کی شان میں نازل ہوئی یا اہل فارس کی شان میں۔ اس لئے کہ ان لوگوں کو اہل ردہ سے جنگ کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور اگر بفرض یہ بھی کہا جائے کہ ان لوگوں کو اہل ردہ سے جنگ کا اتفاق ہوا تو وہ رعایا اور پیرو تھے اور سردار و حاکم اس واقعہ میں ابوبکر تھے اور ظاہر ہے کہ آیت کا ایسے شخص پر حمل کرنا کہ جو رئیس و حاکم اور اصل ہو اس عبارت میں اولیٰ ہے بہ نسبت اسکے کہ رعایا اور پیروؤں پر حمل کی جائے پس ہماری بیان کی ہوئی دلیل سے ظاہر ہو گیا کہ یہ آیت ابوبکر کے لئے مخصوص ہے۔ دوسری وجہ اس امر کے بیان میں ہے کہ یہ آیت ابوبکر کے لئے مخصوص ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم مانے لیتے ہیں کہ علیؑ نے مرتدوں سے جنگ کی لیکن ابوبکر نے جو مرتدوں سے جنگ کی وہ بہتر اور بلند پایہ ہے اسلام میں بہ نسبت اس جنگ کے جو علیؑ نے اپنی امامت میں مخالفت کرنے والوں سے کی اس لئے کہ بتواتر معلوم ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم نے انتقال فرمایا تو تمام عربوں میں اضطراب و اغتشاش پیدا ہوا اور وہ سرکشی کرنے لگے تو ابوبکر نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://www.jafrilibrary.com/



ہی ان کو مغلوب کیا اور مسیلمہ اور طلیحہ کو بھی اور انھوں نے ہی ان ساتوں قبیلوں سے جنگ کی کہ جو مرتد ہو گئے تھے اور انھوں نے ہی ان لوگوں سے بھی جنگ کی کہ جنھوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دی تھی اور ان کے اسی فعل سے اسلام مستقر ہوا اور اس کی شوکت و عظمت و دولت میں وسعت ہوئی۔ اور جب علیؑ کو خلافت ملی تو شرق و غرب عالم میں اسلام پھیلا ہوا تھا تمام دنیا کے سلاطین مغلوب تھے اور اسلام تمام مذاہب عالم پر مستولی ہو چکا تھا پس ثابت ہوا کہ ابوبکر کی جنگ علیؑ کی جنگ سے زیادہ مفید تھی حمایت و تقویت اسلام کے لئے اور ظاہر ہے کہ اس آیت سے مقصود اس قوم کی تعظیم ہے کہ جو نصرت و تقویت اسلام میں وسعت دین اور جب ابوبکر کے ہاتھوں یہ امر انجام پایا تو وہی اس سے مقصود بھی ہو سکتے ہیں۔ تیسرا مقام اس آیت میں یہ ہے کہ جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ یہ آیت ابوبکر کے لئے مخصوص ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے اس آیت سے جن لوگوں کو مراد لیا ہے ان کے لئے چند صفات ذکر فرمائے ہیں پہلی صفت یہ ہے کہ خدا ان کو دوست رکھتا اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ تو جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ مراد اس آیت سے ابوبکر ہیں تو یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ صفت بھی ابوبکر کی ہے اور جس کی توصیف خدا نے اس طرح کی ہو اس کا ظالم ہونا ممنوع ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اپنی امامت میں محق تھے دوسری صفت یہ ہے کہ وہ مومنین کے ساتھ نرمی کرتے ہیں اور کافرین پر سختی کرتے ہیں تو یہ بھی ابوبکر کی صفت ہوئی اس امر کی تاکید اس خبر مستفیض سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ روایت کیا گیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ ارحم امتی بامتی ابابکر (میری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر رحم کرنے والا ابوبکر ہے) تو ابوبکر میں یہ صفت پائی جاتی تھی کہ وہ مومنین پر رحمت و شفقت کرتے تھے اور کفار کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ابتدا میں جب رسول مکہ میں تھے اور نہایت کمزور تھے تو ابوبکر کیونکر ان کی حمایت کرتے تھے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com/



ہر وقت ساتھ رہتے تھے خدمت کرتے تھے اور کسی ایک کی بھی بڑے بڑے کفار سے پرواہ نہیں کرتے تھے اور آخر میں یعنی اپنی خلافت کے وقت میں بھی کسی کی بات نہ سنی اور اسی پر مصر رہے کہ مانعین زکوٰۃ سے محاربہ ضروری ہے یہاں تک کہ نوبت یہ پہونچی کہ تن تنہا اس مہم کے لئے نکل کھڑے ہوئے آخر میں بڑے بڑے صحابیوں نے آکر بڑی خوشامد و منت سے روکا۔ جب مرتدین کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ نے لشکر بھیجا ہے تو بھاگ گئے اور خدا نے یہی دولت اسلام کی ابتداء قرار دی۔ لہذا خدا کا قول اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین سوائے ان کے اور کسی کے لائق نہیں تیسری صفت یہ ہے کہ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم یعنی وہ لوگ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے نہیں ہیں یہ صفت ابوبکر اور علیؑ میں مشترک ہے لیکن ابوبکر کا حصہ اس میں بھی اتم و اکمل ہے اس لئے کہ ان کا مجاہدہ کفار سے اول بعثت میں تھا جبکہ اسلام بہت ضعیف تھا تو وہ اپنی قدرت بھر لڑتے تھے اور رسولؐ کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن علیؑ نے جہاد بدر و احد کے وقت سے شروع کیا جبکہ اسلام قوی ہو چکا تھا اور لشکر جمع ہو چکے تھے پس ابوبکر کا جہاد علیؑ کے جہاد سے زیادہ اکمل تھا دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ ابوبکر کو تقدم زمانی حاصل تھا لہذا افضل تھے کیونکہ خدا فرمایا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل یعنی تم سے وہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے قبل فتح صرف کیا اور قتال کیا۔ دوسری یہ کہ ابوبکر کا جہاد رسول کے ضعف کے وقت تھا اور علیؑ کا قوت کے وقت۔ چوتھی صفت ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ بھی ابوبکر کے لائق ہے اس لئے کہ خدا نے دوسرے مقام پر بھی اس کی تاکید اپنے اس قول سے فرمائی ہے کہ ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس آیت کا ابوبکر کی شان میں ہونا منقول ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور اس امر کی دلیل کہ یہ صفات سب ابوبکر کے ہیں یہ ہے کہ ہم نے دلیل سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ یہ آیت ان کی شان میں ہے اور جب ایسا ہے تو یہ کل صفات بھی انھیں کے ہوئے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ان کی امامت کا صحیح ماننا واجب ہو گیا اس لئے کہ اگر اون کی امامت باطل ہوتی تو یہ صفات اون کے لائق نہ ہوتے اور اگر یہ کہا جائے کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ابوبکر حیات رسول میں ان صفات سے متصف تھے لیکن جب سے رسول کی وفات ہوئی اور اُن کی امامت شروع ہوئی تو یہ صفات اُن کے برطرف اور باطل ہو گئے تو ہم کہیں گے کہ یہ قطعاً باطل ہے اس لئے کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم عنقریب ایسی قوم کو لائیں گے کہ جن کو خدا دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں تو خدا نے ثابت کیا کہ جب خدا اون کو لائے گا تو وہ اس صفت سے متصف ہوں گے زمانہ مستقبل میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا شہادت دیتا ہے اس امر کی کہ ابوبکر اس صفت سے موصوف تھے جب انھوں نے اہل ردہ سے جنگ کی اور یہ وقت ان کی امامت کا تھا ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت ابوبکر کی امامت کی صحت پر دلالت کرتی ہے لیکن روافض کا یہ کہنا کہ یہ آیت حق علیؑ میں نازل ہوئی ہے اس دلیل سے کہ رسالتمآب صلعم نے روز خیبر یہ فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دونگا کہ جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہیں اور وہ علیؑ تھے تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ خبر آحاد میں سے ہے اور ان کے نزدیک خبر احاد سے علم میں تمسک نہیں جائز ہے چہ جائیکہ عمل میں و نیز اس صفت کو علیؑ میں ثابت کر دینے سے یہ نہیں لازم آتا کہ ابوبکر میں نہ ہو اور بفرض اگر مان لیں کہ ایسا ہے تو لازم یہ آئے گا کہ وہ تمام اوصاف جو کہ حدیث خیبر میں ہیں سب کے سب من حیث المجموع ابوبکر میں نہ ہوں جن کے منجملہ ایک صفت کرار غیر فرار بھی ہے اور جب یہ صفت ابوبکر میں نہ ہی تو پھر مجموع صفات حاصل نہوے بلکہ بعض ہوئے و نیز خدا نے اس صفت کو اس شخص کے لئے کہ جس کا ذکر آیت میں

Presented By: www.jafrilibrary.com